صحافتی اخلاقیات

www.KitaboSunnat.com

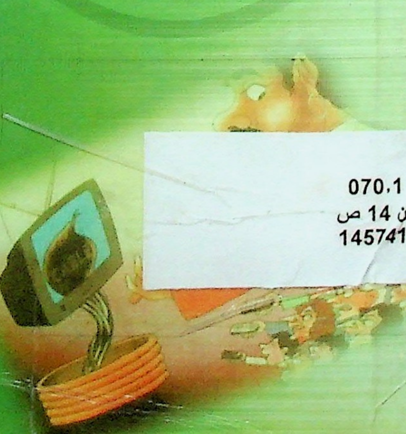

070.1
ن 14 ص
145741

ڈاکٹر احسن اختر ناز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

صحافتی اخلاقیات

PRESS ETHICS

بی اے آنرز، مقابلے کے امتحانات ایم اے ابلاغیات کے طالب علموں، عامل صحافیوں اور محققین کے لیے

ڈاکٹر احسن اختر ناز

عظیم اکیڈمی

22۔اردو بازار لاہور فون:7231448

Email:azeemacademy@hotmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	صحافتی اخلاقیات
مصنف	:	ڈاکٹر احسن اختر ناز
ناشر	:	منیر احمد (ایم اے)
سن اشاعت	:	2005ء
مطبع	:	تہامی آرٹ پریس
کمپوزنگ	:	آصف علی (عمر اشرف گرافکس)
تعداد اشاعت	:	1000
قیمت	:	-/125 روپے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

پاکستان میں صحافت کا دائرہ جس تیزی سے وسیع ہوتا جارہا ہے، اس رفتار سے اس کے معیار کو بلند کرنے کے لئے تعلیمی مواد کی تیاری اور اشاعت کا کام متقابلتاً ابھی محدود ہے۔ اس وقت ملک کی تقریباً تمام بڑی یونیورسٹیوں میں ایم۔ اے صحافت یا ابلاغیات کا شعبہ موجود ہے، لیکن طلباء کی رہنمائی اور نصابی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اُردو میں گنتی کی صرف چند کتابیں دستیاب ہیں، دیگر تمام کتب انگریزی زبان میں ہیں، ہمارے طلباء کی ایک کثیر تعداد انگریزی پر مکمل عبور نہ رکھنے کے باعث استفادہ نہیں کرسکتی۔

زیرِ نظر کتاب پندرہ ابواب پر مشتمل ہے جن میں مصنف نے موضوع سے متعلق مفید معلومات یکجا کردی ہیں۔ ابتدائی دو ابواب تعارفی نوعیت کے ہیں۔ پہلے باب میں صحافتی ارتقاء کا ایک مختصر سا تعارف پیش کیا گیا ہے، جب کہ دوسرے باب میں لفظ ''صحافی'' کی تاریخ اور مطلب کی وضاحت کی گئی ہے۔ کسی بھی مضمون کی مکمل سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لئے اس سے متعلقہ نظریات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ صحافت کے طالب علموں کے لئے ضروری ہے کہ انہیں ان نظریات سے کم از کم ایک مختصری واقفیت ضرور حاصل ہو۔ کتاب کے تیسرے باب میں مصنف نے طلباء کی اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے پریس کے پانچ اہم عالمی نظریات کو بیان کیا ہے، جن کے تفصیلی مطالعے سے مختلف ادوار میں، نظریات کے نتیجے میں صحافت پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کا پتہ چلتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں دُنیا کے مختلف ممالک میں رائج صحافتی نظاموں اور صحافت کے جدید رجحانات کا تجزیہ کیا گیا ہے اور اس امر کی صراحت بھی کی گئی ہے کہ مختلف اقوام نے کس انداز کے ضابطہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہائے اخلاق، صحافت کے لئے مرتب کرر کھے ہیں۔ مصنف نے نہ صرف اسلام اور پاکستان کے حوالے سے ان ضابطہ ہائے اخلاق کی خصوصی طور پر وضاحت کی ہے پاکستان میں صحافت کو درپیش ان مخصوص مسائل کو بھی زیر بحث لائے ہیں، جو تیسری دُنیا کے دیگر ترقی پذیر ممالک کی طرح پاکستانی صحافت کا بھی جزو لازم ہیں۔ نئے ابواب کا اضافہ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق کیا گیا ہے۔ ان میں پریس کونسل، انٹرنیٹ، کیبل ٹی وی "نیٹ ورک" فلم اور اشتہارات کے بارے میں صحافتی اخلاقیات بھی بیان کر دی گئی ہیں۔

ڈاکٹر جمیل جالبی

(سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی و سابق

صدر نشین مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

صحافت کو بہت پہلے مملکت کا چوتھا ستون قرار دیا گیا۔ اب اس کی قوت اور اہمیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا ہے۔ مطبوعہ صحافت کے ساتھ ساتھ صوتی و بصری صحافت بھی وجود میں آ چکی ہے، بلکہ اثر و نفوذ میں مطبوعہ صحافت کو پیچھے چھوڑ گئی ہے۔ مطبوعہ صحافت ابلاغ عام کی اوّلین صورت تھی۔ یہ صحافت بھی ترقی کر کے بہت سی صورتیں اختیار کر چکی ہے اور اس میں بہت زیادہ گہرائی اور گیرائی پیدا ہو چکی ہے۔ صحافت کی توسیع اور ترقی یافتہ اقسام کے پیش نظر موجودہ دور ابلاغیات کا دور کہلانے لگا ہے۔ اس وقت پراپیگنڈہ، تشہیر اور تعلقات عامہ نے بھی بے حد اہمیت حاصل کر لی ہے۔ ان فنون کے ماہر بھی صحافت کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں، چنانچہ صحافت کا صحیح یا غلط استعمال بھی ایک اہم اور غور طلب مسئلہ بن چکا ہے۔

اس وقت دُنیا میں مختلف صحافتی یا ابلاغی نظام موجود ہیں۔ کسی نظام میں صحافت ریاست یا حکومت کے زیر نگیں ہے تو کسی میں اسے متعلقہ آئینی اور قانونی حدود کے اندر آزادی حاصل ہے، کہیں یہ شکایت پیدا ہو رہی ہے کہ صحافت کی آزادی، فرد کی آزادی پر اثر انداز ہو رہی ہے یا ملکی اور قومی مفادات کو متاثر کر رہی ہے، جن معاشروں میں صحافت آزاد ہے، وہاں بھی صحافت کا کوئی نہ کوئی ضابطہ اخلاق موجود ہے۔ صحافت یا ابلاغ عام کے اداروں سے وابستہ افراد رضا کارانہ طور پر ایک ضابطہ اخلاق وضع کرتے ہیں اور اس پر عمل پیرا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

صحافت ایک بہت بڑی قوت ہے۔ اس کی نوعیت ایسی ہے کہ اسے غلط مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ دانستہ ہی نہیں، نادانستہ طور پر بھی اس کا غلط استعمال ہو سکتا ہے، جن معاشروں میں نظریاتی اور سیاسی آویزش موجود ہے، جہاں جماعتی یا گروہی مفادات وسیع تر قومی مفادات پر غالب ہوتے ہیں وہاں صحافت کے غلط استعمال کے امکانات بڑھ جاتے ہیں: جس طرح سیاست میں بہت سے غلط کام حب الوطنی کے نام پر ہوتے ہیں، اسی طرح آزادیٔ صحافت کے نام پر صحافت کے غلط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استعمال کا احتمال ہوتا ہے۔ صحافت کی قوت اور دائرہ اثر میں وسعت پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی پہنچ کا سوال بھی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔

آزادئ صحافت کا مطلب کیا ہے؟ ابلاغ عامہ کے اداروں کے مالکان کی آزادی؟ منتظمین کی آزادی؟ کارکن صحافیوں کی آزادی؟ یا عوام کا حصول معلومات کا حق اور کیا یہ آزادی صحیح طور پر صحیح مقصد کے لئے استعمال ہوتی ہے؟ آزادی صحافت کا فقدان یا اس کا محدود ہونا عوام، ملک اور معاشرے کے لئے اتنا ہی نقصان دہ ہے جتنا کہ آزادی کا غیر محدود ہونا۔ آزادی صحافت کی حدود کیا ہیں؟ اس مسئلہ پر مباحث کا سلسلہ طویل عرصہ سے جاری ہے اور شاید طویل عرصہ تک جاری رہے۔ اب تو عالمی سطح پر بھی حصول معلومات کی آزادی اور معلومات کے بہاؤ کی نہج ایسے مسائل زیر بحث ہیں اور اس بحث میں کبھی کبھی تلخی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے ملکوں میں "صحافتی اخلاقیات اور ذمہ داری" اور آزادی صحافت ایسے موضوعات پر بہت سی مستقل تصانیف بھی مل جاتی ہیں، ہمارے ہاں اس موضوع پر چند مضامین تو مل جاتے ہیں، مستقل تصانیف نہیں۔

پاکستان کے قیام سے قبل ہمارے ہاں آزادئ صحافت کے لئے جدوجہد کی عظیم روایات قائم ہوئیں۔ دور غلامی میں بعض مسلمان صحافیوں نے اظہار میں جرأت اور حق گوئی کی روشن مثالیں قائم کیں۔ انہوں نے اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کا مقابلہ خندہ پیشانی کے ساتھ کیا، یہی روایت پاکستان کو ملی۔ قیام پاکستان کے بعد بھی بعض اخبارات و جرائد اور صحافی حق گوئی کا فرض ادا کرتے رہے اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کا مقابلہ کرتے رہے۔ 1963ء میں پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس کے نفاذ سے پہلے ہی بعض حکومتوں نے مختلف اخبارات و جرائد کے خلاف کارروائی کی۔ اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد بھی بعض ادوار ہیں۔ کچھ اخبارات و جرائد حکومتوں کے زیر عتاب آئے، لیکن اس آرڈیننس کو استعمال نہ کرنے اور عملاً صحافت کو آزادی ملنے کی مثالیں بھی قائم ہوئیں۔ بہر حال 1988ء میں پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس منسوخ کر دیا گیا اور اس کی جگہ رجسٹریشن آف پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس نافذ ہوا۔ اب کچھ عرصے سے پاکستان میں صحافت کو عملاً آزادی حاصل ہے۔ اس کے ساتھ ہی بعض مشکلات بھی نمایاں ہو رہی ہیں۔ بعض حلقوں میں یہ شکایت موجود ہے کہ کچھ اخبارات و جرائد قومی اور ملکی مفادات کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ وہ ایسی باتوں کا بھی خیال نہیں رکھتے جو آزاد ملکوں کی آزاد صحافت کے ضابطہ اخلاق میں شامل ہیں۔ ایسی بہت سی شکایات موجود ہیں کہ علاقائی اور ضلعی سطح کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض اخبارات و جرائد سے وابستہ کچھ لوگ اپنے قلم کو ذاتی مفادات کے لئے کام میں لاتے ہیں۔شام کے اخبارات کے خلاف بھی شکایات عام ہیں۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ پریس کونسل آف پاکستان بھی اب ازسرنو قائم ہو رہی ہے۔ اس کے دائرہ کار میں ہر نوع کی شکایات آجاتی ہیں۔تاہم اس امر کی ضرورت بڑھ چکی ہے کہ ہمارے ہاں ذمہ دارانہ صحافت کے تصور کو فروغ دیا جائے۔ذمہ دار صحافت ہی آزادی صحافت کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر احسن اختر ناز نے ''صحافتی اخلاقیات'' کے موضوع پر قلم اٹھا کر مذکورہ بالا ضرورت پوری کرنے کی سعی کی ہے۔صحافت کے مختلف نظریات پر تنقیدی نظر ڈالی ہے اور آج کی صحافت کے حوالہ سے صحافتی اخلاقیات پر بحث کی ہے۔ پاکستان میں صحافتی ذمہ داریوں اور صحافتی ضابطہ اخلاق کے نظری اور عملی پہلوؤں کا بہ نظر غائر جائزہ لیا ہے۔انہوں نے صحافتی ضابطہ اخلاق کو اسلامی ضابطہ اخلاق کی کسوٹی پر بھی جانچا ہے اور نامور مسلم صحافیوں کے نظریہ ہائے صحافت کی طرف بھی رجوع کیا ہے۔میری رائے میں یہ کتاب صحافتی اخلاقیات اور ذمہ داریوں کے موضوع پر پہلی مربوط کوشش ہے۔اسے حرف آخر تو قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن اس کے مطالعہ سے صحافتی اخلاقیات اور ذمہ داریوں اور ان کو پورا کرنے کی ضرورت کے بارے میں تمام ضروری معلومات میسر آجاتی ہیں اور یہ تصور نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے کہ آزادی اور ذمہ داری لازم و ملزوم ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر مسکین علی حجازی

(سابق چیئرمین شعبہ ابلاغیات

پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آغازیہ

خدا کے فضل و کرم سے یہ میری پانچویں کاوش ہے۔

اس کتاب کو بھی میں اپنے محترم والدین سے منسوب کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ میرے لئے اخلاقیات کا پہلا سکول ہیں۔

ان کے بعد میں سب سے زیادہ شکر گزار ہوں اپنی اہلیہ محترمہ اور بچوں کا جنہوں نے لکھنے پڑھنے کے لئے مجھے ہمیشہ فرصت دیئے رکھی۔

''صحافتی اخلاقیات'' کا موضوع ایک مدت سے میرے پیش نظر ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے ڈائریکٹر سراج منیر مرحوم و مغفور نے اس موضوع کو بہت پسند کیا تھا اور اس پر کام کرنے کے لئے بہت سے حوالے دیئے تھے۔ خدا ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔

اس موضوع پر کام کرنے کے سلسلے میں استادان مکرم ڈاکٹر مسکین علی حجازی اور ڈاکٹر مغیث الدین شیخ نے ہمیشہ حوصلہ افزائی کی۔

ایک عرصے سے شعبۂ ابلاغیات پنجاب یونیورسٹی میں اس مضمون کی تدریس کا فریضہ ادا کر رہا ہوں۔ صحافت کی بڑھتی ہوئی اہمیت اور آزادی کے ساتھ ساتھ اب یہ مضمون کئی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہوتا جا رہا ہے۔ گزشتہ دنوں میں نے پشاور یونیورسٹی شعبۂ ابلاغیات کے چیئرمین ڈاکٹر شاہ جہان سید کی دعوت پر اسی موضوع پر ملک بھر سے آئے یونیورسٹی اساتذہ کے سیمینار میں شرکت کی، تو اپنی اس زیر التواء کتاب کو جلد لانے کا احساس شدت سے ہوا۔ لہٰذا اس موضوع پر جو زیادہ سے زیادہ ممکن ہو سکا، وہ پیش خدمت ہے۔ اس کے معیار کا تعین کرنا بھی قارئین کے ذمے ہے۔

تعاون کرنے والے سبھی حضرات کا بہت شکر گزار ہوں۔

ڈاکٹر احسن اختر ناز
استاذ شعبۂ ابلاغیات' نیو کیمپس
پنجاب یونیورسٹی' لاہور
اپریل 2005ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مندرجات

نمبر شمار	باب	صفحہ نمبر
	پیش لفظ، دیباچہ، آغازیہ	1 - 6
1-	صحافتی ارتقاء	8 - 10
2-	صحافی......تاریخ وتعریف	11 - 19
3-	صحافتی نظریات	20 - 32
4-	صحافت کے جدید رجحانات	33 - 52
5-	صحافتی اخلاقیات	53 - 59
6-	سرمایہ دار ممالک میں صحافی ضابطۂ اخلاق اور عملی صورت حال	60 - 99
7-	پاکستان میں صحافتی اخلاقیات	100 - 126
8-	پاکستان میں صحافت کے مسائل	127 - 134
9-	پاکستان میں پریس کونسل	135 - 148
10-	صحافت کا اسلامی ضابطۂ اخلاق	149 - 159
11-	انٹرنیٹ اور اخلاقیات	160 - 168
12-	کیبل، ٹیلی ویژن اور اخلاقیات	169 - 182
13-	فلم سنسرشپ کے اخلاقی اصول	183 - 188
14-	اشتہارات اور اخلاقیات	189 - 195
15-	صحافتی اخلاقیات......مشاہیر کی نظر میں	196 - 218
☆	حوالہ جات	219 - 227

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

1

صحافتی ارتقاء
(JOURNALISTIC EVOLUTION)

موجودہ انسانی زندگی میں جو شعبے اپنے اثرات کے اعتبار سے بہت اہم ہیں، ان میں صحافت کا شعبہ ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ عملی زندگی میں یہ حقیقت اب مسلمہ ہوتی جارہی ہے کہ صحافت ریاست کا چوتھا ستون ہے۔ دُنیا کی آبادی میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، اس کے ساتھ ہی عمومی طور پر جن وسائل اور ذرائع کی ضرورت شدت سے محسوس ہوتی ہے ان میں سب سے اہم رابطے یا ابلاغ کے ذرائع ہیں۔ باضابطہ طرز پر زندگی گزارنے کے لئے اِردگرد بسنے والوں اور عام انسانوں سے رابطہ قائم کرنا بہت ضروری ہے۔ غم اور خوشی، نفرت اور محبت غرض تمام انسانی روّیوں اور ضرورتوں کے اظہار کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی بات کو دوسروں تک پہنچائیں اور اس کا ابلاغ کریں۔ اگر ابلاغ کا عمل موجود نہ ہوتو زندگیاں اجیرن بن کر رہ جائیں اور انسان کسی قسم کی ترقی نہ کرسکے۔ اسی لئے حکومتیں، ادارے، سیاستدان اور افراد اپنا پیغام یا کارکردگی دوسروں تک جلد سے جلد پہنچانے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ ابلاغ کے لئے اس تدریجی عمل اور شکل کو ''صحافت'' کہا جاتا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ:

''لوگوں کو تازہ ترین خبروں سے آگاہ کیا جائے، عصرِ حاضر کے واقعات کی تشریح کی جائے اور اُن کا پس منظر واضح کیا جائے، تاکہ رائے عامہ کی تشکیل کا راستہ صاف ہو''۔

اِس تعریف کی روشنی میں دیکھا جائے تو صحافت ایک عظیم مشن ہے اور کئی نظریاتی ریاستوں کے علاوہ برصغیر پاک و ہند میں اس عظیم مشن کے تحت اخبارات و رسائل بھی شائع ہوتے رہے۔ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخبارات اپنے! اپنے خاص نظریات وافکار کا پرچار تو کرتے رہے مگر بالآخر مالی دشواریوں کے ہاتھوں دم توڑ گئے یا کسی مالدار شخص کے دست نگر بن کر رہ گئے۔ کسی کے مالی سہارے پر چلنے سے ان کے خاص نظریات وافکار کی اشاعت میں جگہ جگہ رکاوٹیں پیدا ہوئیں اور عظیم مشن کا عمل متاثر ہوا۔ اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی گئی کہ اخبارات کو زندہ رکھنے کے لئے کاروباری بنیادوں پر چلایا جائے۔ کاروبار کی دُنیا میں وہی چیز چلتی ہے جو زیادہ سے زیادہ گاہکوں کے لئے قابل قبول ہو۔ اخبارات کی تعداد اشاعت بڑھانے کی طرف بھی توجہ دی گئی۔

زیادہ تعداد میں فروخت ہونے والے اخبار کو اشتہار بھی زیادہ ملتے ہیں، آمدنی میں مزید اضافہ ہوتا ہے اسی حساب سے تزئین وآرائش کے ساتھ ساتھ اشاعت بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اشاعت بڑھانے کی اس دوڑ نے اخبارات کو عوام کے سستے ذوق کی تسکین کا سامان پیدا کرنے کے لئے اُبھارا، رنگارنگ اور جذبات کو برانگیختہ کرنے والی تصویریں شائع ہونے لگیں، خبروں کی سرخیوں کا انداز بدلتا چلا گیا۔ نئی اور انوکھی بات کرکے چونکا دینے اور سنسنی پھیلانے کا رجحان بڑھتا چلا گیا۔ سرخیوں اور متن میں حقائق سے روگردانی کی جانے لگی۔ واقعات کو اپنے زاویۂ نظر کے مطابق ڈھالنے کا کام کیا جانے لگا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایسے بہت کم اخبارات وجرائد موجود ہیں جو کاروبار کے ساتھ ساتھ اپنے عظیم مقاصد کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں۔

کچھ حلقوں کی جانب سے ان پر بھی یہ تنقید کی جاتی ہے کہ وہ عظیم مقاصد نہیں بلکہ مخصوص نظریات کی اشاعت کرتے ہیں اور اپنے محدود مقاصد کی وجہ سے اپنی صحافتی ذمہ داریوں کو غیر جانبدارانہ طور پر ادا نہیں کرتے۔ مسابقت اور نظریات کے تصادم کی فضاء میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ صحافتی فرائض انجام دیتے ہوئے ہر لمحے صحافتی ذمہ داریوں اور اخلاقیات کا پورا پورا خیال رکھا جائے تاکہ صحافت صحیح معنوں میں رائے عامہ کی ترجمانی، عکاسی اور رہنمائی کرسکے۔ پوری دیانت داری کے ساتھ کسی لالچ، طمع اور حرص کے بغیر احتساب کا فریضہ ادا کرسکے، معاشرے کی اصلاح، اخلاقی اقدار کے فروغ اور اتحاد ملت کا ذریعہ بن سکے۔ اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو ریاست کا چوتھا ستون انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ کے مقابلے میں زیادہ نزاکتوں اور گوناں گوں ذمہ داریوں کا حامل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجودہ دور میں ابلاغ کے دوسرے اہم ذرائع ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہیں مگر دوسرے ترقی پذیر ممالک کی طرح پاکستان میں بھی یہ دونوں ذرائع ابلاغ حکومت کے پورے کنٹرول میں رہتے ہیں۔ ان کا پورا نظریاتی نظام حکومت کے نظریات اور مقاصد کے تحت چلتا ہے۔ آئندہ صفحات میں ان کے کردار اور ذمہ داریوں کے بارے میں بھی تفصیلی بحث کی جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2

صحافی ...... تعریف و تاریخ
(JOURNALIST......DEFINATION AND HISTORY)

عربی زبان کا لفظ ''اخبار'' ان قلمی خبر ناموں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا جو قبل از اسلام ایرانی بادشاہوں کے زیر سایہ مرتب ہوتے تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ریاست کے مختلف حصوں کے درمیان رابطے کا کام اور خبریں ایک دوسرے کو فراہم ہوتی رہیں۔ ان بادشاہوں نے مختلف اہم مقامات پر اپنے نمائندے مقرر کر رکھے تھے، جو اپنے علاقے کی خبریں لکھ بھیجتے تھے، ان نمائندوں کو ''اخبار نویس''، ''وقائع نگار'' یا ''روزنامہ نویس'' کہا جاتا تھا۔ یہی اصطلاحات برصغیر پاک و ہند میں سلاطین دہلی اور مغلیہ حکمرانوں کے ادوار میں رائج رہیں، بعد میں مطبوعہ صحافت کے آغاز پر یہی اصطلاحات وہاں استعمال ہونے لگیں۔

مسلمان حکمرانوں کے عہد میں صحافی جو اخبار مرتب کرتے تھے، انہیں صرف حاکم ہی پڑھا کرتے تھے یا دربار میں انہیں پڑھ کر سنا دیا جاتا تھا۔ کسی اہم خبر کا شہر شہر اعلان کروایا جاتا۔ صحافی کا کام بس یہیں تک محدود تھا۔ ان حکومتوں کے زوال کے بعد ان صحافیوں نے بعض امراء کو معاوضے پر اخبار مہیا کرنا شروع کر دیا۔ کچہریاں، دربار اور دیگر اہم مقامات ان کی معلومات کے مراکز ہوتے۔ وہ خبریں اکٹھی کر کے اخبار مرتب کرنے اور ہاتھ سے نقول تیار کر کے امراء تک پہنچا آتے، اسی عرصے میں یہاں چھاپے خانے کا آغاز ہوا اور اخبار بھی شائع ہونے لگے مگر اس ترقی کے باوجود صحافی کے کام میں وسعت نہ آسکی، اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت کم خبریں ایک محدود علاقے سے کافی تگ ودو اور طویل عرصے کے بعد حاصل ہوتیں۔اس کی بڑی وجہ ذرائع آمد ورفت اور مواصلاتی رابطوں کی عدم موجودگی تھی، پھر مختلف ایجادات کی بدولت سمندری جہاز اور ریل گاڑیاں چلنے لگیں، مواصلاتی رابطوں کے آلات تار، برقی اور ٹیلی فون ایجاد ہوئے۔خبریں ایک سے دوسری جگہ پہنچانے کا عمل پہلے سے تیز ہو گیا اور رفتہ رفتہ خبر رساں ادارے معرض وجود میں آئے۔صحافیوں میں خبروں کی فراہمی کے سلسلے میں مقابلے کی فضاء پیدا ہوتی چلی گئی۔اخبارات کی تعداد اشاعت میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ کاروباری اداروں نے اپنی مصنوعات کی زیادہ فروخت کے لئے اشتہارات دینا شروع کیے، نتیجتاً اخبارات اور صحافیوں کی حالت سنبھلنا اور سدھرنا شروع ہو گئی۔بیسویں صدی میں جدید طباعتی مشینوں اور کمپیوٹر نے صحافیوں کے کام کو زیادہ آسان اور وسیع تر کر دیا۔

اس کے بعد ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی ایجادات نے صحافت اور ابلاغ کی دُنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ان کے ذریعے عوام تک معلومات پہنچانے کا کام بھی صحافی نے ہی انجام دیا۔یوں صحافی کے دائرۂ کار اور اثرات میں زیادہ وسعت پیدا ہو گئی۔ان ایجادات کے باوجود اخبارات نے اپنی حیثیت کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ نت نئے طریقوں سے رنگا رنگ طباعت نے ان کی مقبولیت اور مانگ میں اضافہ کیا۔چھپے ہوئے الفاظ کی وجہ سے اخبار کو ایک مستقل صورت حاصل ہو جاتی ہے۔عوام اپنے فارغ لمحوں میں دن کے کسی بھی حصے میں خبریں جاننے کے لئے اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔اس لئے صحافت کا موثر ترین ادارہ اب تک اخبار ہی ہے اور اس میں کام کرنے والے اخبار نویس کو ہی بالعموم صحافی کہا جاتا ہے۔

اخبار میں کام کرنے والے صحافیوں کو بنیادی طور پر تین اہم نام دیئے جاتے ہیں۔ایڈیٹر، رپورٹر اور سب ایڈیٹر، ہم ان تینوں کے کردار اور صحافتی ذمہ داریوں پر الگ الگ روشنی ڈالتے ہیں۔

ایڈیٹر:

ایک زمانہ تھا جب ایک فرد ایک خاص مقصد یا مشن کے تحت اخبار نکالتا تھا، وہ اس کا مالک بھی ہوتا تھا اور ایڈیٹر بھی، خبروں کی فراہمی سے لے کر مضامین اور اداریہ لکھنے تک یہ سارا کام اکثر اسی ایک فرد کا ہوتا تھا یا پھر دو تین ہم مقصد افراد اس کے شریک کار ہوتے تھے۔ان کا قلم آزادانہ طور پر مشنری جذبے کے ساتھ رواں دواں رہتا تھا اور ہر طرح کی مشکلات و مصائب کو خاطر میں لائے بغیر وہ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقاصد میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ مولانا ظفر علی خان، مولانا محمد علی جوہر اور ابوالکلام آزاد ایسے ہی ایڈیٹروں کی زندہ مثالیں ہیں، اب وہ زمانہ نہیں رہا، اب تقریباً کسی کے سامنے نہ بلند مشن ہے اور نہ اس کی تکمیل کے لئے ایثار و قربانی کا جذبہ، رفتہ رفتہ صحافت اب مشن کی بجائے کاروبار بن چکی ہے۔ اب بھی اخبارات کے مالک اس کے ایڈیٹر تو ہیں، لیکن کوئی بلند مقصد سامنے نہ ہونے کی وجہ سے اکثر اپنے اخبار میں اداریہ تک نہیں لکھتے بلکہ اس کام کے لئے بھی انہوں نے ماہر افراد کا عملہ مقرر کر رکھا ہے۔ اب ایڈیٹر کا زیادہ کام اپنے اخبار کے انتظامی امور کی نگرانی کرنا اور طے شدہ پالیسی پر عملدرآمد کروانا ہے۔ زیادہ سے زیادہ سرمایہ لگانے کی وجہ سے اب اخبار کو باقاعدہ ایک صنعت کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔ اب مالک یا ایڈیٹر زیادہ سے زیادہ مالی وسائل لگا کر اپنی اس صنعت کی اہمیت، فروغ اور استحکام کے لئے کوشاں رہتا ہے۔

رپورٹر:

اخبار کے عملے میں رپورٹر کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ نئی اور تازہ خبریں جمع کرنے کا کام وہی سرانجام دیتا ہے۔ اخبار اگر صرف نیوز ایجنسیوں کی فراہم کردہ خبریں شائع کرنے لگیں تو ان میں رنگا رنگی اور تنوع نہ رہے۔ رپورٹر کو سٹاف رپورٹر، نامہ نگار، وقائع نگار یا نمائندہ خصوصی بھی کہا جاتا ہے۔ صحافتی ذمہ داریوں کے حوالے سے رپورٹرز تازہ واقعات کی معروضی رپورٹنگ کر کے مستقبل کی تاریخ کو مرتب کرنے کا اہم فریضہ انجام دیتے ہیں۔ انہیں معاشرے کی آنکھ اور کان کہا جاتا ہے، انہیں فنی اعتبار سے تین اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1- خصوصی شعبے کی خبریں فراہم کرنے والے رپورٹرز۔

2- عمومی تفویض کردہ کام (Beat یا Assignment) والے رپورٹرز۔

3- خصوصی تفویض کردہ کام والے رپورٹرز

1- خصوصی شعبے کی خبریں فراہم کرنے والے رپورٹرز:

خصوصی شعبے کی خبریں فراہم کرنے والے رپورٹرز کو تعلیم، عدالتی امور، ریلوے، واپڈا، مردہ خانہ، پولیس، فائر سٹیشن، ہسپتال، پی آئی اے، بڑے ہوٹل، حکومت کے محکمہ تعلقات عامہ، کارپوریشن، سیاسی جماعتوں وغیرہ کے الگ الگ شعبے مخصوص کر دیئے جاتے ہیں۔ ہر خصوصی شعبہ کسی رپورٹر کی ذاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلچسپیوں، علم اور تجربے کو مدنظر رکھتے ہوئے تفویض کیا جاتا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ سپورٹس رپورٹر کو عدالتی رپورٹنگ کا کام سونپ دیا جائے۔ ایسا کرنے سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوسکتے۔ ہر رپورٹر اپنے مخصوص شعبے میں ہونے والی تمام تر نئی تبدیلیوں، سرگرمیوں اور واقعات کے بارے میں باخبر رہتا ہے اور مختلف ذرائع سے نئی خبریں حاصل کر کے اخبار کے دفتر میں مقررہ وقت تک جمع کرواتا ہے۔ اخبار کی دُنیا میں اگر ایک خبر اسی روز رپورٹر حاصل نہیں کرسکا تو اس اخبار کی خبروں میں قارئین تازگی محسوس نہیں کریں گے اور لازماً کسی دوسرے اخبار کو ترجیح دیں گے، لہٰذا رپورٹر کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ کبھی بھی اپنے فرائض میں غفلت یا لاپرواہی نہ کرے اور ہر متعلقہ خبر کو اس کے رونما ہوتے ہی حاصل کرے۔ اخبار کے دفتر میں تمام شعبوں کے متعلق خبروں کی جانچ پڑتال اور پوچھ گچھ بھی ہوتی ہے کہ فلاں خبر متعلقہ رپورٹر نے فراہم کیوں نہیں کی۔ یوں مخصوص شعبوں کے رپورٹروں کی لائی ہوئی خبریں ہر روز اخبار کے صفحات کو تازگی بخشنے اور مزین کرنے کے لئے کافی ہوتی ہیں۔ ان میں سے کئی غیر اہم خبریں شائع نہیں کی جاتیں۔ چھوٹے اخباروں میں ایک رپورٹر کے ذمے کئی مخصوص شعبے ہوتے ہیں اور ان میں ایک رپورٹر کو اوسطاً پانچ چھ تفصیلی خبریں حاصل کرنا ہوتی ہیں، اسی طرح غیر ملکی نمائندہ اپنے ملک کے اخبار کو تمام ممکنہ ذرائع استعمال کر کے لحہ بہ لحہ آگاہ رکھتا ہے۔

2- عمومی تفویض کردہ کام (اسائن منٹ یا بیٹ) والے رپورٹرز:

عام معمول کی خبریں حاصل کرنے کے لئے بھی کچھ رپورٹروں کی ذمہ داریاں لگائی جاتی ہیں۔ وہ اپنے شہر میں ہونے والی ثقافتی تقریبات، پریس کانفرنسوں، جلسوں اور جلوسوں کی خبریں حاصل کرنے کا کام سرانجام دیتے ہیں، ایسے تمام پروگراموں میں ان کی شرکت ضروری ہوتی ہے۔ ہر رپورٹر کی یہ صحافتی ذمہ داری بنتی ہے کہ پروگراموں میں بروقت شریک ہوتا کہ اس کے پہنچنے سے قبل ہی کوئی اہم واقعہ یا کوئی اہم تقریر نہ گزر چکی ہو، بعد میں سن سنا کر رپورٹنگ کرنا صحافتی ذمہ داریوں اور اخلاقیات سے غفلت کرنے کے مترادف ہے۔ مقررین کی تقاریر، جلوسوں اور ثقافتی تقاریب کی رپورٹنگ اسے بالکل معروضی انداز میں کرنی چاہیے۔ ان میں اپنے تاثرات، خیالات اور نظریات شامل نہیں کرنے چاہئیں۔ کسی مقرر کی کوئی اہم بات نظر انداز بھی نہیں ہونی چاہیے، ہوسکتا ہے کہ وہی بات اگلے روز کوئی دوسرا اخبار شہ سرخی کے ساتھ شائع کردے یا وہی بات ملکی حالات پر اپنے اثرات و نتائج کے حوالے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت زیادہ اہم ہو۔ کوئی اہم بات چھوڑ دینے سے اخبار کی صحافتی اہمیت اور صداقت کو نقصان پہنچ سکتا ہے، لہٰذا عمومی اسائن منٹ والے رپورٹر کی صحافتی ذمہ داریاں بھی بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔

3۔ خصوصی تفویض کردہ کام والے رپورٹرز:

کسی جگہ پر کوئی بڑا حادثہ رونما ہو جائے یا کوئی ایسا حادثہ جس میں ملک کی اہم شخصیات زخمی یا ہلاک ہو جائیں، کوئی بہت بڑا سیاسی واقعہ، کسی خاص سیاسی حلقے میں منعقد ہونے والے انتخابات، کسی اہم سیاسی شخصیت کی گرفتاری، کسی محکمے، ادارے یا شعبے میں ہونے والی بدعنوانیوں کی تحقیقات وغیرہ اس قسم کے سبھی امور کی وقائع نگاری خصوصی رپورٹنگ کے ضمن میں آتی ہے۔ یہ ذمہ داری عموماً کسی ماہر رپورٹر کے سپرد کی جاتی ہے۔ رپورٹر اس کے لئے وزراء، سرکاری افسران، سیاستدانوں، مزدور لیڈروں اور ملازمین کے علاوہ عام لوگوں سے بھی رابطہ قائم کرتے ہیں اور ان سے زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرتے اور نئی نئی باتیں اگلواتے ہیں۔ کسی ایک موضوع پر ان کی حاصل کردہ خبریں کئی روز اخبار میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ کئی دن وقفے کے بعد بھی اسی موضوع سے متعلق نئی معلومات بھی شائع ہوتی رہتی ہیں، مثلاً ماضی میں پامیلا کیس، شہناز گل اور مصطفیٰ زیدی کیس پی آئی اے اور دیگر محکموں میں ہونے والی بدعنوانیوں کے واقعات کئی قسطوں میں اخبارات کی زینت بنتے رہے۔ اس طرح قارئین میں تجسس اور دلچسپی برقرار رکھی جاتی ہے اور اپنے قارئین کی تعداد میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ کبھی ایسی خبروں کو متعلقہ تصویریں لگا کے فیچر یا خبری فیچر کی شکل میں بھی شائع کیا جاتا ہے۔

خصوصی اسائن منٹ والے رپورٹر کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے براہ راست مشاہدہ پر سب سے زیادہ انحصار کرنا پڑتا ہے۔ یہ امر ہر وقت پس نظر رکھنا پڑتا ہے کہ اس واقعے کے بارے میں قارئین کیا کچھ جاننا چاہتے ہوں گے۔ ڈرامائی انداز کے ساتھ دلچسپی قائم رکھنا پڑتی ہے۔ کسی واقعہ کی رپورٹنگ کرتے ہوئے ایک ہی وقت میں اگر وہ دوسری جگہ پر موجود نہیں ہے تو اس کو وہاں اپنے با اعتماد ذرائع سے معلومات حاصل کرنا پڑتی ہیں، مگر ان ذرائع کو اس طریقے سے بیان کرنا چاہئے کہ وہ ظاہر نہ ہونے پائیں، تاکہ ان کو کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔ اپنے ذرائع کی فراہم کردہ معلومات کی تصدیق دوسرے ذرائع سے حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ تمام منتشر معلومات کو بہت مہارت، خوبصورتی اور توازن کے ساتھ ترتیب دے کر خبری صورت دی جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخبارات کے رپورٹر کی نسبت ریڈیو ٹی وی کے رپورٹر کو زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسے واقعات کو آڈیو کیسٹ میں ٹیپ کر کے یا کیمرے میں محفوظ کر کے اپنے سامعین اور ناظرین تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ترقی پذیر ممالک میں عدالتی یا سرکاری نوعیت کی کارروائی حاصل کرنے کے لئے خاصی پابندیاں اور دشواریاں ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں رپورٹر متعلقہ حکام سے رابطہ قائم کر کے ریاستی قانون کے مطابق زیادہ سے زیادہ گنجائش پیدا کرنے اور اپنی راہیں نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسی رپورٹنگ کرنا عملی طور پر ایک کٹھن مرحلہ ہوتا ہے اور اس عمل میں قومی دفاع اور ملکی خارجہ پالیسی کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔

رپورٹر اپنی صحافتی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے صرف یہی نہیں دیکھتا کہ واقعہ کیا ہے بلکہ وہ کون، کب، کہاں، کیوں اور کیسے کے جوابات بھی حاصل کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے اور تفصیلی حقائق سامنے لاتا ہے۔ اس کا تخلیقی ذہن ایک راستہ بند ہونے پر فوراً دوسرے راستے کو اختیار کرنے کی تدبیر کرتا ہے۔ اس کے اندر بڑے سے بڑا خطرہ مول لینے کا حوصلہ موجود ہوتا ہے۔ جنگ اور فضائی حادثہ جیسے بڑے واقعات اسے انتھک طریقے سے غیر معینہ وقت صرف کر کے رپورٹنگ کرنا پڑتی ہے۔ رپورٹر کے اندر سب سے بڑھ کر سچائی کا جذبہ موجود ہونا چاہئے، اس کی رپورٹنگ میں کہیں بھی اگر ہدایت کا پہلو متاثر ہو گیا تو اس رپورٹر اور اخبار پر قارئین کا اعتماد اُٹھ جائے گا، ایسے رپورٹر اور اخبار رفتہ رفتہ اپنی موت آپ مر جاتے ہیں یا پھر سستی اور گھٹیا صحافت کو فروغ دیتے ہیں۔ رپورٹر کو مضبوط اور حساس قوت مشاہدہ سے کام لینا پڑتا ہے اور تازہ ترین علوم سے آگاہی بھی اسے بہت مدد دیتی ہے۔ زبان پر عبور حاصل ہونا ایک بنیادی ضرورت ہے۔

محض یادداشت کی بنیاد پر خبر تیار کرنے میں بہت ساری خامیاں اور کمزوریاں رہ جاتی ہیں، اس لئے رپورٹر کے پاس قلم کاغذ کے علاوہ کیمرہ اور ٹیپ ریکارڈر ہونا بہت ضروری ہے۔ ان اشیاء کے بغیر وہ اپنی صحافتی ذمہ داریاں ادا نہیں کر سکتا۔ ترقی یافتہ اور دیگر ممالک میں تو رپورٹر کے پاس جدید ترین سائنسی آلات مثلاً جدید موبائل یا سیٹلائٹ ٹیلی فون اور فیکس وغیرہ بھی ہوتے ہیں جن سے وہ کسی بھی جگہ سے اپنی خبر بمع تصویر اخبار کے دفتر میں پہنچا سکتا ہے۔ بڑے اخبارات کے دفاتر میں رپورٹروں کے پاس دفتر میں کمپیوٹر بھی ہوتے ہیں تاکہ وہ کم وقت میں زیادہ اچھے طریقے سے اپنی خبر بنا سکیں۔ ٹیلی فون کی موجودگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی رپورٹر کے کام کو خاصا آسان بنا دیتی ہے۔ اچھے رپورٹر کو انٹرویو کرنے کے فن کی مہارت بھی ہونی چاہئے۔ اپنی صحافتی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے یہ بات اشد ضروری ہے کہ رپورٹر ملکی قوانین وضوابط کا بخوبی علم رکھتا ہو، ایک اچھا فیچر لکھنے کے لئے بھی رپورٹنگ کے یہ اصول رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

سب ایڈیٹر:

سب ایڈیٹر کو اہمیت اور صحافتی ذمہ داریوں کی وجہ سے کسی اخبار یا ادارے میں ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے۔ رپورٹنگ کا کام مکمل ہونے کے بعد خبریں لکھنے اور ایڈیٹنگ کا کام شروع ہوتا ہے۔ اس میں صحافی کو جائزہ لینا ہوتا ہے کہ خبر میں اطلاع یا معلومات موجود ہوں اور وہ قارئین یا سامعین کو کسی واقعہ کے بارے میں حقائق فراہم کرسکتی ہو اور وہ اخبار کی پالیسی کے مطابق ہو۔ صحافتی تکنیک اور انداز کے اعتبار سے یہ قاری یا سامع کی دلچسپی برقرار رکھتی ہو، تاکہ وہ آخر تک خبر کو پڑھے یا سنے۔ خبریں لکھنے کا کام ذہانت، نظم وضبط اور محنت کا کام ہے۔ یہ کام خبری فہم، حساسیت (Sensitivity) اور اچھے تخلیقی ذوق کی بنیاد پر ہی ہوسکتا ہے۔

خبروں کا انتخاب اور سرخیوں کو ترتیب دینا سب ایڈیٹر کا بنیادی فرض ہے۔ انوکھا اور جدید انداز اس میں خوبصورتی پیدا کرتا ہے اور یہ فن تجربے اور مہارت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ کسی اہم خبر کو رپورٹر اگر غیر اہم انداز سے حاصل کر کے لاتا ہے تو اس میں اطلاع اور دلچسپی سے جان پیدا کرنا سب ایڈیٹر کا کام ہے۔

رپورٹر کے لئے ہوئے نوٹس، انٹرویو اور تحقیق کو سب ایڈیٹر مقررہ وقت میں محدود جگہ کے مطابق خبر کی شکل دیتا ہے۔ وہ اس کی خبر کو منظم اور مربوط شکل میں پیش کرتا ہے۔ وہ لکھنے سے پہلے سوچ بچار کے ساتھ منصوبہ بندی کرتا ہے تاکہ خبر مختصر، واضح اور جامع انداز میں بن سکے۔ خبر کے بنیادی ڈھانچے پر جتنی توجہ دی جاتی ہے، اتنی ہی اچھی خبر بنتی ہے۔ یہ سوچنا پڑتا ہے کہ خبر کا بنیادی تصور یا مزاج کیا ہے؟ ہمارے قارئین، سامعین اور ناظرین کا مزاج کیا ہے؟ وہ اس خبر سے کن کن سوالوں کے جواب حاصل کرنا چاہتے ہوں گے؟ خبر کے غیر ضروری حصے کون سے ہیں؟ خبر کو آگے بڑھانے اور دلچسپ بنانے میں کون سے حصے یا الفاظ کام آسکتے ہیں؟ ان سب پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے سب ایڈیٹر خبر بناتا ہے۔ ترجمے کے فن سے آگاہ ہونا سب ایڈیٹر کی بنیادی صحافتی ذمہ داری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خبر کی سرخی بناتے ہوئے وہ پوری خبر کے ماحاصل کو ایک مختصر جامع اور آسان فقرے میں سمو دیتا ہے۔ سرخی میں کوئی ابہام پیدا ہونے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ وہ خبر کے مخصوص پس منظر، اس میں پائی جانے والی اہم اطلاع کو بھی پیش نظر رکھتا ہے۔ خبر کا آغاز (Intro) بناتے ہوئے وہ ایک چھوٹے سے ابتدائی پیراگراف میں اس خبر کا خلاصہ پیش کرتا ہے۔ سب ایڈیٹر آسان اور سادہ زبان استعمال کرتا ہے تاکہ قارئین آسانی کے ساتھ خبر کو سمجھ سکیں۔ ماہر ایڈیٹر، سب ایڈیٹر کو نصیحت کرتے ہیں کہ اس طرح لکھو جس طرح تم بولتے ہو، صاف اور سیدھے انداز میں، خبر کو ذاتی آراء، تبصروں، مبالغہ آمیزی، پروپیگنڈا اور پبلسٹی سے پاک کرنا سب ایڈیٹر کی ذمہ داری ہے۔

خبریں معروضی انداز سے پیش کرنا تب ہی ممکن ہے جب تقریر کا متن، اجلاس کی کارروائی، پولیس رپورٹ اور اس طرح کے دوسرے متعلقہ مواد سے خبر کے مندرجات کی تصدیق کر لی جائے۔ معروضی صحافت ہی عوام کو صحیح معلومات فراہم کرنے اور ہمہ پہلو مگر توازن کے ساتھ خبریں پیش کر سکتی ہے۔ یہ کام زیادہ محنت اور وقت طلب ہے۔ سب ایڈیٹر خبروں کی اہمیت اور معیار کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اس خبر کو سامنے والے صفحے پر جگہ دیتا ہے یا سب سے آخری یا اندرونی صفحات پر وہ اس کی جگہ اور سائز کا تعین بھی کرتا ہے۔ ذمہ دار سب ایڈیٹر اچھے ذوق کا مالک بھی ہوتا ہے۔ وہ جنس، جرائم اور لاشوں کو مسخ کرنے کی خبریں اور تصویریں بڑھا چڑھا کر دینے سے اجتناب کرتا ہے۔ سب ایڈیٹر اپنی کاپی کا کام مقررہ وقت تک مکمل کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ دیگر فنی خامیوں کو دُور کرنے کا کام کاپی ایڈیٹر کرتا ہے۔ آج کل یہ سبھی مراحل کمپیوٹر پر جلد اور آسانی سے طے ہو جاتے ہیں۔

عمومی طور پر خبر کو فعل ماضی میں لکھا جاتا ہے، کیونکہ جس واقعے کی خبر دی جارہی ہے وہ تو رونما ہو چکا ہوتا ہے۔ صفحات کے کونے پر سلگ یعنی خبر سے متعلقہ ایک لفظ اور نیچے صفحہ نمبر لکھنا ضروری ہوتا ہے۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں کام کرنے والے سب ایڈیٹر کو اخبار جیسی ہی ذمہ داریاں ادا کرنی پڑتی ہیں، مگر اسے الفاظ لکھتے ہوئے اس کے صوتی اثرات کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ان ذرائع ابلاغ کے سامعین اور ناظرین اخبارات کی نسبت کم پڑھے لکھے بھی ہوتے ہیں، اس لئے اسے زیادہ آسان اور سادہ زبان استعمال کرنا پڑتی ہے۔ ٹی وی کے سب ایڈیٹر کو خبر کے بیان کے ساتھ ساتھ تصویر کی پیش کش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوراس کے دورانئے کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ یہ سب ایڈیٹر حکومتی ذرائع ابلاغ میں کام کرنے کی وجہ سے حکومتی پالیسی اور مزاج کے بھی پابند ہوتے ہیں۔ ریڈیو سکرپٹ لکھتے ہوئے خبر کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کرنا پڑتا ہے، جب کہ ٹیلی ویژن میں سکرپٹ لکھتے ہوئے اختصار سے کام لیا جاتا ہے، کیونکہ الفاظ کی نسبت تصویر ناظرین پر زیادہ موثر ابلاغ کرتی ہے۔ سب ایڈیٹر سب سے زیادہ اہم حصے کو بیانیہ انداز میں سموتا ہے، باقی تفصیلات اور پس منظر تصویر فراہم کردیتی ہے۔ اناؤنسر یا نیوز ریڈر بھی اپنی آواز کے اُتار چڑھاؤ اور چہرے کے تاثرات سے اخبار میں چھپے ہوئے لفظ کی نسبت خاصا خلا پر کردیتے ہیں۔ ان تمام وجوہات کی بناء پر الیکٹرانک میڈیا میں کام کرنے والے سب ایڈیٹر کا کام خاصا مشکل بھی ہوتا ہے اور آسان بھی۔

اپنی صحافتی ذمہ داریوں کے حوالے سے سب ایڈیٹر، رپورٹر اور عوام کے درمیان وہ ذمہ دار اور اہم شخص ہوتا ہے، جس کی حتمی شکل دی ہوئی خبریں عوام تک پہنچ جاتی ہیں اور اس کے نتائج اور اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ایک روزنامے کی نسبت ہفت روزوں اور ماہناموں میں زیادہ ادارتی فرائض سرانجام دینے کی ضرورت پڑتی ہے، کیونکہ قارئین اخبار کی نسبت انہیں زیادہ دیر زیر مطالعہ رکھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3

صحافتی نظریات
(PRESS THEORIES)

صحافت کے طالب علموں اور صحافتی فرائض ادا کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ انہیں دُنیا میں ابلاغ عامہ کے مختلف نظریات کا مختصر علم ہو۔ دُنیا میں پریس کے پانچ درج ذیل نظریات ہیں۔

1- اِسلامی نظریہ ابلاغ (Islamic Concept of Communication)

2- مقتدرانہ نظریہ ابلاغ

(Authoritarian Concept of Communication)

3- آزادی پسندانہ نظریہ ابلاغ

(Libertarian Concept of Communication)

4- سماجی ذمہ داری کا نظریہ ابلاغ

(Social Responsibility Concept of Communication)

5- کیمونسٹ نظریہ ابلاغ (Communist Concept of Communication)

ان نظریات کے تفصیلی مطالعہ سے صحافت پر مختلف نظریات کے تحت عائد ہونے والی ذمہ داریاں بھی سامنے آئیں گی۔

1- اِسلامی نظریہ ابلاغ:

خدا نے جب حضرت آدمؑ کو تخلیق کیا تو اس کے نزدیک مقصد یہ تھا کہ یہ میری بندگی کرے گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور میرا پیغام دوسری مخلوق تک پہنچائے گا۔اس طرح دُنیا کے پہلے اِنسان کو سب سے پہلا فریضہ ابلاغ کا ہی سپرد کیا گیا، بعد میں آنے والے تمام انبیائے کرامؑ اور پھر نبی آخرالزماں پیغامبر اعظم ﷺ کی بھی ذمہ داری خدا کی طرف سے یہی تھی کہ وہ اس کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو اسلام کا نظریہ ابلاغ سب سے پہلا نظریۂ ابلاغ ہے اور یہ ابلاغ ہی مقصد انسانیت ہے۔

خدا کی طرف سے بھیجے جانے والے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اسی ابلاغ یعنی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ نبی آخرالزماں ﷺ نے اسلام کا ابلاغ کرنے کے لئے اس دور کے تمام تر میسر ذرائع استعمال کئے۔انہوں نے کوہ صفا پر چڑھ کر جب لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا تو یہ ابلاغ کی سب سے پہلی ذمہ داری ادا کی۔اس میں بھی انہوں ﷺ نے لشکر والی بات کر کے اپنے اُوپر اعتماد اور ثقاہت (Credibility) کو اہمیت دی۔اس کے بعد انہوں نے جو نظام قائم کر کے دکھایا، اس سے ثابت ہوا کہ مبلغ اعظم حضرت محمد ﷺ نے ابلاغ کی یہ ذمہ داری سب سے بڑھ کر سچائی اور ایمانداری کے ساتھ ادا کی۔کفار مکہ بے شک اس وقت ایمان نہیں لائے تھے، مگر آپ کے کردار اور گفتار کی پاکیزگی پر اٹل یقین رکھتے تھے۔آج صحافتی فرائض ادا کرنے والوں کے لئے ان کی زندگی آئیڈیل کی حیثیت رکھتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے قائم کردہ نظام میں ہر انسان کو اس کے بنیادی حقوق اور عزت وتکریم حاصل تھی، ہر فرد کو آزادئ اظہار کی نعمت بھی میسر تھی، کوئی عام جاہل بدو بھی مسجد نبوی ﷺ میں ان کے بارے میں کوئی بات کہہ سکتا تھا۔محسن انسانیتؐ نے اختلاف رائے کو رحمت قرار دیا تھا، انہوں نے ہر قسم کے ظلم و جبر اور ناانصافی کے خلاف احتجاج کو فرض قرار دے کر''جہاد'' کے درجے کی نوید سنائی۔

اِسلامی معاشرے میں فرد، ریاست اور اداروں کا سر چشمۂ ہدایت ایک قرآن ہی ہے، وہی ان کے حقوق وفرائض، مقاصد ونصب العین اور لائحہ عمل کا تعین کرتا ہے۔اس لئے پریس اور ریاست کے درمیان کسی تصادم اور کشمکش کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔اِسلامی نظام حیات میں پریس حق اور سچائی کی ہر شہادت دینے کا فریضہ اس لئے ادا کرتا ہے تا کہ قیامت کے روز وہ مغفرت کا حق دار ٹھہرے۔

ریاست اور پریس یا پریس اور کسی شہری کے درمیان کوئی تنازعہ اُٹھ کھڑا ہو تو اسے حل کرنے کا صحیح طریقۂ کار بھی قرآن مجید میں طے کر دیا گیا ہے کہ:

''اگر کسی معاملے میں تمہارے درمیان نزاع ہو تو اس کو اللہ اور رسولؐ کی طرف پھیر دو''۔

(النساء:59)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی معاشرے میں پریس کا کردار ان اخلاقی اقدار اور اصولوں کا پابند ہوگا جو فرد، ریاست اور دوسرے ادارے پر عائد کی گئی ہیں۔ ان کا حلقۂ اثر یقیناً اپنے وسائل اور اختیارات کے لحاظ سے مختلف ہوگا، لیکن ان کی تمام سرگرمیوں کی سمت ایک ہی ہوگی۔ یعنی امر بالمعروف خیر اور بھلائی کا فروغ اور نہی عن المنکر شر اور برائی کا خاتمہ، فرد، ریاست یا پریس میں سے جو کوئی اللہ کی حدود کو توڑے گا وہ خود بخود دوسروں کو مزاحمت کا حق دے گا۔ اسلامی حدود اور اخلاقیات کی پابندی کرتے ہوئے یہ ایک دوسرے کے معاون ہوں گے اور انحراف کی صورت میں مزاحمت ان پر فرض ہو جائے گی۔ جھوٹ اور غلط بیانی کی راہ میں وہ رکاوٹ بنیں گے۔

اسلامی معاشرے میں فحاشی اور عریانی کو فروغ دینا ایک فرد کے لئے بھی ممنوع ہے اور تمام اداروں اور ریاست کے لئے بھی، اب اگر ریاست کا کوئی ذمہ دار فرد یا اس کا کوئی ادارہ اسے فروغ دینے پر مائل ہو تو ہر مسلمان شہری اور بالخصوص مسلمان پریس کا فرض ہوگا کہ وہ اس کی مزاحمت کریں اور اسی طرح پریس یا کوئی شہری یہ حرکت کرے تو ریاست کو اس پر پابندی لگانے کا پورا اختیار حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے احتساب اور توازن کا یہ نظام قائم کیا ہے۔

اسلام نے تحفظ جان و مال، تحفظ آبرو، نجی اور شخصی آزادی کے تحفظ، ظلم کے خلاف احتجاج، اظہار رائے کی آزادی، حصول انصاف، اجتماعی معاملات میں صلاح و مشورہ اور اسی نوعیت کے دوسرے امور میں حقوق و فرائض کا دائرہ متعین کیا ہے۔ اس کا احترام فرد، ریاست اور پریس سب پر لازم ہوگا۔ اس سلسلے میں اسلامی ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری ان تمام ضابطہ ہائے اخلاق کی پابندی سے بڑھ چڑھ کر ہے، جنہیں انسان خود کرتا ہے۔

اسلامی ریاست میں ذرائع ابلاغ کا اصل کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سرزمین میں اس کے عطا کردہ اختیارات و وسائل سے اسی قدر اصول، عقیدے، روایت اور طرز عمل کو فروغ دیں جسے خدا نے خیر اور سچائی قرار دیا ہے اور ہر اس برائی کو مٹانے پر تل جائیں جسے وہ شر اور جھوٹ قرار دیتا ہے۔ لہٰذا مسلم پریس کے تعاون اور اختلاف کی بنیاد یہی اصول ہے۔ یہ تمام باتیں اسلام کے نظریۂ ابلاغ کی بنیادوں کو ظاہر کرتی ہیں۔ اگلے صفحات میں اسلامی ضابطۂ اخلاق کے تحت مزید تفصیلی ذکر آئے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2- مقتدرانہ یا مطلق العنانیت (Authoritarian) نظریہ ابلاغ:

اس کا آغاز 1450ء عیسوی میں ہوا۔ تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے اس نظریۂ ابلاغ نے وسیع اور دیرپا اثرات قائم کیے۔ اس نظریئے نے اپنے معاشرے میں پریس کا کردار متعین کرنے کے لئے دو صدیوں تک خاص بنیادیں فراہم کیں۔ استدلالی طور پر اس نظریہ کی تائید افلاطون (Plato)، میکاوَلی (Mechaivelli)، ہابس (Hobbes)، ہیگل (Hegal)، ٹرائسکی (Treitschke) اور دوسرے سیاسی مفکروں کے علاوہ رومن کیتھولک ازم میں بھی ملتی ہے۔ اسے ٹیوڈرون نے انگلستان میں، بور بونز (Borbons) نے فرانس میں اور ہیپس برگوں نے اسپین میں ایک ادارے کی شکل دی۔ جب اس نظریئے کو اس کے اصل وطن انگلستان سے نکال دیا گیا تو یہ کرۂ ارض کے ایک بہت بڑے خطے میں بنیادی عقیدے کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس نظریئے کو مختلف ادوار میں مختلف مدتوں کے لئے جرمنی، زار روس جاپان اور دوسرے بہت سے افروایشیائی اور لاطینی امریکی ملکوں میں رائج کیا گیا۔ مطلق العنان حکمرانوں نے اپنی حکومتوں کو قائم رکھنے اور انہیں طول دینے کے لئے اسے مناسب اور موزوں پایا۔ بعض آمرانہ مملکتوں مثلاً پرتگال اور ایکویڈور نے تو اس نظریئے کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے پر کبھی تامل نہیں کیا۔ اس نظریئے کی تشریح کرنے والے مفکرین میں طریق کار کا اختلاف تو رہا مگر، صرف اور صرف ریاست کی بالادستی کے نقطے پر سبھی متفق رہے۔ پندرہویں صدی عیسوی میں بادشاہوں اور مذہبی پیشواؤں کو دوسرے تمام لوگوں کی نسبت عظمت اور برتری حاصل تھی اور ابلاغ کے تمام اداروں پر مذہبی کنٹرول تھا، یہ بھی مطلق العنان نظریہ ابلاغ ہی کی ایک صورت تھی۔

مقتدرانہ نظام میں ابلاغ کے تمام ذرائع کو اس نقطۂ نظر سے کنٹرول میں رکھا جاتا ہے کہ ریاست کے قومی حصول کی جدوجہد میں پریس کو مداخلت سے باز رکھا جا سکے۔ حکمران کو پورے پورے اختیارات حاصل ہیں کہ وہ ریاست کے نظام کو جس طرح جی چاہے چلائے۔ کوئی فرد، ادارہ یا پریس اس کے کسی حکم یا عمل پر تنقید نہیں کر سکتا بلکہ اس نظام میں پریس حکمرانوں کی اقتدار پر اجارہ داری کو زیادہ مضبوط بناتا ہے۔ حکمرانوں نے ذرائع ابلاغ کو ایک اہم اور موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ اس نظام میں عام شہری کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ اسے ملکی یا غیر ملکی معلومات حاصل ہوں۔ اسے صرف اتنی ہی اطلاع یا خبر مہیا کی جاتی جس قدر حکمران طبقہ اس کے لئے موزوں خیال کرے۔ ریاست کو چیلنج نہیں کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا، اس لئے فرد کی حیثیت کا تعین کرنے اور عوام کو اطلاعات دینے کا مکمل اختیار ریاست کے ہاتھ میں تھا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ریاست اپنے مخالف عوام پر زیادہ تر غداری اور بغاوت کا الزام لگا کر انتقامی کارروائی کرتی۔ اس وقت انگلستان میں چھاپہ خانوں کے تین مالکوں کو اسی الزام میں پھانسی دے دی گئی۔ بالآخر یہ حربہ ناکام ہو گیا اور ریاست نے ابلاغ عام کو کنٹرول کرنے، اثر ڈالنے یا کچلنے کے لئے دوسرے طریقے استعمال کرنے شروع کر دیئے، ان میں نجی اخبارات کی خرید، انہیں رشوتیں پیش کرنا، اخبارات کی اشاعت اور نفع کو محدود کرنے کے لئے علم پر خصوصی محصولات عائد کرنا شامل تھا۔ یہ وہ تمام سرکاری حربے تھے جنہیں مقتدرانہ نظام ابلاغ کو قائم رکھنے کے لئے استعمال کیا گیا۔

مقتدرانہ نظام میں تمام اطلاعات کا بہاؤ اُوپر سے نیچے کی جانب ہوتا تھا مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نجی ملکیت کے ذرائع ابلاغ پر حکومت کی گرفت کمزور پڑتی گئی۔ صحافی اس سیاسی مشینری کے نظریاتی اصولوں یا بنیادی تصورات پر اعتراضات اٹھانے لگے اور ان کو زیر بحث بھی لانے لگے۔ آزادی اظہار کی اس ہلکی سی ڈھیل نے شاہی اختیارات کے نظریئے کو بھی نقصان پہنچایا۔ آمرانہ ریاستوں کی کمی کے ساتھ ساتھ مقتدرانہ نظریۂ ابلاغ کے خلاف رائے عامہ ہموار ہونا شروع ہو گئی۔ بالآخر مغرب میں پریس کے آزادانہ نظریات کی پیدائش اور نشوونما ہوئی۔

دُنیا میں اس وقت بھی کئی ممالک میں مقتدرانہ نظریۂ ابلاغ موجود ہے، بالخصوص مشرقِ وسطیٰ اور دیگر کئی ممالک میں جہاں جہاں آمریت اور بادشاہتیں قائم ہیں، وہاں کسی نہ کسی صورت میں اب بھی اس نظریۂ ابلاغ پر عمل ہو رہا ہے۔ وہاں ایسے اکثر ممالک میں یہ نظام ابلاغ رائج ہے کہ اخبار نجی ملکیت تو ہو سکتا ہے، مگر اس کا ایڈیٹر حکومت کی مرضی کے بغیر مقرر نہیں کیا جا سکتا، حکومت خود اسے مقرر کرے گی اور اس سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے گی۔ وہاں تمام معاشرتی موضوعات پر خبری فیچر یا کالم وغیرہ تو لکھے جا سکتے ہیں مگر حکومت کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں لکھا جا سکتا۔ الیکٹرانک میڈیا پر بھی حکومت کا مکمل کنٹرول ہوتا ہے۔ ایک اور بات جو وہاں کے مقتدرانہ نظام ابلاغ کا عجیب خاصہ ہے کہ ملک میں ہونے والی کسی گڑبڑ یا دھماکے کی خبر شائع نہیں ہوتی مگر اس واقعے پر ردعمل کے بیانات ضرور شائع ہوتے ہیں، جو سرکاری موقف کی ہی حمایت کرتے ہیں۔ یوں مقتدرانہ نظام ابلاغ کی مثالیں یا شکلیں اب بھی موجود ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3- آزاد پسندی (Libertarian) کا نظریہ ابلاغ:

ملوکیت کے خلاف پیدا ہونے والی نفرت نے آزادیٔ فکر کی طرف لوگوں کو مائل کرنا شروع کر دیا۔ انگلستان اور امریکہ میں حریت فکر کو ایک فلسفۂ حیات کے طور پر سترہویں صدی عیسوی میں اپنایا گیا، لیکن اٹھارہویں صدی عیسوی کے آخر تک وہاں مقتدرانہ نظریہ سے نجات اور آزادی حاصل ہوئی۔

آزادی پسند مفکرین نے اس وقت اپنے جو نظریات پیش کیے ان کے مطابق انسان عقلیت پسند (Rationale) ہے۔ وہ دُنیا کو منظم کر سکتا ہے اور خود فیصلے کرنے کا اہل ہے۔ معاشرے اور ریاست کو فرد پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔ یہ تصورات مقبول ہوتے گئے اور فرد کی اہمیت میں معاشرے اور ریاست کی نسبت اضافہ ہوتا چلا گیا۔ پریس کے کردار کے بارے میں عمومی اور سرکاری سوچ اور ریاست کے بالمقابل پریس کے حقوق و کردار پر نمایاں اثر پڑا۔ ان تصورات کے مطابق مذہبی آزادی اور تقریر و تحریر کا حق فرد کا لازمی اور فطری حق تھا۔ ملٹن، جیفرسن ڈیکارٹس اور مل اس نظریئے کے مشہور مفکرین تھے۔ مل (Mill) نے کہا کہ آزادی قدرت کا دیا ہوا حق ہے۔ ہر فرد کو اس وقت تک سوچنے اور عمل کرنے کی آزادی ہونی چاہیے، جب تک کہ وہ ایسا کرتے ہوئے دوسرے فرد کو نقصان نہ پہنچائے۔

سائنسی اور جغرافیائی دریافتوں، انسانی شعور اور استدلال، درمیانے طبقے کے لوگ، کلیسا کے خلاف ردعمل، تحریک انسانیت اور بیداری جیسے مختلف عناصر اور عوامل نے آزاد پسندی کے نظریہ کی تشکیل و استحکام میں اہم کردار ادا کیا۔ مقتدرانہ نظریئے کے برعکس اس نظریئے کے تحت فرد کو آزادیٔ اظہار حاصل ہو گئی۔

خبر رسانی اور تفریح کی فراہمی آزاد ابلاغ عامہ کے بنیادی مقاصد تھے۔ مالی آزادی کی ضمانت بھی پریس کا اہم مسئلہ تھا۔ یہ آزادی فراہم کرنا بھی آزاد نظام ابلاغ کے پیش نظر تھا۔ اس کے تمام ابلاغی عمل کی بنیاد اس مفروضے پر ہے کہ پریس کو لازماً سچ کی دریافت اور تلاش میں مدد کرنی چاہیے۔ یوں عوام کے حقوق اور اختیارات کی وکالت کی جائے، پریس نجی ملکیت بن گیا تھا اور اس کی کامیابی کا انحصار عوام کی حمایت پر تھا۔ اس لئے اس نظام میں پریس کو زیادہ سے زیادہ مقبول عام (Popular) بنانے کی ضرورت ہوتی ہے، مگر پریس کو ہر قسم کے کنٹرول سے آزاد نہیں کیا جا سکتا۔ حکومت سرکاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریڈیو، ٹیلی ویژن، ڈاک، تار اور ٹیلی فون کی موجودگی میں ابلاغ کے عمل میں شامل رہتی ہے۔ فحش، غیر اخلاقی مواد کی اشاعت اور فرد کی توہین، عدالتی دائرہ اختیار میں آتی ہے۔ دشمن کے لئے فائدہ مند اطلاعات کی فراہمی پر بھی پابندی ہے۔ ان پابندیوں کے ہوتے ہوئے یہ نظریہ بھی تمام حدود و قیود سے بالاتر ہو کر مادر پدر آزادی نہ دے سکا اور یہ نظریہ بھی عوام میں اپنی مقبولیت کھو بیٹھا۔ آزادی پسند نظریہ ابلاغ کے منفی اثرات کو پیٹرسن نے یوں بیان کیا:

1- پریس کی غیر معمولی قوت خود اس کے اپنے فائدے کے لئے ہے۔ پریس کے مالکان اپنے ذاتی نظریات کی تشہیر کرتے ہیں اور سیاسی اور اقتصادی امور میں مخالفانہ نظریات کو روکنے روکتے ہیں۔

2- اشتہارات، ادارتی پالیسیوں اور ادارتی مندرجات (Contents) پر کنٹرول کے ذریعے پریس کاروبار اور تجارت میں معاونت کرتا ہے۔

3- پریس عمرانی اور سماجی تبدیلیوں میں مزاحمت کرتا ہے۔

4- پریس بعض اوقات حالات حاضرہ کی خبر رسانی کی بجائے سطحیت اور جذباتیت کو زیادہ توجہ اور اہمیت دیتا ہے اور تفریح کا عنصر اکثر جوہر سے عاری ہوتا ہے۔

5- پریس سے عوام کے اخلاق عالیہ کو خطرہ لاحق رہتا ہے۔

6- پریس بلا جواز فرد کی پرائیویٹ زندگی میں مداخلت کرتا ہے۔

7- پریس پر ایک عمرانی سماجی طبقے کا، جسے تاجر بھی کہا جا سکتا ہے' کنٹرول ہے اور نو واردوں کے لئے اس صنعت میں کوئی مقام حاصل کرنا بے حد مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے، چنانچہ اس اجارہ داری کے سبب نظریات و تصورات کے تبادلے کی آزاد مارکیٹ خطرے سے دوچار ہے۔

8- فلمیں جنس کے اختلاط کے ساتھ اخلاق کے لئے خطرہ ہیں اور گھٹیا ذوق کی حامل ہیں۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے خلاف امریکہ میں تنقید ان نکات کی بنیاد پر ہوئی۔

(الف) پروگراموں پر دو یا تین بڑے اداروں کا غلبہ ہے جس کے نتیجے میں سامعین اور ناظرین کو ایک مصنوعی انتخاب ہی میسر آتا ہے۔

(ب) سنجیدہ پروگراموں میں تفریحات چھائی ہوئی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ج) تفریحی پروگراموں کا سستا اور پست معیار پیش کیا جاتا ہے۔

مختلف ادوار میں ان تنقیدوں کے نتیجے میں امریکہ میں 1930ء میں اخبارات کے لئے 1937ء میں ریڈیو اور 1952ء میں ٹیلی ویژن کے لئے رمزاخلاقیات (Code of Ethics) وضع کئے گئے۔اس سے ذمہ داری کے ساتھ آزادی کا تصور مضبوط ہوا۔

3- سماجی ذمہ داری (Social Responsibility) کا نظریہ ابلاغ:

سماجی یا عمرانی ذمہ داری کے نظریہ ابلاغ نے آزاد پسندی اور روشن خیالی کے نظریئے سے ہی جنم لیا۔تعلیم یافتہ طبقے کی سوچ میں تبدیلی پیدا ہوتی گئی اور آزادی کے ساتھ ساتھ ذمہ داری کا تصور بھی مستحکم ہوتا گیا۔یہ تبدیلی ڈارون اور آئن سٹائن کے فکری انقلاب اور بیسویں صدی کی نئی سائنسی ترقی کا نتیجہ ہے۔

سماجی ذمہ داری کا نظریہ انسان کو ایک بااخلاق اور باشعور شخصیت تصور کرتا ہے۔اِنسان اپنی تمام ضرورتوں اور خواہشوں کو بھول کر یہ چاہتا ہے کہ اسے کہیں سچ مل جائے۔اس رویئے کی بنا پر فرد کو معاشرے کا ذمہ دار شہری سمجھا جاتا ہے۔بہت سارے تصورات آپس میں مل جانے سے اس کے نظریئے کا آغاز بھی انگلستان اور امریکہ سے ہوا۔امریکہ میں آزادی صحافت کے کمیشن کی رپورٹ (شائع شدہ 1946ء) اور پریس پر شاہی کمیشن کی برطانوی رپورٹ (شائع شدہ 1949ء) اور ہاکنگ کی کتاب (Freedom of Press : A frame work of principles 1947) مختلف تصورات کے اکٹھا ہونے سے سماجی ذمہ داری کا ایک مربوط نظریہ بنا۔

جیفرسن جو عوام کی حکومت کا سب سے بڑا دعویدار تھا۔وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ "یہ ایک تلخ حقیقت اور کڑوا سچ ہے کہ پریس پر پابندیوں سے عوام کے مفادات کو اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا کہ پیشہ وارانہ جھوٹ کے اظہار اور تشہیر سے،ایک اخبار میں اب جو کچھ ہوتا ہے اس پر یقین نہیں کیا جا سکتا"۔ ایسے ہی تمام احساسات نے سماجی ذمہ داری کے نظریہ ابلاغ کی ضرورت کو تسلیم کروایا۔

اس نظریئے کے مطابق پریس معاشرے کے سامنے اپنی تمام سرگرمیوں کا جوابدہ ہے اور اگر پریس اپنی ذمہ داریوں کی ضمانت نہیں دیتا تو کوئی اور ادارہ اس کی نگرانی کا فریضہ انجام دیتا ہے۔سماجی ذمہ داری کے نظریئے کو سمجھنے کے لئے آزادی صحافت کے کمیشن نے پریس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے جو تجاویز پیش کیں، ان کا مختصر مطالعہ ضروری ہے:

1- پریس واقعات کی صداقت پر مبنی جامع اور قابل فہم تفصیل پیش کرے۔

2- پریس تنقید اور مختلف آراء کے تبادلے کے لئے ایک فورم فراہم کرے۔

3- پریس معاشرے کے تمام گروہوں اور طبقوں کی سچی تصویر پیش کرے۔

4- پریس معاشرے کی اقدار اور مقاصد کا ترجمان ہو۔

کمیشن نے یہ بھی تجویز کیا کہ پریس کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش میں اگرچہ عوام اور حکومت کو بھی شرکت کرنا ہے، لیکن بنیادی ذمہ داری خود پریس پر عائد ہوتی ہے، لہٰذا اسے اطلاعات کی فراہمی اور بحث کی ذمہ داری کو قبول کرنا چاہئے۔ مختلف قسم کی باہمی تنقید میں حصہ لینا چاہئے اور اپنے کارکنوں کا معیار بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اعلیٰ تعلیم اور مطالعے کے لئے علمی اور پیشہ وارانہ مراکز قائم کئے جائیں۔ ابلاغ عامہ کے شعبوں میں تحقیقی اور تنقیدی مطبوعات شائع کی جائیں۔ پریس کے مطلوبہ مقاصد کی تکمیل میں مدد کے لئے غیر نفع بخش ادارے اور پریس کی کارکردگی کا سالانہ جائزہ لینے اور رپورٹ مرتب کرنے کے لئے ایک آزاد ادارہ قائم کیا جائے۔ اس نظریئے کے علمبرداروں کے مطابق ان تمام تجاویز پر اگر صحیح معنوں میں عمل کیا جائے تو جدید اور ذمہ دار صحافتی ادارے وجود میں آسکتے ہیں۔

سماجی ذمہ داری کے نظریئے کے تحت حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو اس قسم کا مواصلاتی اور ابلاغیاتی نظام فراہم کرنے میں مدد کرے جو ان کی ضرورت ہے۔ اس نظام میں حکومت کی شرکت، نجی اداروں کو مقابلے سے خارج کرنے یا ان سے مسابقت کی صورت سے نہیں ہوگی، بلکہ ان کی کوششوں کو تیز تر کرنے کے لئے مدد سے ہوگی۔

ترقی پذیر ممالک میں سماجی ذمہ داری کے نظریئے کا مطلب ذرائع ابلاغ پر حکومتی کنٹرول لیا جاتا ہے جو کہ غلط ہے۔ حکومتی کنٹرول تو مقتدرانہ نظریہ ابلاغ کی ایک شکل ہے۔

سماجی ذمہ داری کے نظریئے کے مطابق آزادی اظہار کو تسلیم کرنے کا اصل مقصد سماجی جھگڑوں کا رُخ تشدد کی بجائے باہم مذاکرات اور بحث مباحثہ کی طرف موڑنا ہے، اسی طرح کسی بھی فرد کے آزادی اظہار کے حق کا مطلب سنجیدہ، صریح اور واضح انداز میں کسی دوسرے فرد کے حقوق اور سماجی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفادات پر حملہ نہیں ہے۔اس نظریئے کے تحت جو ضابطۂ اخلاق مرتب کیا گیا اس کے مطابق:

1- کسی بھی باعزت اور معزز شہری کا تحفظ کیا جائے۔

2- کسی شخص پر جب تک عدالت جرم ثابت نہ کر دے،اس کی تشہیر نہ کی جائے۔

3- مسخ شدہ تصاویر شائع یا پیش کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

4- جرائم کو پھیلانے والی خبریں نہ شائع کی جائیں۔

5- بلیک میلنگ اور جھوٹی افواہیں پھیلانے سے اجتناب کیا جائے۔

6- امن عامہ میں خلل ڈالنے سے روکنے کی ترغیب دی جائے۔

یہ وہ اہم اخلاقی نکات ہیں جو آزادی کو ذمہ داری کے ساتھ مشروط کرتے ہیں،ان پر عمل پیرا ہو کر صحافت معاشرے میں اپنا ذمہ دار کردار ادا کر سکتی ہے،اسی لئے سماجی ذمہ داری کا نظریہ مقتدرانہ نظریہ ابلاغ،آزادی پسند نظریہ ابلاغ اور کمیونسٹ نظریہ ابلاغ۔تینوں کی نسبت زیادہ معتدل اور متوازن نظریہ سے زیادہ مماثلت رکھتا ہے اور اس کے قریب تر ہے۔ہمارے ملک پاکستان میں ملکی مفادات کے تقاضوں کو شامل کر کے سماجی ذمہ داری کے نظریہ ابلاغ پر ہی عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جاتی ہے۔

4- کمیونسٹ نظریہ ابلاغ:

ابلاغ عامہ کا اشتراکی نظریہ،مارکس کے نظریات سے پیدا ہوا ہے،مارکس جو ایک کارکن صحافی بھی تھا،نے اس کا آغاز 1842ء میں کیا۔

اس نظریئے کے دو اہم مقاصد تھے۔

(i) سرمایہ داری کا خاتمہ

(ii) غیر طبقاتی سماج کا قیام۔

کمیونسٹ معاشرے میں تمام ذرائع ابلاغ عامہ ریاست کا ایک قطعی اور لازمی حصہ ہیں۔وہ صرف کمیونسٹ پارٹی کے ہی ترجمان ہوتے ہیں۔اشتراکی انقلاب کے سربراہ لینن نے اخبارات کو اشتراکیت کی خدمت کے لئے نہ صرف یہ کہ ایک اجتماعی مبلغ (پروپیگنڈسٹ) اور ایک مرکزی محرک قرار دیا بلکہ ایک اجتماعی منتظم بھی تصور کیا۔اس کے نزدیک پریس ایک مشترک اور متفق مقصد کے حصول میں سماجی تبدیلی اور نظم و ضبط کا ایک آلہ ہے اور اسے یہی فریضہ سرانجام دینا چاہئے۔یوں سوویت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرے میں پریس کے کردار کو محدود کر کے رکھ دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ کمیونسٹ ممالک میں پریس ریاست اور پارٹی کے لئے ایک موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کا سب سے بڑا فریضہ عوام میں اشتراکیت کی تعلیم و تبلیغ تھا۔ یہ کمیونسٹ حکومت کی داخلی اور خارجی پالیسیوں کو زیادہ مقبول بنانے کی کوشش کرتا تھا۔ کیمونزم کی تعلیمات اور رہنما اصولوں کو فروغ دیتا تھا تاکہ عوام میں صرف اسی نظام کا سیاسی اور نظریاتی شعور پیدا ہو۔ کیمونسٹ پریس پارٹی کی سوچ میں نئے رجحانات سے رہنماؤں اور کارکنوں کو باخبر رکھنے کے لئے اصول اور عقیدے کی تشریح واشاعت بھی کرتا تھا۔

سوویت مینی فیسٹو 1939ء کی دفعہ 125 کے مطابق یوں تو تقریر، تحریر، پریس، اجتماعات اور مظاہروں کی آزادی دی گئی، لیکن لازماً اس شرط پر کہ اس آزادی کو اشتراکی نظام ہی کی مضبوطی اور محنت کش عوام کے مفاد میں استعمال کیا جائے۔ سوویت پریس کی آزادی میں یقین نہیں رکھتے تھے، کیونکہ لینن کے مطابق:۔

> "بورژوا طبقے کی سیاسی تنظیموں اور اس کے کارندوں کے لئے آزادی اور حریفوں کو سہولتیں فراہم کرنا ہوگا، چنانچہ سوویت ریاست بارا کاری (خودکشی) کی مرتکب نہیں ہوسکتی۔ اس لئے پریس کو کوئی آزادی نہیں ہے"۔

یہی وجہ ہے کہ سوویت یونین کے اخبارات دنیا کے دیگر ممالک کے اخباروں سے بالکل مختلف تھے۔ ان کے درمیان تعداد اشاعت بڑھانے کے لئے مقابلہ نہیں ہوتا تھا۔ وہ اپنے لے آؤٹ کو خوبصورت بنانے کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے تھے۔ لینن نے 1918ء میں کہا تھا کہ:

> "ہم اخباروں کا رنگ روپ بالکل بدل کر رکھ دیں گے۔ ہم نہ سنسنی خیز خبریں چھاپیں گے اور نہ ایسی خبریں اور دوسرا مواد چھاپیں گے، جن سے انسانوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچتا ہو۔ ہم اخباروں کو ایسا آلہ بنائیں گے جس کے ذریعے عوام کو بتایا جائے کہ وہ کس طرح نئے رنگ ڈھنگ سے نیا معاشرہ بنائیں"۔

زوال سے قبل روس میں اس وقت کئی لاکھ دیواری اخبارات کے علاوہ 25 قومی، 60 صوبائی اور 6700 مقامی اخبارات جن کی کل اشاعت 3 کروڑ 5 لاکھ سے زیادہ تھی۔ سوویت پریس پر پارٹی کی جانب سے سخت نگرانی اور کنٹرول تھا۔ مغربی تصور کے مطابق کسی سوویت اخبار کو بمشکل ایک اخبار کہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جا سکتا تھا، کیونکہ اس میں اشتہارات یا داخلی اور موضوعاتی خبریں نہیں ہوتی تھیں اور آہنی پردے (Iron Curtain) کے تحت سوویت نظام کی وجہ سے کوئی اخبار بیرونی ممالک کی بھی کوئی خبر حکومت کی اجازت کے بغیر نہیں دے سکتا تھا، بلکہ حکومت کی طرف سے کسی بیرونی اطلاع یا خبر تک کسی کی رسائی پر بھی پابندی تھی۔

اخبارات کی طرح ریڈیو، ٹیلی ویژن اور فلموں کو بھی اشتراکی تعمیر نو کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو سوویت پریس ایک منصوبہ بند (Planned) پریس تھا۔

دُنیا کی دوسری بڑی کیمونسٹ ریاست چین میں بھی صحافت لینن ازم اور مارکسزم کے اصولوں پر کام کرتی رہی۔

ماؤزے تنگ کے بقول:

''پرولتاری صحافی کو عملی علم اور تجربہ حاصل کرنے کے لئے عوامی جدوجہد میں حصہ لینا چاہیئے۔ اس طرح ہی ایک صحافی تحریک چلانے، اسے منظم کرنے اور لوگوں کو تعلیم دینے کے قابل ہوسکتا ہے''۔

ایک اور کیمونسٹ ملک رومانیہ کے دستور میں جو 13 اپریل 1948ء کو تشکیل دیا گیا، اس کے آرٹیکل 31 میں یہ الفاظ ہیں:

''صحافت، عوامی جلسے، بازاروں میں جلوس اور اجتماعی مظاہروں کی آزادی کی ضمانت دی جاتی ہے۔ ان حقوق سے فائدہ اُٹھانے کے لئے چھاپہ خانے، کاغذ اور اجتماعات منعقد کرنے کے لئے ہال، مزدوروں کی تحویل میں دیئے جاتے ہیں''۔

ہنگری کے 18 اگست 1949ء کے آئین کی دفعہ 55 میں کہا گیا ہے کہ:

''مزدوروں کے مفاد کے لئے عوامی جمہوریہ ہنگری تقریر، صحافت اور اجتماع کی آزادی کی ضمانت دیتی ہے۔ ان حقوق کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مطلوبہ مادی ذرائع مزدوروں کے حوالے کیے جائیں گے''۔

ان ملکوں کے دساتیر کی متعلقہ دفعات اور لینن کی رہنمائی سے واضح ہوتا ہے کہ وہاں تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذرائع مزدوروں یعنی کمیونسٹ پارٹی کے تسلط میں تھے۔ ان تمام تفصیلات کی روشنی میں اگر جائزہ لیا جائے تو کمیونسٹ معاشرے میں عوام کو آزادی اظہار سے مکمل طور پر محروم کردیا گیا۔ حدود و قیود کی ایک تلوار ہر وقت انسان کے سر پر لٹکتی رہتی تھی اور شدید گھٹن کی فضا میں اس کا دم تو گھٹ سکتا تھا، مگر اس کی آواز بھی دوسرے لوگوں تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اس طرح کمیونسٹ نظریہ ابلاغ نظریئے کے نام پر آمریت مسلط کرنے کا دوسرا نام تھا۔

(اس نظام کی مزید تفصیلات مصنف کی ایک اور کتاب ''پاکستان میں ترقی پسند صحافت'' کے باب اول میں موجود ہیں)

●●●

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

4

صحافت کے جدید رجحانات
(NEW TRENDS IN JOURNALISM)

اس سے قبل کہ ہم صحافتی اخلاقیات اور ذمہ داریوں کا تفصیل سے تذکرہ کریں، ضروری محسوس ہوتا ہے کہ پہلے پاکستان میں موجودہ صحافت کا ایک مختصر سا جائزہ ہمارے سامنے آئے تاکہ ہم اخلاقی ضابطوں اور ذمہ داریوں کی روشنی میں اس بات کا آسانی سے تعین کر سکیں کہ کہاں کہاں ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی یا انحراف ہو رہا ہے اور کس کس پہلو سے اصلاح درکار ہے۔

آج کی صحافت کا یہ منظر ظاہراً جہاں بہت مسحور کن، رنگا رنگ، جاذبِ نظر اور دلکش ہے، وہاں اپنے پس منظر میں بہت ساری ایسی بھیانک اور دل دہلانے والی حقیقتیں بھی رکھتا ہے جس سے کسی ذی شعور اور محبِ وطن کو انکار ممکن نہیں۔

سبھی جانتے ہیں کہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اس حوالے سے اس کے نظریاتی تشخص کی ہر لمحے حفاظت کرنا اور مقدم جاننا یہاں کے ذرائع ابلاغ عامہ کی بنیادی اور اولین ذمہ داری بنتی ہے، لیکن اگر یہاں کے پریس کا ناقدانہ جائزہ لیں تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض اخبارات میں اسلامی تعلیمات اور قومی یکجہتی کا تذکرہ یا تو سرے سے غائب ہے یا پھر برائے نام ہے، بلکہ اس کے برعکس ان میں شائع ہونے والا اکثر مواد نظریاتی وحدت اور فکری انتشار کو جنم دیتا ہے۔

موجودہ دور کو ایسا ابلاغی دور کہا جاتا ہے جس میں جدید ترین سمعی و بصری آلات کو بہت اہمیت حاصل ہو گئی ہے، بلکہ خلائی سیاروں کے عام استعمال سے دُنیائے ابلاغ میں ایک ایسا انقلاب آ گیا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس سے پوری دُنیا اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود ایک ہی ابلاغی عمل میں شامل ہو چکی ہے۔ ٹی وی، وی سی آر، ٹیپ ریکارڈر، سیٹلائٹ چینلز، کمپیوٹر ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ کی ایجادات نے عام لوگوں کے معیار رنگ وصورت کو متاثر کیا ہے۔ افراد کے ذوق اور رجحانات میں ایک نمایاں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اس سے بدلتی ہوئی صورت حال سے اخبارات بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے، کیونکہ ان کے قارئین بھی عام افراد ہی ہیں، لہٰذا اخبارات کو اپنے معیار طباعت کو زیادہ بہتر بنانا پڑا۔ تصویروں میں نفاست اور خوش رنگی لانا پڑی اور اپنی ترتیب وپیشکش کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالنا پڑا۔ مسابقت کی اس دوڑ میں ہر اخبار بازی لے جانے کی اپنے تئیں پوری کوشش کر رہا ہے۔

تیزی سے بدلتی ہوئی اس ساری صورت حال میں کچھ قومی اخبارات نے جدید طباعتی ٹیکنیک، تصویروں اور رنگوں کے استعمال، ٹھوس معلومات اور تنقیدی وتجزیاتی مواد شائع کرنے میں ایک توازن قائم کر رکھا ہے، مگر بعض اخبارات میں یہ توازن بری طرح درہم برہم ہوا ہے۔ بعض اخبارات میں خوبصورت چہروں کے اُوپر، نیچے اور درمیان لکھی گئی تحریروں کا معیار اخلاقی شائستگی اور صحت زبان کے لحاظ سے افسوس ناک حد تک گر گیا ہے۔ آج کی صحافت کے بارے میں ماہرین کی رائے یہ ہے کہ ہمارے اخبارات میں کئی خبروں کا ذریعہ مشکوک یا فرضی ہوتا ہے۔ سرخی کا متن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ایسی خبریں قومی مفادات اور مقاصد پر اثر انداز ہوتی ہیں اور انہیں پیشہ ور حضرات اپنے مخصوص زاویہ نظر سے تخلیق کرتے ہیں۔ "فیلر" چھوڑے جاتے ہیں، جو ذہنوں کی بے چینی اور سنسنی میں اضافہ کرتے ہیں۔ انہیں پڑھ کے عام قارئین کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ایسی مخصوص خبریں رائے عامہ کا رُخ موڑنے میں کارگر ثابت ہوتی ہے اور خبر کے روپ میں یہ پروپیگنڈا اپنا جادو چلانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ایسی گھڑی ہوئی خبریں صرف اپنے ملک میں ہی اثر پذیر نہیں ہوتیں بلکہ بیرون ملک مسلمانوں کے ازلی دشمن ذرائع ابلاغ اپنے شہرت یافتہ اخبارات وجرائد اور طاقتور ٹرانسمیٹروں کے ذریعے پوری دُنیا میں پھیلا دیتے ہیں۔ ہر فرد کی فطری خواہش نمود اور شہرت سے اخبارات نے فائدہ اُٹھایا جس سے منفی اثرات زیادہ مرتب ہوئے۔ بعض خواتین وحضرات کو اخبارات کے ذریعے اتنی پروجیکشن ملی کہ اصلی اور سچا ٹیلنٹ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ ہر غیر اہم تقریب کی خبر اور تصویر کو بھی اہم اور نمایاں انداز میں شائع کیا جاتا ہے۔ آج ہماری نوجوان نسل میں کسی کارنامے کے بغیر اپنی تصویر چھپوانے کا شوق جنون کی صورت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے۔ ذاتی مقاصد اور شہرت حاصل کرنے کے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحافیوں سے تعلقات استوار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔اس عمل کے نتیجے میں صحافیوں میں برائیوں اور کئی قسم کے لالچ کو فروغ ملتا ہے۔جب کسی فرد کی تصویر کسی نہ کسی طریقے سے اخبار میں شائع ہو جاتی ہے تو اسے بہت بڑا اعزاز سمجھ کے اس کے جاننے والے داد دیتے ہیں۔اس شوق سے نئی نسل میں ذات پرستی اور زندگی کے غیر حقیقی تصورات کو نشوونما ملتی ہے، ایسے ہی مصنوعی طریقوں سے لوگوں نے اپنے آپ کو معاشرے میں مستحکم کرنے کی کوشش کی ہے۔یہ کارنامہ بھی آج کی صحافت کے ہاتھوں انجام پا رہا ہے۔

موجودہ دور میں جنگجویانہ صحافت نئے رُخ اختیار کر چکی ہے۔عام شریف شہری پریس کی قوت سے خوفزدہ ہیں اور بعض اوقات تو آج کی صحافت انتظامیہ، مقننہ اور عدلیہ سے بھی زیادہ مضبوط اور پہلا ستون محسوس ہونے لگتی ہے، اسی کے نتیجے میں اکثر پڑھے لکھے بے روزگار لوگوں میں یہ پرکشش خواہش مچلتی رہتی ہے کہ کاش ہم صحافی بن جائیں۔یہ بھی کچھ آج کی صحافت میں پائے جانے والے مادر پدر آزاد رجحانات اور اثرات کی وجہ سے ہے۔

پاکستان میں دوسرے مارشل لاء کے دوران دیگر شعبوں کی طرح صحافت کو بھی غیر سیاسی بنانے کے حربے آزمائے گئے۔اسی دور میں پیشۂ صحافت میں ایسے نیم خواندہ افراد وارد ہوئے جنہیں زبان و بیان سے واجبی سی دلچسپی بھی نہیں تھی' جو صحافی کے لئے صاحب علم و فکر ہونا ضروری خیال نہیں کرتے تھے۔ان لوگوں نے صحافت میں اخلاق و آداب کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا۔اب اخباری کارکن اپنی اپنی سیاسی وابستگیوں کی وجہ سے اخبار کے ملازم کم اور سیاستدان زیادہ محسوس ہوتے ہیں۔کئی رپورٹر حضرات اب خبر کی تلاش میں نہیں جاتے بلکہ خبر ان کی تلاش میں آتی ہے۔ایسے ہی "کہنہ مشق" صحافیوں اور ان کے پیروکاروں نے اخبار چلانے کے لئے عامیانہ سرخیوں کو رواج دینے کی کوشش کی۔دمادم مست قلندر، دھڑ رگڑا، ٹھاہ، پھر آ گیا، پھر بھاگ گیا، بازی لے گیا' وہ کہاں جانا چاہتے تھے؟ برج اُلٹ گئے، تاج اُچھل گئے، چنانچہ رفتہ رفتہ متانت اور شرافت کمزور پڑتی چلی گئی اور اسی طرح آج صحافت غیر ذمہ دار ہاتھوں میں سفر کرتی اور اپنی دکان بڑھاتی نظر آتی ہے۔

اخبارات کے ادبی ایڈیشن ادیبوں اور شاعروں کے ادبی قد میں اضافے کا باعث بنتے ہیں، اسی لئے ادیب حضرات اچھا ادب تخلیق کرنے کی بجائے اپنی "پبلک ریلیشنگ" کی طرف زیادہ توجہ دینے لگے ہیں۔نتیجتاً آج کا ادب تازہ ہوا کا جھونکا محسوس نہیں ہوتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سیاسی ایڈیشنوں میں ایسے تجزیئے پیش کیئے جاتے ہیں جو کسی بھی مسئلے کا صرف ایک رُخ پیش کرتے ہیں یا پھر الفاظ کے ایسے تانے بانے بنے جاتے ہیں کہ عام قاری تجزیہ نگار کی ذاتی رائے کو ہی حقیقت سمجھے یا پھر قاری ان کو پڑھ کے بھول بھلیوں میں کھو جاتا ہے اور اخبارات اس کی رائے تشکیل دینے کی بجائے اس کی سنسنی، ابہام اور گومگو میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔ مذاکروں اور فورم کی روایت سے بھی جہاں نئے اور مختلف پہلوؤں سے آگاہی ہوتی ہے، وہاں انتشار فکر اور کسی ایک مخصوص نظریئے کا غلبہ زیادہ محسوس ہوتا ہے۔

بیسویں صدی کی آٹھویں دہائی میں اخبارات نے سائنس، ٹیکنالوجی، کھیل، طب، زراعت اور صنعت وغیرہ کے شعبوں میں خصوصی اور معلوماتی حصے اور سپلیمنٹ شائع کرنے شروع کیے، اس سے جدید صحافت کا ایک اہم تقاضا تو پورا ہو گیا مگر ان میں بھی معلومات کی نسبت اپنے اشتہاری کاروبار میں اضافے کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی ہے، اس کے علاوہ اکثر اوقات یہ احساس ہوتا ہے کہ لکھنے والے کو مخصوص موضوع پر مکمل معلومات حاصل نہیں ہیں۔

اخبارات کے ساتھ شائع ہونے والے ''جمعہ میگزین'' اب سنڈے میگزین جدید دورِ صحافت میں ایک نئے باب کا اضافہ ہیں، اس نئی روایت کا آغاز بھرپور انداز میں روزنامہ ''جنگ'' لاہور نے 1980ء سے کیا۔ اس کے بعد دوسرے اُردو اخبارات نے ہر جمعہ کو اپنے اپنے میگزین شائع کرنا شروع کیے۔ ان کے سرورق اور اندرونی صفحات پر خواتین کی نئی نئی اور مختلف پوز میں شائع ہونے والی رنگین تصویریں ہی ان کا خاصہ بن چکی ہیں۔ ان تصویروں کی بھرمار سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہی ان رسائل کی زیادہ سے زیادہ فروخت کی ضمانت ٹھہرتی ہیں۔ قومی اور بین الاقوامی موضوعات کے علاوہ ان میں معلوماتی مگر چونکا دینے والے فیچر اور سروے بھی شائع ہوتے ہیں۔ یہ سلسلے ہمارے معاشرے کی حقیقی تصویر تو قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں مگر ان کے ذریعے مخصوص افراد ہیرو، دانشور اور رائے عامہ کے نمائندے ان سے پروان چڑھتے ہیں اور بعض دفعہ جرائم پیشہ لوگوں کی مزید تربیت ہوتی ہے۔ ان میگزین میں چند صفحات صرف ماڈلنگ کے لئے وقف کیئے جاتے ہیں جن میں انٹرویو نما برائے نام تحریر ہوتی ہے۔ سنجیدہ مواد کی نسبت تفریح کا عنصر زیادہ غالب آ گیا ہے۔

مختلف طبی، نفسیاتی اور روحانی بیماریوں کے نسخے بھی قارئین کی نذر کیے جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مریضوں کو فوائد حاصل ہونے کے علاوہ ان ڈاکٹروں، حکیموں کے کاروبار کو چار چاند لگ جاتے ہیں، جن کے سلسلے ان میگزین میں شائع کیے جاتے ہیں۔ اس ہفتے پیش آنے والے واقعات کی مبہم پیشین گوئیاں کر کے معاملہ قسمت پر چھوڑ دیا جاتا ہے، تاکہ قسمت کا حال جاننے والے عالم تذبذب میں پورا ہفتہ بسر کر دیں۔ ان میں شائع ہونے والے اشتہارات میں کئی غیر اخلاقی الفاظ شامل ہوتے ہیں۔

اب تو ان میگزین میں کتابوں کے خلاصے بھی شائع ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ تلخیص نگار اس علمی کام سے یہ سلوک کرتے ہیں کہ کتاب کے کئی مختصر اور غیر اہم حصوں کو اپنے نظریات کے مطابق اہم اور مفصل بنا کے پیش کر دیتے ہیں اور مصنف سے وہ باتیں بھی منسوب کر دیتے ہیں جو غلطی سے وہ اس کتاب میں نہیں لکھ سکا۔

یہ میگزین چھٹی کے دن اور پھر پورا ہفتہ قارئین کے زیر مطالعہ رہتے ہیں۔ ان کی اشاعت سے اخبارات نے جدید انداز میں خاصی حد تک ہفت روزہ اور ماہانہ جرائد و رسائل کی کمی بھی پوری کر رکھی ہے۔ اس تمام ہمہ گیری کی وجہ سے آج کے اخبارات ''ڈیپارٹمنٹل سٹور'' بنتے جا رہے ہیں، جہاں قارئین کیلئے اب ہر قسم کا مال دستیاب ہے۔

ان تمام تفصیلات کی روشنی میں یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری آج کی صحافت میں عمومیت پسندی کا رجحان زیادہ بڑھ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ برسوں میں باقاعدہ صحافیوں کی بجائے کالم نویسوں کی تعداد اور اہمیت میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ نئے قارئین کی تعداد میں اضافہ تو ہوا ہے مگر سنجیدہ قارئین میں ایک نمایاں کمی بھی واقع ہوئی ہے۔ ہلکے پھلکے اور سطحی مواد کو پذیرائی ملی ہے۔ اس رجحان سے سب سے زیادہ اداریہ نویسی کا فن متاثر ہوا ہے۔

پاکستانی معاشرے میں فلم جیسے طاقتور ذریعہ ابلاغ کے اثرات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ عوام میں مقبولیت کے لحاظ سے یہ شائع شدہ مواد ریڈیو سے زیادہ موثر ذریعہ ابلاغ ہے، یہی وجہ ہے کہ فلمی اداکار آج ہماری نوجوان نسل کے ہیرو بن چکے ہیں۔ ان کے لہجے، گفتگو، چال ڈھال اور لباس وغیرہ پر اداکاروں کی گہری چھاپ ہوتی ہے، لہٰذا فلمی اداکار اور فلمی نغمے سب سے زیادہ مقبول ہوتے ہیں، اسی وجہ سے ہمارے معاشرے میں، رومان، عامیانہ پن اور مار دھاڑ کا عنصر مستحکم ہوا ہے۔ مجموعی طور پر لوگوں کی قوت برداشت، صبر اور حوصلے میں کمی واقع ہوئی ہے۔ ان رجحانات کے فروغ میں بھی ہمارے ذرائع ابلاغ نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان سب سے بڑھ کر وی سی آر کی ایجاد نے تو گھر گھر سینما ہاؤس کھلوا دیئے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس سے کوئی مفید، معلوماتی اور تعمیری کام لئے جاتے مگر آج یہ سستی تفریح کا ایک ذریعہ بن چکے ہیں۔ طرفہ ستم یہ ہے کہ آج کی جدید صحافت نے اچھے اچھے شرفاء کو وسعتِ نظری، لبرل اور تعلیم یافتہ سمجھے جانے کے شوق نے مجبور کر دیا ہے کہ وہ انہیں ناگزیر ثابت کرنے کے لئے دلائل کے انبار لگا دیں اور نئی تاویلیں ڈھونڈیں۔ اب وی سی آر کی جگہ سی ڈی کلچر نے لے لی ہے۔

ان ذرائع ابلاغ عامہ میں سب سے زیادہ ناگفتہ بہ صورت حال کتابوں سے متعلق ہے۔ اکثر کتابوں کا پہلا ایڈیشن بڑی مشکل سے ایک ہزار کی تعداد میں فروخت ہوتا ہے۔ یہ رویہ ہمارے عوام کے سطحی ذوق اور غیر سنجیدہ رجحانات کی واضح دلیل ہے۔

اس وقت اگر مستقبل کی صحافت کا پیش منظر ذہن میں لایا جائے تو دل مزید دہل جاتا ہے۔ جب خلائی سیاروں (سیٹلائٹ کمیونی کیشن) کے ذریعے پوری دُنیا کی نشریات کونے کونے میں سنی اور دیکھی جا رہی ہیں۔ چھوٹی قوتوں کو اپنے نظریات اور الگ تشخص کو ڈھونڈنے میں دشواری محسوس ہو رہی ہے۔

صحافتی غیر ذمہ داریاں:

صحافت میں جدید رجحانات کے ساتھ ساتھ صحافتی غیر ذمہ داریوں کی بھی ایسی مثالیں سامنے آئیں جنہوں نے ہمارے ملک کی صحافتی تاریخ پر گہرے اثرات مرتب کئے۔ یہاں صرف چند مثالیں دے کر ان کی نشاندہی کرنا مطلوب ہے، تاکہ آئندہ ایسے واقعات میں کمی واقع ہو اور پہلے کی طرح ذمہ دار صحافت کی طرف توجہ دی جائے۔

9 اپریل 1977ء کو لاہور کی مسجد الشہداء کے قریب قومی اتحاد کی احتجاجی تحریک میں 16 افراد جاں بحق ہو گئے۔ اگلے روز ایک مؤقر قومی اخبار کی شہ سرخی یہ تھی کہ "آئندہ سال بلدیاتی انتخابات ہوں گے" اس سرخی کے خلاف عوام میں شدید ردعمل پیدا ہوا کہ اتنے بڑے اخبار کے دفتر سے چند قدم پر رونما ہونے والے واقعہ کو اہمیت کیوں نہیں دی گئی اور صحافتی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیوں کیا گیا۔

اپنے وقت کے سب سے بڑے اخبار نے لاہور میں منعقد ہونے والے میلہ مویشیاں کی دو تصویریں شائع کیں۔ گورنر نواب آف کالا باغ کی تصویر کے نیچے لکھا ہوا تھا "اول انعام یافتہ گائے" اور گائے کی تصویر کے نیچے لکھا تھا کہ "گورنر مغربی پاکستان" یہ مضحکہ خیز واقعہ غیر ذمہ دارانہ صحافت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک انوکھی اور بڑی مثال ہے، اس طرح کی کئی اور مثالیں بھی دی جاسکتی ہیں۔

اسی طرح ایسی غیر ذمہ دار صحافت ہمارے اندرونی ہی نہیں بلکہ خارجہ تعلقات پر بھی اثر انداز ہو جاتی ہے۔ ایک اخبار نے خبر کی سرخی شائع کی کہ "پاک چین تعلقات مزید ابتر ہو جائیں گے"۔ بظاہر یہ غلطی تو پروف ریڈنگ کی ہے، مگر اپنے معانی اور اثرات کے حوالے سے خاصی اہمیت کی حامل ہے۔ ایک اخبار نے ایک بار داتا دربار کو "دربار صاحب" لکھ دیا۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد اخبار کے دفتر پہنچ گئی اور انہوں نے دفتر کو نقصان پہنچایا۔

اخبارات کے دفاتر پر حملے، اخبارات کی طرف سے وضاحتوں اور معذرتوں کے واقعات میں اب خاصا اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ان واقعات میں کچھ نہ کچھ ہاتھ وہاں کام کرنے والے صحافیوں کا ضرور ہوتا ہے۔ ان سے اخبارات کا اعتماد تیزی سے مجروح ہو رہا ہے۔ یہ اور اس طرح کی دیگر کئی مثالیں غیر ذمہ دارانہ صحافت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اتنے ضابطہ ہائے اخلاق کے باوجود ان کی پابندی نہیں کی جا رہی اور صحافت میں ذمہ داری کا احساس کم ہو رہا ہے۔

تحریر و تقریر اور اظہار رائے کو انسان کو بنیادی حق تسلیم کیا گیا ہے۔ اس حق کو تسلیم کرانے کے لئے جو جدوجہد کی گئی اس کی داستان بہت طویل ہے۔ مختصراً ہر مہذب معاشرے اور ملک میں اسے انسان کا بنیادی حق تسلیم کرتے ہوئے باقاعدہ قانونی تحفظ دیا گیا ہے۔ چونکہ اظہار رائے اخبارات کے ذریعے ہوتا ہے اس لئے صحافت کو بھی دور حاضر میں بہت اہمیت حاصل ہو گئی ہے اور صحافت کو حکومت کا ایک اہم ستون اور جمہوریت کے لئے لازم سمجھا جانے لگا ہے۔ بعض لوگ تو صحافت کو مقدس گائے اور صحافیوں کو اس گائے کے مقدس بچھڑے کہتے ہیں جن کی جانب انگلی اٹھانا بھی جرم ہے۔ اس تقدیس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ صحافی کو اور صحافت کو ایک غیر جانبدار فریق جبکہ کوئی فرد یا جماعت ان کے طرز عمل پر معترض نہیں ہوتی۔ عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ صحافی کسی فرد یا جماعت کی طرفداری یا کسی جماعت سے عملاً وابستگی کا اظہار نہیں کرتے وہ ہر ممکنہ طریق سے یہ تاثر برقرار رکھتے ہیں کہ وہ جو کچھ لکھ رہے ہیں اس میں ان کی ذاتی پسند اور ناپسند کی بجائے قومی مفاد کا تقاضا ہے۔ دراصل یہ قومی مفاد کی ہی پاسداری اور نگہبانی ہے جس کے سبب ہر کوئی صحافی تند و تیز تنقید برداشت کر لیتا ہے۔ اگر صحافی اپنی سیاسی یا جماعتی یا گروہی وابستگی کی بناء پر جانبدارانہ رویہ اختیار کر لے تو وہ اس مقام و حیثیت کا حقدار نہیں رہتا جو عوام نے انہیں دے رکھا ہے یا جس کا ذکر قومی و بین الاقوامی سطح پر کیا جاتا ہے۔ وہ اجتماعی حیثیت سے قوم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنکھ، کان یا ضمیر نہیں رہتا بلکہ وہ بھی دوسروں کی طرح اسیر حرص و ہوس ہو جاتا ہے۔ ان میں اور ایک عام پیشہ ور شہری، سیاستدان یا کاروباری افراد میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اخبار کے اس حق پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا کہ وہ قوم کے سامنے مختلف نکتہ ہائے نگاہ کو پیش کریں لیکن قارئین کو یہ احساس نہ ہو کہ وہ خبروں میں جان بوجھ کر کسی فرد یا گروہ کے ساتھ جانبدرانہ طرز عمل اختیار کئے ہوئے ہے۔ قارئین کا یہ حق ہے کہ انہیں بلا جانبداری کے درست اور صحیح حالات سے باخبر رکھا جائے اور صحافی کسی جذباتی و ذاتی وابستگی کے بجائے سچ سچ بات بلا کم و کاست ان کے سامنے رکھے۔

یہ باتیں کتابی یا تھیوری کی حد تک ہیں۔ عملاً صورت حال بالکل مختلف ہے اور اگر بغور جائزہ لیا جائے تو آزادی صحافت ایک نعرہ اور فریب نظر آتا ہے۔ وہ ملک جو ہمیں مساوات، رواداری اور جمہوریت کا درس دیتے ہیں اور جو آزادی صحافت کو، جمہوریت اور انسانی آزادی کو لازم قرار دیتے ہیں۔ اگر ان کے ذرائع ابلاغ عامہ کے کردار پر نظر ڈالی جائے تو اس میں سوائے شرارت اور جانبداری کے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ اس کی مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ اقوام مغرب کو اسلام اور مسلمانوں سے بڑی نفرت ہے۔ علمی سطح پر تو انسانی مساوات اور برابری کا ذکر کرتے ہیں مگر جب وہ عمل کرتے ہیں تو ان کا ہر قدم ان کے اندر چھپی ہوئی نفرت اور حقارت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ایٹم بم کا مسئلہ لیجئے مغربی اقوام کی حکومتوں اور ان کی پیروی میں مغربی صحافیوں اور مغربی ابلاغ عامہ کے اداروں کو جنوبی افریقہ، اسرائیل یا ہندوستان کے ایٹمی قوت بننے یا ایٹم بم بنانے پر تو اعتراض نہیں۔ انہیں اعتراض ہے تو عراق، ایران اور پاکستان پر کہ وہ کیوں ایٹم بم بنا رہے ہیں۔ یوں تو اقوام متحدہ میں شریک تمام اقوام کو برابری کا درجہ حاصل ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ بعض اقوام نے اپنے آپ کو کچھ زیادہ ہی "برابری" کا حق دے رکھا ہے۔ اگر امریکہ، برطانیہ، فرانس، روس اور چین ایٹم بنا سکتے ہیں تو دوسری اقوام کو کیوں یہ حق حاصل نہیں۔ مگر ابلاغ عامہ اور اس میں صحافت کے طرز عمل کو دیکھیں تو وہ مکمل جانبدارانہ طرز عمل اختیار کئے ہوئے ہے۔ اسی طرح انہیں اس بات پر بھی اعتراض ہے کہ ہم کیوں اسلامی شعار اختیار کئے ہوئے ہیں۔

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ بڑے بڑے ممالک میں الیکٹرانک ذرائع ابلاغ ان کی خارجہ حکمت عملی کے تابع ہوتے ہیں۔ بی بی سی ہو یا وائس آف امریکہ ان میں کسی نہ کسی رنگ میں محکمہ خارجہ اور بعض کارخاص سے متعلق ایجنسیوں کا عمل دخل ہوتا ہے۔ ان ذرائع ابلاغ کے علاوہ اخبارات سے متعلق صحافی اور خاص طور پر وہ صحافی جو بیرون ملک رپورٹنگ پر متعین ہوتے ہیں ان کا بھی کارخاص کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اداروں سے قریبی رابطہ ہوتا ہے۔ بعض حالتوں میں تو صحافیوں کے دوسرے کار خاص ایجنسیوں کے فنڈز میں سے ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ لیکن ملکی امور میں غالباً صحافیوں سے اس پیمانے پر جاسوسی کا کام نہیں لیا جاتا جتنا کہ غیر ممالک میں جانے والے صحافیوں سے لیا جاتا ہے۔ وطن عزیز میں معاملہ اس کے برعکس نظر آتا ہے۔ پاکستان میں حکومت کی اعلیٰ ترین شخصیت نے برملا یہ کہا کہ صحافی خفیہ ایجنسیوں کے لئے کام کرتے ہیں۔ بعض حلقوں میں تو یہاں تک کہا گیا کہ صحافی حضرات غیر ملکی اداروں یا ایجنسیوں کے لئے بھی کام کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں ایسے اصحاب کی نشاندہی بھی ہوئی جن پر ہندوستان کے لئے کام کرنے کا شبہ تھا لیکن وہ بعض اعلیٰ شخصیتوں کی مداخلت پر رہائی بھی پا گئے۔ یہ بات بھی عام ہے کہ بعض حضرات، بیک وقت کئی ایجنسیوں کے لئے کام کرتے ہیں۔ انہیں خبریں ہی نہیں پہنچاتے ان کی جانب سے دی گئی ''فیلر سٹوری'' کی اشاعت کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ صحافی حضرات مختلف مقتدر اور اقتدار سے ماہر سیاسی افراد اور جماعتوں کے لئے بھی کام کرتے ہیں۔ خاص نکتہ نظر سے خبریں چھپوائی جاتی ہیں اور ان کا معقول معاوضہ جو نقد کی صورت میں ہوسکتا ہے اور جنس کی صورت میں بھی' لیا جاتا ہے۔

یہ صحافی حضرات خاص ایجنسیوں کے ساتھ تعلقات کی بنا پر اس پوزیشن میں ہیں کہ سرکاری ادارے جو حکومت کی تشہیر کے ذمہ دار ہیں ان پر رعب جمائیں اور بعض صورتوں میں تو اعلیٰ افسروں کو دھمکیاں دیتے ہیں کہ فلاں سے کہہ کر تمہاری چھٹی کرا دیں گے۔ اس ضمن میں وہ سول اور فوجی دونوں حکام کے نام لیتے ہیں۔ ان کی قوت کا یہ عالم ہے کہ بعض مالکان اخبار بھی ان سے خوف زدہ ہیں اور ان کے خلاف کوئی اقدام نہیں کر سکتے۔ بہ الفاظ دیگر مالک اور اخبار دونوں ہی ایسے لوگوں کے ہاتھوں یرغمال بنے ہوئے ہیں۔ کوئی سرکاری ملازم یا خود ان اداروں کا ملازم اپنے یا اپنے خاندان کی کسی ہنگامی ضرورت کے لئے تو سرکاری گاڑی عاریتاً حاصل نہیں کر سکتا لیکن محکمہ اطلاعات کی مجال نہیں کہ وہ کسی صحافی کو اس کے یا اس کے خاندان کے لئے گاڑی دینے سے انکار کرے۔ بعض حضرات تو ایسے ہیں جو کسی عارضی ضرورت کے لئے گاڑی طلب فرماتے ہیں اور پھر مہینوں گاڑی زیر استعمال رکھتے ہیں۔ ایک ایسا ہی واقعہ راولپنڈی کا تھا جب ایک صحافی نے اپنی گاڑی کی خرابی کے بہانے سرکاری گاڑی طویل عرصے تک استعمال کی۔ ان کا روزانہ کا معمول تھا کہ وہ سو ڈیڑھ سو کلو میٹر گاڑی استعمال کرتے جب ان سے گاڑی کی واپسی کا مطالبہ کیا گیا تو متعلقہ حکام کو دھمکیاں اور ملازمت سے برطرفی کا مژدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنایا گیا اور کچھ عرصے کے بعد اس افسر کا تبادلہ بھی ہو گیا تھا۔ اس کی وجہ صحافی کی حکم عدولی تھی یا کوئی اور وجہ؟ یہ معلوم نہ ہو سکا۔ صحافی حضرات کو اس بات کی ٹوہ رہتی ہے کہ کس تاجر' کس صنعت کار' اور کس بیورو کریٹ نے کتنی دولت بنائی اور کس ذریعے سے بنائی ان طبقوں کے حصول دولت کا طریقہ جائز بھی ہو سکتا ہے اور غیر قانونی اور غیر اخلاقی بھی۔ اگر تو حصول زر غیر قانونی اور غیر اخلاقی طریق پر کیا گیا ہو تو اسے طشت از بام کرنا قابل فہم ہی نہیں قابل ستائش بھی ہے لیکن کسی کے بارے میں محض مفروضے کی بنا پر الزام تراشی کرنا انتہائی گھناؤنی حرکت ہے۔ ایسی بے شمار مثالیں کہ کن صحافیوں نے کون سی خبریں شائع کیں جو نہ صرف غلط تھیں بلکہ وہ صریحاً کردار کشی کے زمرے میں آتی تھیں۔ اہل صحافت یوں تو انسانی عظمت و شرافت اور عزت نفس کا درس دیتے ہیں لیکن جب ان کے کارکن کے ہاتھوں کسی شہری (تاجر' صنعت کار' سرکاری ملازم یا زمیندار) کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے تو ان کا ضمیر کیوں خلش محسوس نہیں کرتا۔ اس ملک میں ایسے باکردار صحافی بھی رہے ہیں۔ جنہوں نے عمر بھر صحافت کی اور پانچ مرلے کا مکان نہ بنا سکے۔ سائیکل کے علاوہ کوئی ٹرانسپورٹ نہ خرید سکے۔ اب تو صحافیوں کے پاس کوٹھیاں ہیں' کاریں ہیں اور ان کے بچے ایچی سن کالج جیسے اداروں میں پڑھتے ہیں۔

اخبار نویس یا اخبار اگر مجبور ہو کر کسی خبر کی تردید کرتے ہیں تو اس کا انداز بھی بڑا افسوس ناک ہی کہا جا سکتا ہے۔ کسی کے خلاف خبر تو چار کالم میں بڑے جلی عنوانات کے ساتھ پہلے یا آخری صفحے پر چھپتی ہے اور اس کی تردید تین سطروں میں کسی اندر کے صفحے پر انتہائی غیر نمایاں جگہ پر چھاپی جاتی ہے۔ تردید کی صورت میں انصاف کا تقاضا ہے کہ وہ تردید بھی اسی جگہ پر اور اتنی ہی نمایاں شائع کی جائے اور اس میں اخبار کی معذرت بھی ہو کہ ہماری وجہ سے ایک بے گناہ شہری کی عزت مجروح ہوئی۔ اس غیر ذمہ دار رپورٹر اور نیوز ڈیسک پر کام کرنے والے ذمہ دار لوگوں کے خلاف بھی کارروائی ہونا ضروری ہے۔

رہی سیاسی خبروں اور بیان بازی والی خبروں کی بات تو بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ اگر ہمارے ارباب صحافت صرف ایک ہفتہ کے لئے بیان باز لیڈروں کے بیان نہ شائع کریں تو ملک میں بہت حد تک سکون ہو جائے۔ ان کی فلمی سٹائل کی ''بڑھکوں'' کو اخبارات میں جگہ دے کر قوم کی کیا خدمت انجام دی جا رہی ہے یا صحافت کے کس اصول پر عمل کیا جا رہا ہے؟ ہمیں خبر نہیں۔ کیا اقوام مغرب بھی یہی کچھ کرتی ہیں؟ کیا ان کے لیڈران بھی بیان بازی کا شوق اخبار اور ارباب اخبار کے ذریعے پورا کرتے ہیں؟ ایسا کرنے سے ملک میں کس قدر سیاسی عدم استحکام پیدا ہوتا ہے اور اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نتیجے میں کس قدر معاشی عدم استحکام پیدا ہوتا ہے اس کا اندازہ آپ سٹاک مارکیٹ کے بڑھتے گرتے بھاؤ دیکھ کر لگا سکتے ہیں۔ ملک کی سیاسی اور اقتصادی تباہی میں صحافی اور ارباب صحافت کا کتنا حصہ ہے؟ ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں۔ وہ خود اندازہ کریں کہ وہ قوم اور وطن کے خلاف کیا سازش کر رہے ہیں۔ اخبار میں ہر الٹی سیدھی اناپ شناپ بات چھاپنے کے لئے نہیں ہوتی۔ اس کی ''سکریننگ'' تو خود صحافی اور اخبار کو کرنی چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ اس خبر کی اشاعت سے ہمیں قومی لحاظ سے کوئی گزند تو نہیں پہنچے گا۔ بیرونی ممالک میں صحافی ان باتوں کا خیال رکھتے ہیں اور ان کے ہاں کوئی خبر شائع نہیں ہوسکتی جو ملکی مفاد کے خلاف ہو۔ پھر ایسی عدالتیں موجود ہیں جو غلط چھاپنے پر اخبار اور اخبار نویس کے خلاف سخت سزائیں دیتی ہیں اور جرمانے کرتے ہیں۔

جب تک اخبارات اور ارباب صحافت کے لئے ضابطہ اخلاق مرتب نہیں ہوتا اور اس پر عمل نہیں ہوتا' حالات بہتر نہیں ہوں گے۔ عوام کی طرف سے جس میں قانون دان بھی شامل ہوں شہریوں کو ارباب صحافت سے پہنچنے والے نقصان کے ازالہ کے لئے تنظیم قائم کرنی چاہئے۔

جس طرح سیاستدانوں اور سرکاری ملازموں کی سکریننگ ہوتی ہے اسی طرح صحافیوں کی سکریننگ بھی ہونی چاہئے اور سرکاری ایجنسیوں کو یہ کہا جائے کہ وہ اپنے کام کے لئے اور ذرائع استعمال کریں کیونکہ صحافت میں دخل اندازی سے اس پیشے کا تقدس ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح ارباب سیاست اور محکمہ ہائے اطلاعات صحافیوں کو جائز حد تک خبروں کے حصول کے ضمن میں تمام سہولتیں فراہم کرے۔ لیکن کسی غلط یا ناجائز کام یا سہولت سے اجتناب کرے۔ اسے تمام صحافیوں سے خواہ وہ کسی بھی اخبار سے تعلق رکھتے ہوں مساوی سلوک کرنا چاہئے۔

پاکستانی صحافت میں غیر ذمہ دارانہ رجحانات کا ذمہ دار عامل صحافی مختلف حکومتوں کو بھی ٹھہراتے ہیں۔ ان کے بقول حکومتیں اپنے حامی اور خوشامدی صحافیوں کو کئی انداز سے نوازتی رہتی ہیں۔ صحافیوں کو پالنے کے اس عمل کا آغاز کب اور کہاں سے ہوا۔ صحافت کے مختلف مؤرخین نے اپنی اپنی تحقیق کے مطابق اس امر کی نشان دہی کی ہے۔ شعبۂ صحافت پنجاب یونیورسٹی کے سابق چیئر مین پروفیسر وارث میر مرحوم نے اپنے ایک کالم میں لکھا تھا کہ صحافیوں کو پالنے کا عمل اتنا ہی پرانا ہے جتنی صحافت پرانی ہے۔ انہوں نے تاریخی حوالے سے لکھا کہ:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''برصغیر کے بادشاہ اور راجہ مہاراجہ اپنی فوج اور اپنے درباری وجاہت میں اضافے کے لئے قسم قسم کی ''چیزیں'' پالا کرتے تھے۔ ان میں ہاتھیوں اور شیروں کے علاوہ شہ زور اور بہادر سپہ سالار، پہلوان، گویئے، سیاسی وفوجی مشیر شاعر اور دین و دنیا کا علم رکھنے والے ماہرین بھی شامل ہوتے تھے۔ بادشاہ اور راجہ ایسے لوگوں کے فن اور عقل وفہم کو جواہرات کی طرح'' اپنے تاج میں سجاتا تھا کیونکہ وہ وقت کے دوسرے جہانبانوں اور تاج پوشوں کے علمی وادبی ذوق انتخاب پر اپنی فوقیت جتانے کا شوق رکھتا تھا۔ وہ اپنے ملک کے مختلف حصوں کے حالات سے آگاہ رہنے کے لئے صرف ''خفیہ نویس'' یا اپنے دربار میں خوشامدی فنکار اور قصیدہ کو دانشور ہی پالتا تھا، معرفت نفس کی تلاش میں روشنی کے میناروں کے پاس اپنے پاؤں پر چل کر بھی جاتا تھا......''

(روزنامہ جنگ 3 نومبر 1984ء)

برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے بعد پاکستان میں صحافیوں کو پالنے کے عمل کی تاریخ پر بزرگ کالم نویس نصراللہ خان مرحوم نے بھی روشنی ڈالی تھی۔ انہوں نے اس کا اولین ذمہ دار گورنر جنرل غلام محمد کو ٹھہرایا تھا۔ انہوں نے لکھا کہ:۔

''غلام محمد کے بعد جو بھی اس ملک کا حکمران ہوا تو وہ بھی بہت سے صحافیوں کو عبدالمجید سالک صاحب کی طرح اپنی حکومت کے ہر کام کی تعریف وتوصیف کرنے کے لئے سیکریٹ فنڈ سے کچھ رقم دلواتا یا ماہانہ وظیفہ مقرر کردیتا اور اس کا نام بھی سیکریٹ رکھا جاتا۔

جہاں تک صحافت اور صحافیوں کا تعلق ہے تو ہمارا تعلق چونکہ اس زمانے سے ہے جب صحافی کو خریدا نہیں جاسکتا تھا اور اخبارات کسی قسم کی پابندی قبول نہیں کرتے تھے۔ وہ انتہائی دیانت سے ہر اس پارٹی اور شخصیت کے خلاف کھلے رہتے جو دیانت سے کام نہ لیتے اور جس پارٹی سے ان کا تعلق ہوتا اگر اس کے بعد اس سے کوئی غلطی سرزد ہوجاتی تو وہ اس کے خلاف قلم اٹھانے کی پوری تن دہی سے جرأت اور جسارت کرتے۔

خیر اب تو ہر چیز قابل فروخت ہے اور جس لیڈر اور صحافی کو چاہو خرید لو۔ پبلک پلیٹ فارم اور ریلوے پلیٹ فارم اور اخباروں کی تحریروں اور اشتہارات میں کوئی فرق نہیں رہا۔

(ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی 5 مئی 1994ء)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے پاکستانی صحافیوں کی غیر ذمہ دارانہ روش پر تفصیلی تنقید کی تھی۔اس کا جواب تجربہ کار اخبار نویس اور سابق ایڈیٹر ''مشرق'' نذیر حق نے اپنے ایک کالم میں دیا تھا۔انہوں نے پہلے صدر کے الزامات کا تذکرہ کیا۔اس کے بعد ان کا انہوں نے تجزیہ کیا اور کچھ حقائق کو تسلیم بھی کیا۔انہوں نے لکھا کہ صدر مشرف نے صحافت کے بارے میں کہا:۔

(1) پاکستان میں ذمہ دارانہ صحافت کا فقدان ہے۔

(2) ہماری صحافت میں پیسہ چلتا ہے اور لفافہ جرنلزم کا عام رواج ہو چکا ہے۔

(3) ایسے مضامین (اخبارات میں) لکھے جاتے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔یا تو (ایسے مضامین) لکھنے والا بے وقوف ہوتا ہے یا اس کے پیچھے بعض دوسرے عناصر کارفرما ہوتے ہیں۔ میں پریس سے سخت مایوس ہوں۔ یہ پیسے لے کر خبریں اور مضامین شائع کرنے کا سلسلہ بند ہونا چاہیے۔

(4) صحافیوں کو ملکی مفادات کے مطابق خبروں کو ''ڈسپلے'' دینا چاہیے اور اگر کسی خبر کی تردید آئے تو وہ اس جگہ لگائی چاہیے جہاں وہ خبر چھپی ہو غلط خبر چھپ جائے تو معافی مانگ لینی چاہیے۔

(5) بھارتی پریس کبھی ایسی خبریں شائع نہیں کرتا جو بھارت کے قومی مفادات کے خلاف ہوں بلکہ وہ قومی مفاد کو ہمیشہ سامنے رکھتا ہے اور حقائق کو بھی (اپنے قومی مفاد کے لئے) توڑ مروڑ کر پیش کرتا ہے۔ شہ سرخیوں میں شائع کرتا ہے جبکہ بھارتی اخبارات ان کی (جنرل صاحب کی) خبروں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

(6) اس ساری (خراب) صورت حال کے باوجود پریس کی آزادی پر کوئی پابندی نہیں لگائی جائے گی۔توقع ہے کہ آہستہ آہستہ خود ہی صورت احوال میں بہتری آجائے گی۔

اب میں صحافت میں ''لفافہ'' والی بات کی طرف آتا ہوں۔ یہ ایک حقیقت ہے اور اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہوں۔ جنرل صاحب نے کہا کہ اطلاعات مضمون نگاروں، کالم نویسوں اور رپورٹروں سے حکومت کی پالیسیوں کی حمایت میں مضامین اور کالم لکھواتی ہے اور ایسے مضامین کے لئے باقاعدہ ادائیگی کی جاتی ہے۔

اس ضمن میں ایک طریقہ تو یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ وزارت اطلاعات حکومت کے کسی مخصوص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقدام یا پالیسی کے بارے میں مضامین لکھواتی ہے' ان مضامین کا معاوضہ ادا کیا جاتا ہے اور مضامین وزارت اطلاعات خود اپنے اثر و رسوخ سے اخبارات میں چھپواتی ہے۔ اس طرح کے مضامین لکھنے والوں کو کرپٹ قرار دینا زیادتی ہے' ان پر ''لفافہ جرنلزم'' کی تہمت بھی نہیں لگائی جانی چاہئے۔ یہ بات بھی عام ہے کہ وزارت اطلاعات صحافیوں کو اس ''خدمت'' کے لئے بھی ادائیگی کرتی ہے کہ وہ اپنے اخبار میں اداریہ' کالم یا تجزیہ میں حکومتی نقطہ نظر کو سمو دیں۔ بلاشبہ یہ ''لفافہ جرنلزم'' ہے اور اس کی سختی سے بیخ کنی ہونی چاہئے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان میں خبروں کا سب سے بڑا منبع حکومت ہے۔ لیکن حکومتی اقدامات' بعض پالیسیوں اور بسا اوقات رونما ہونے والے حالات کے بارے میں اخبار نویسوں کو معلومات فراہم نہیں کی جاتیں۔ چنانچہ اخبار نویس قیاس آرائی یا خود حکومتی حلقوں کے اندر محو گردش افواہوں پر تکیہ کرتے ہیں! اور ''چونکہ' چنانچہ'' کے ''آداب'' کے ساتھ عوام تک ''خبر'' پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب حکومت کا کوئی ایسا راز یا اس ''راز'' کا کوئی پہلو' خواہ وہ عوام کے مفاد میں ہی کیوں نہ ہو' افشا ہوتا ہے تو حکومتی حلقے اس پر چیں بہ چیں ہوتے ہیں۔ جب اسی بارے میں اوپر سے پوچھ گچھ ہوتی ہے تو حکومتی اہلکار اسے ''بددیانتی' لفافہ جرنلزم کا شاخسانہ'' اور نہ جانے کیا کیا کچھ قرار دینے پر تل جاتے ہیں۔ لگتا ہے جنرل صاحب کو بھی ان کے اہلکار اس طرح کی باتیں پہنچانے لگے ہیں۔

اب ملکی مفادات کے مطابق خبروں کی اشاعت کا معاملہ لیجئے پاکستان کے اخبارات نے ملکی مفاد کے خلاف خبروں کو بھی شائع نہیں کیا۔ ہاں یہ بات درست ہے کہ اگر کسی خبر کی تردید آئے تو اسے اس طرح نمایاں نہیں لگایا جاتا جس طرح خبر لگتی ہے۔ لیکن یہ ایک عام تاثر' بلکہ تجربہ بھی ہے کہ حکومت جس خبر کی بار بار تردید کر رہی ہوتی ہے' وہ آخر کار درست ثابت ہوتی ہے۔ پٹرولیم کی مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ' بجلی کے نرخ' بجٹ میں نئے ٹیکسوں' آئی ایم ایف کے دباؤ اور اسی نوع کی کتنی ہی خبروں کی تردید ہوئی مگر آخر کار وہی ہوا جس کا اظہار اخباری خبروں میں کیا جاتا رہا۔ یہ خبر کہ حکومت بجٹ میں نئے ٹیکس لگا رہی ہے یا یہ خبر کہ بجلی' پانی یا گیس کے نرخوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے یا ٹیلی فون کالز کے نرخ بڑھائے جا رہے ہیں' قومی مفادات کے کس طرح منافی ہیں؟ کیا قومی مفادات اور ہیں اور عوام کے مفادات قومی مفادات کے منافی کوئی چیز ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ پاکستان میں جمہوریت نہ ہونے کے باعث پاکستان کو عالمی معاملات میں مشکلات اور بعض صورتوں میں ''تنہائی'' کا سامنا رہا ہے۔ اگر کوئی اخبار اس بارے میں کوئی خبر شائع کرتا ہے اور یہ مشورہ دیتا ہے کہ جمہوریت جلد بحال ہونی چاہئے یا حکومت کو سپریم کورٹ کی واضح ہدایت پر عمل کرنے کے لئے انتخابات کا شیڈول دینا چاہئے تو اس میں قومی مفادات کے منافی کونسی بات ہے۔ جمہوریت کی بحالی اور اسی تناظر میں سپریم کورٹ کے فیصلے کا ذکر تو چیف ایگزیکٹو کے علاوہ ان کے مشیر، وزیر اور گورنر بھی کرتے رہتے ہیں تو کیا ان کے بیانات کی اشاعت قومی مفاد کو نقصان پہنچانے کا باعث بنتی ہے؟

پاکستانی اخبار نویسوں کی بھاری اکثریت نہایت پیشہ ورانہ انداز میں اپنے فرائض ادا کرتی ہے۔ اگر وزارت اطلاعات کسی صحافی کو (یا صحافیوں کو) لفافے دیتی ہے تو ان کے نام سامنے لائے جانے چاہئیں۔ صحافیوں کو اپنے پیشہ ورانہ فرائض کی ادائیگی یا آسان الفاظ میں ''خبروں'' کی تلاش میں حکومت، سیاستدانوں اور سیاسی جماعتوں، سبھی سے رابطہ کرنا ہوتا ہے۔ اگر اس دوران کوئی صحافی ''لفافہ'' وصول کرتا ہے تو وہ یقیناً غیر پیشہ ورانہ سرگرمی کا مرتکب ہوتا ہے۔ اگر حکومت کے علم میں ایسی اطلاعات ہیں تو وہ انہیں سامنے لائے۔ اس بات کے باوجود کہ جنرل صاحب نے پرائے دیس میں اپنے قومی پریس کے بارے میں ایسی باتیں کہی ہیں، جن سے پوری طرح اتفاق ممکن نہیں۔ میں ان کی اس یقین دہانی پر اعتبار کرنے کو تیار ہوں کہ وہ پریس پر پابندی لگانا یا اس کی آزادی کو محدود کرنا نہیں چاہتے۔ جنرل مشرف کھرے آدمی معلوم ہوتے ہیں، اور انہوں نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ وہ سیاست میں آنا نہیں چاہتے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کے گرد جن لوگوں کا ہالہ ہے، جو ان کی مختلف پالیسیوں میں شریک ہیں، انہیں کیا مشورہ دیتے ہیں اور یہ مشورے کیا رنگ لاتے ہیں۔

(روزنامہ ''پاکستان'' لاہور)

صدر پرویز مشرف کے ان الزامات کے بعد پاکستانی پریس میں یہ بحث چل نکلی۔ شعبۂ ابلاغ عامہ کراچی یونیورسٹی کے چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر طاہر مسعود نے اپنے ایک کالم ''صحافت اور روپیہ'' میں لکھا کہ:۔

پچھلے دنوں ضمیر نیازی نے انکشاف کیا کہ لفافہ جرنلزم حسین حقانی کی ایجاد ہے۔ نواز شریف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی وزارت اعلیٰ کے دور میں جب حسین حقانی ان کے مشیر اطلاعات تھے تو وہ لفافے دے کر صحافیوں کو خریدا کرتے تھے۔ یہ انداز کچھ ایسا مقبول ہوا کہ جب مشاہد حسین وزیر اطلاعات ہوئے تو صحافیوں میں ان کی ہر دلعزیزی کی ایک وجہ ہی یہ تھی کہ وہ صحافیوں میں لفافے تقسیم کیا کرتے تھے۔ چونکہ ہمیں کبھی کوئی لفافہ نہیں ملا۔ اس لئے ہمیں نہیں پتا کہ ان لفافوں میں کیا ہوتا تھا۔ ممکن ہے لال اور ہرے نوٹ ہوتے ہوں۔ لیکن لفافوں کی تقسیم کے باوجود نواز شریف حکومت کے خلاف پریس میں سب کچھ چھپتا رہا۔ سنا ہے مخالفت میں چھپنے پر لفافوں کی تقسیم کی رفتار تیز ہو جاتی تھی اور لفافے پہلے سے کچھ زیادہ بھاری ہو جاتے تھے۔ ان لفافوں سے نواز شریف حکومت صحافیوں میں تو مقبول ہو گئی لیکن عوام سے دور ہوتی گئی پس پتا چلا کہ صحافیوں میں سب سے زیادہ روپے خود حکومت تقسیم کرتی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر جنرل پرویز مشرف کو بتانا چاہئے کہ صحافیوں کو یہ روپے کون دیتا ہے اور کیوں دیتا ہے؟ کہتے ہیں دنیا میں ہر آدمی کی ایک قیمت ہوتی ہے۔ کوئی روپے سے بک جاتا ہے' کوئی پلاٹ اور پرمٹ دیکر خریدا جاتا ہے۔ جنرل ضیاء نے تو بہت سے نستعلیق قسم کے صحافیوں کو چائے کی ایک پیالی پلا کر اپنا بنا لیا۔ جب وہ چمچہ اور شکر دانی اٹھا کر پوچھتے تھے' آپ کتنی شکر لیں گے تو بڑے بڑے انقلابی صحافی بھی اپنا دل ہار بیٹھتے تھے۔ جنرل ضیاء گیارہ سال تک چمچے اور شکر دانی اٹھائے صحافیوں سے پوچھتے رہے کہ آپ کتنی شکر لیں گے اور مزے میں حکومت کرتے رہے۔

بعض لوگوں کو صحافیوں کو بکنا حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ جب سیاست دان بک سکتے ہیں' صنعت کار بک سکتے ہیں علماء اور مشائخ بک سکتے ہیں' تو صحافی بھی انسان ہوتے ہیں۔ ان میں کونسے سرخاب کے پر لگے ہوتے ہیں کہ وہ نہیں بکیں۔

کچھ صحافی اب بھی ایسے ہیں جو ''برائے فروخت'' کی پرچی پیشانی پر چسپاں کئے گھومتے رہتے ہیں۔ بہت سے ایجنسیوں کے ہاتھوں میں کھیلتے ہیں اور تفتیشی رپورٹنگ میں نام پیدا کرتے رہتے ہیں۔ کچھ سیاسی رہنماؤں سے ماہانہ بھتہ لیتے ہیں' کچھ تاجر رہنماؤں سے اپنی مٹھی گرم کراتے رہتے ہیں۔

(کالم ''دام خیال'' روزنامہ نوائے وقت' لاہور)

ممتاز سیاسی کالم نگار عباس اطہر نے بھی اس موضوع پر اپنے ایک کالم ''لفافہ جرنلزم'' کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنوان سے اپنے مخصوص انداز میں اظہار خیال کیا۔ انہوں نے لکھا کہ:

"لفافہ صحافت کے وجود سے کوئی انکار نہیں کرتا۔ ہمارے پیشے میں تو ایسے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو خفیہ ایجنسیوں سے اپنے تعلق کا برملا اظہار کرتے ہیں اور رعب بھی جھاڑتے ہیں۔ جہاں تک حکومتوں کا تعلق ہے اب تک تو وہ فیشن کے طور پر لفافہ جرنلزم کا نام لیکر اخبارات کو مطعون کرتی رہیں ہیں۔ ملٹری انٹیلی جنس آئی ایس آئی، آئی بی، سپیشل برانچ اور سی آئی ڈی سب ایک خاص قسم کے صحافیوں کی پرورش کرتی ہیں۔ وہ سرکار کے لئے کام کرتے ہیں خواہ وہ سیاسی ہو یا فوجی، اطلاعات کی صوبائی اور وفاقی وزارتیں بھی ان محب وطن صحافیوں کو پالتی ہیں۔

(واضح رہے کہ ہمارے ہاں حکومت وقت کی حاشیہ برداری کو حب الوطنی کہا جاتا ہے) پچھلے 52 سال میں مسلسل حکومتیں بدلتی رہی ہیں۔ ہر حکومت کے جانے پر اس کے شدید ترین مخالف برسر اقتدار آئے لیکن کسی نے ان نقاب پوش صحافیوں کے نام شائع نہیں کئے، جو لفافے اور مراعات لیتے رہے وجہ یہ ہے کہ ہر حکومت کو ان کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے بغیر خفیہ ایجنسیوں کا کام چلتا ہے نہ وزارت اطلاعات کے مقاصد پورے ہوتے ہیں۔

ویسے تو تقریباً تمام سیاسی اور فوجی حکومتیں اس حمام میں ننگی ہیں لیکن جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں صحافیوں کے ایک مخصوص ٹولے کو اقتدار کے ایوانوں میں پہلی مرتبہ پذیرائی ملی پھر پلاٹوں، لفافوں اور دوسری مراعات کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوگیا۔ کرپشن، رپورٹنگ سیکشنوں اور کالم نویسوں سے نکل کر نیوز ڈیسکوں تک پہنچی لیکن گنتی کی جائے تو ماضی کے مختلف ادوار میں ناجائز فائدے اٹھانے والے صحافیوں کی تعداد دو یا چار فیصد سے زیادہ نہیں ہوگی۔ یہ 2 یا 4 فیصد بے نظیر دور میں دو حصوں میں بٹ گئے محترمہ نے نوازشات کے دروازے کھولے لیکن بہت تھوڑی تعداد ان کی طرف مائل اور فیضیاب ہوئی۔ میاں نواز شریف نے وزارت اعلیٰ اور وزارت عظمیٰ کے علاوہ اپوزیشن دور میں بھی صحافت میں اپنا "ووٹ بینک" قائم رکھا۔ خفیہ ایجنسیوں کا اپنا نظام ہے وہ حکومت بدلنے پر اپنے مخبر اور کارندے تبدیل کرتی ہیں نہ ان کے نام ظاہر ہونے دیتی ہیں۔ موجودہ حکومت بھی گیارہ ماہ اور تین دن تک یہ رسم نبھاتی آئی ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ جنرل پرویز مشرف نے نیویارک میں کھڑے ہو کر یہ مسئلہ اٹھایا ہے کہ وہ سیاست کی طرح صحافت میں بھی کرپشن ختم کرنا چاہتے ہیں۔ امید رکھنی چاہئے کہ پہلے قدم کے طور پر وہ ان صحافیوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لسٹ شائع کرنے کا حکم دیں گے جنہوں نے سابق حکومتوں سے مراعات حاصل کیں یا ایجنسیوں کے پے رول پر رہے۔

اب تک تجربہ تو یہی ہے کہ پولیس کی اصلاح اس لئے نہیں ہو سکی کہ ہر حکومت کچھ عرصے بعد عوام کی بجائے پولیس کے زور پر اپنے اقتدار کو طول دینے لگتی ہے۔ اپنے مخالفوں کو تھانوں میں چھترول کرواتی ہے اور اسی سانس میں یہ کہتی سنائی دیتی ہے کہ پولیس غیر قانونی حکم نہ مانے۔ فیشن کے طور پر لفافہ جرنلزم کی مذمت کرتی ہے اور اپنی بے جا مدح لکھنے والوں کے بارے میں یہ سوچتی ہے کہ وہی محب وطن اور دیانتدار بھی ہیں۔ موجودہ حکومت بہت سے نئے تجربے کر رہی ہے۔ اس لئے توقع کرنی چاہئے کہ اور کچھ نہیں تو وہ لفافہ جرنلزم کے بارے میں ایک حقائق نامہ ضرور جاری کرے گی۔

(کالم ''کنکریاں'' عباس اطہر' روزنامہ نوائے وقت لاہور)

واضح رہے کہ مارچ 1997ء میں جب حکومت نے اخبارات کے لئے ایک ''میڈیا محتسب'' مقرر کرنے کی بات کی تو یکم اپریل 1997ء کو روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور نے ایک اداریتی نوٹ میں اس کا نوٹس لیا اور شام کے اخبارات کی لامحدود آزادی کا ذکر بھی کیا' جب جو ضابطۂ اخلاق کی سب سے زیادہ خلاف ورزی کرتے ہیں۔ یہ اداریتی نوٹ ''میڈیا محتسب کا تقرر...... پریس کی آزادی پر پابندیاں کیوں؟ کے عنوان سے تھا۔

کونسل آف پاکستان نیوز پیپر ایڈیٹرز (سی پی این ای) کی سٹینڈنگ کمیٹی نے میڈیا محتسب کا عہدہ قائم کرنے کی تجویز کی مخالفت کی ہے اور اس امر کا اظہار کیا ہے کہ میڈیا کا محتسب مقرر کرنے کا نظریہ میڈیا کی آزادی اور اس کی ذمے داری کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کے مترادف ہے اس طرح حکومت اور پریس کے درمیان اچھے تعلقات پر بھی زد پڑ سکتی ہے۔ سی پی این ای کے صدر کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں سینیٹ اور قومی اسمبلی کے اجلاس میں فریڈم آف انفارمیشن اینڈ پرنٹنگ پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس پیش کرنے سے متعلقہ مختلف عوامل پر غور کیا گیا اور حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ پریس سے متعلق تمام مجوزہ قوانین اور آرڈیننسوں کے مندرجات کے بارے میں اپنے مشیر اطلاعات کی یقین دہانی کے مطابق سی پی این ای اور پریس کی دیگر تنظیموں سے مذاکرات کرے تاکہ ان سے اتفاق رائے کے ذریعے مجوزہ مسودہ قانون پارلیمنٹ میں منظوری کیلئے پیش ہو سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت کی طرف سے مختلف ادوار میں پریس پر پابندیاں لگانے اور اخبارات کی آزادی پر پہرے بٹھانے کی کوششیں ہوتی رہی ہیں اور ماضی میں متعدد آرڈیننسوں یا قوانین کی صورت میں پریس کی آزادی کچلنے کی نہایت مضر کوششیں ہوتی رہی ہیں جنکے خلاف پریس نے ہمیشہ آواز بلند کی۔ حال ہی میں فریڈم آف انفارمیشن اینڈ پرنٹنگ پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس کی صورت میں ایک پراسرار آرڈیننس سامنے آیا تو موجودہ مسلم لیگی حکومت کے دو وزرائے اطلاعات و قانون نے اس آرڈیننس کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا تاہم بعد میں سرکاری موقف یہ اختیار کیا گیا کہ پارلیمنٹ میں پیش کرتے وقت مثبت انداز میں اسے قانون کی شکل دی جائے گی۔ اب حکومت کی طرف سے ایک میڈیا محتسب کی شکل میں اخبارات کے سر پر تلوار لٹکانے کی بات کی گئی ہے جو سراسر زیادتی ہے۔ اخباری تنظیموں کا یہ موقف رہا ہے کہ وہ کسی بھی قسم کی سپیشل کورٹ کے مخالف ہیں جس کا مقصد آزادی صحافت کو کچلنا اور پریس کی آزادی اظہار کو "پابند سلاسل" کرنا ہو ایسی کوئی بھی پابندی خواہ اسے میڈیا محتسب کا نام ہی کیوں نہ دیا جائے وہ قابل قبول نہیں ہوگا حکومت کو اگر ییلو جرنلزم کے بارے میں یا کسی بھی اخباری مسئلے کے حوالے سے شکایت ہے تو وہ زیادہ تر شام کو شائع ہونے والے یا غیر ذمہ دارانہ رویہ کے حامل اخبارات سے ہو سکتی ہے۔ جہاں تک ایوننگرز کا تعلق ہے کراچی کے بعد لاہور میں بھی آن پہنچے ہیں حکومت ان کے ساتھ بیٹھ کر اپنی شکایات طے کرے شام کے یہ اخبارات مسلمہ اخباری تنظیموں کے رکن بھی نہیں ہیں اور نہ ہی یہ کسی ڈسپلن کے پابند ہیں۔ حکومت کو شام کے ان اخبارات کا مسئلہ ان کی حد تک حل کرنا چاہیے۔ اخباری تنظیموں سے متعلقہ اخبارات اپنا ضابطہ اخلاق پہلے ہی بنا چکے ہیں اور اس پر عملدرآمد کیلئے ان کے ایڈیٹر صاحبان مزار قائد پر حلف بھی لے چکے ہیں جبکہ یہ ضابطہ اخلاق حکومت کی فائلوں میں موجود ہے۔ حکومت اگر اس پر نظر ثانی چاہتی ہے تو اخباری تنظیموں کے نمائندوں کا جو وفد اس کے پاس مذاکرات کی غرض سے آئے گا حکومت اس سے گفت و شنید کر سکتی ہے کہ اس ضابطہ اخلاق پر کس طرح عملدرآمد کرایا جا سکتا ہے اس متفقہ ضابطہ اخلاق کی جو بھی بار بار خلاف ورزی کریگا وہ یقیناً کسی بھی قسم کی ہمدردی کا مستحق نہیں ہوگا۔ اخباری تنظیمیں مادر پدر آزادی کی قائل نہیں ہیں لیکن محض اخبارات کو اپنا تابعدار بنانے اور آزادی اظہار کو سلب کر کے حکومتی مقاصد میں انہیں استعمال کرنے کی بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ ایسا کوئی بھی طرز عمل نہ تو حکومت کی بہتری میں ہے اور نہ ہی ملک میں آزاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحافت سے متعلق دنیا بھر میں ذمہ داران کا یہ ہے کہ آئین سے اختیارات حاصل شدہ آزادی اظہار کو کسی بھی طرح داغدار نہ ہونے دیا جائے۔

ان مسائل میں سے جہاں پاکستانی صحافت کی غیر ذمہ دارانہ صورت حال، حکومت اور صحافیوں کے مسائل اور پیچیدہ معاملات آتے ہیں وہاں اخلاقی اعتبار سے صحافت کی ذمہ داریاں بھی سامنے آتی ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک و اخباری صنعتوں کے مالکان، مدیران، عامل صحافی اور حکومت ان معاملات پر خصوصی توجہ دیں اور ان خرابیوں کو دور کرنے کی ہر وقت کوشش کرتے رہیں۔

●●●

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

5

صحافتی اخلاقیات
(PRESS ETHICS)

مفہوم:(Meanings)

اخلاق کیا ہے؟ آکسفورڈ ڈکشنری میں اخلاقیات نے معنی یہ بیان ہوئے ہیں۔

"Rules of conduct recognised in certain limited departments of human life."

صحافتی اخلاقیات سے مراد ایسے صحافتی معیار ہیں جن کی مدد سے کسی چیز کے اچھے یا برے، صحیح یا غلط اور ذمہ دار یا غیر ذمہ دار ہونے کی اقدار کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ان صحافیانہ معیار کو صحافت کی اقدار (Canons of Journalism) بھی کہا جاتا ہے۔صحافت کی یہ اقدار صحافی کے لئے اس کے فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین بھی کرتی ہیں، لیکن ان فرائض اور ذمہ داریوں کا کوئی قانونی جواز نہیں ہوتا بلکہ صحافی اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہوئے ان ذمہ داریوں کو نبھاتے ہیں۔صحافتی اخلاقیات نہ صرف صحافیوں کے فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین کرتی ہیں بلکہ ان سے ذرائع ابلاغ کے معیار اور کردار کا اندازہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

صحافت کے یہ معیار اور اقدار دنیا بھر میں تقریباً ایک ہی جیسے ہیں۔جوزف پلٹزر (Joseph Pultizer) صحافتی اقدار کو بیان کرتے ہوئے خوشحالی اور اصلاحات کے لئے ہمیشہ جنگ کرنے پر زور دیتے ہیں۔ان کے مطابق "ناانصافی اور بدعنوانی کو کبھی برداشت مت کیجئے، ہمیشہ تمام فرقوں کے جذبات کا خیال رکھئے، کبھی کسی ایک پارٹی کے موقف کی حمایت نہ کیجئے، عوام کا حق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غصب کرنے اور ناجائز مراعات حاصل کرنے والے اُونچے طبقات کی مخالفت کیجئے، غریبوں کے ساتھ ہمدردی کیجئے، ہمیشہ عوامی بہبود کے لئے خود کو وقف کر دیجئے، حق کا ساتھ دیجئے اور غلط بات پر تنقید کرتے ہوئے کبھی مت ڈریئے، چاہے وہ امراء کی طرف سے ہو اور چاہے غرباء کی طرف سے"۔

اس بیان کی روشنی میں صحافتی اقدار یوں بیان کی جاسکتی ہیں کہ صحافت:

1- غیر جانبدار اور تعصب سے پاک ہونی چاہیے۔

2- منصفانہ اور جائز ہونی چاہیے۔

3- حقائق پر مبنی ہو۔

4- ذمہ دار اور اپنے مقاصد سے مخلص ہونی چاہیے۔

5- شائستہ، آبرومندانہ اور مہذب ہونی چاہیے۔

6- صحافت کو آزاد ہونا چاہیے۔

پریس کے ضابطہ ہائے اخلاق:

مندرجہ بالا اخلاقی انداز و معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے دُنیا بھر میں صحافیوں کی مختلف تنظیموں، آرگنائزیشنز، انجمنوں اور اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن نے صحافت کے ضابطہ ہائے اخلاق بنا رکھے ہیں، جنہیں "کوڈ آف ایتھکس" کوڈز آف آنرز، چارٹرز، سٹیٹ منٹس آف پرنسپلز "Codes of Ethics, Codes of Honours, Charters, Statements of Principles" وغیرہ کا نام دیا جاتا ہے۔ ان ضابطہ ہائے اخلاق کے پیچھے کوئی قانونی جواز نہیں ہوتا بلکہ صحافی رضا کارانہ طور پر اسے اپناتے ہیں۔

تاریخی پس منظر: (Historical Background)

بیسویں صدی میں سماجی ذمہ داری کا نظریہ آزادیٔ صحافت (Social Responsibility Theory) کے مشہور ہونے کے بعد آزادی صحافت کا مفہوم بھی بدل گیا۔ سماجی ذمہ داری کے نظریہ کو (Hutchins Commission on Freedom of Press) کی رپورٹ کی بنیاد پر بیان کیا گیا ہے۔ کمیشن کی رپورٹ کی پہلی جلد "ایک آزاد اور ذمہ دار پریس" کے عنوان سے سب سے پہلے 27 مارچ 1947ء کو شائع ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(University of Illinois Urbana) کے (College of Communication) کے پروفیسر اور سابق ڈین تھیوڈر پیٹرسن نے 1956ء میں اپنی کتاب "Four theories of Press": میں سماجی ذمہ داری کا نظریہ آزادی صحافت کی بہت عمدہ وضاحت کی ہے۔ پیٹرسن کے مطابق سماجی ذمہ داری کے نظریہ میں اہم چیز یہ ہے کہ آزادی اور احساس ذمہ داری ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں اور ہماری صحافت جو کہ حکومت کے زیر سایہ مراعات حاصل کر رہی ہے، پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہم عصر معاشرے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔

دراصل یہ نظریہ اس بات کا متقاضی ہے کہ ذرائع ابلاغ قومی اُمنگوں، قومی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے ایک ذمہ دار ادارے کے طور پر کام کریں اور ان قومی وسماجی اہمیت کے امور کے سامنے نفع کی حیثیت معمولی ہو۔ یہ نظریہ، آزادئ صحافت کے جمہوری نظریہ کی جگہ پیش کیا گیا ہے، جس کے مفکرین جان سٹوارٹ مل، جیفرسن اور ملٹن نے پریس کو ''نظریات کی کھلی منڈی'' بنا دیا۔ ان کا مدعا یہ تھا کہ مختلف نظریات کو پھلنے پھولنے کا مساوی موقع فراہم کیا جائے اور ابلاغ عامہ تک ہر ایک کی رسائی ہو، لیکن 1947ء سے قبل پریس میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئیں اور پریس ایک خاص طبقے یعنی تجارت پیشہ لوگوں کے ہاتھ میں چلا گیا، جنہوں نے نہ صرف سیاسی ومعاشی مسائل پر اپنی ذاتی رائے کی اشاعت کی بلکہ لوگوں کے اخلاقی کردار کو بھی تباہ کیا، لوگوں کی ذاتی زندگی میں مداخلت کی اور معاشرتی تبدیلیوں کی راہ میں رکاوٹ بنے رہے، چنانچہ (Hutchins Commission) نے صحافتی معیار کا ایک نیا ایجنڈا پیش کیا۔ سماجی ذمہ داری کے نظریئے کے حامی کہتے ہیں کہ حکومت نہ صرف آزاد پریس کی اجازت دے بلکہ اسے ترقی بھی دے۔ سماجی طور پر ذمہ داری کا نظریہ دراصل اپنے ضمیر کے آگے جوابدہ ہونے کی بنیاد پر قائم ہے۔ مختلف لوگوں نے اس کی مخالف توجیہات اور تعبیریں پیش کی ہیں، اس لئے اس کی کوئی بھی متفقہ تعریف نہیں کی جا سکتی۔ بعض لوگوں نے ''سماجی ذمہ داری'' کو ایک ''اومنی بس'' کی اصطلاح قرار دیا ہے جس کا میدان عمل بہت وسیع ہے۔ خود پیٹرسن نے سماجی ذمہ داری کے نظریہ کو صحافتی اخلاقیات کا معیار بنانے کی کوشش نہیں کی۔ اس کے مطابق ''یہ صرف اور صرف نظریہ ہے لیکن یہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہ وہ راستہ تجویز کرتا ہے جس میں آزادئ صحافت کا راستہ چھپا ہوا ہے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"Four theories of the Press" کی اشاعت کے 25 سال بعد ستمبر 1981ء کو پیٹرسن نے ایک انٹرویو میں کہا کہ اس نے کبھی بھی اپنے سماجی ذمہ داری کے باب کی وکالت نہیں کی، اگرچہ اس نے کئی مرتبہ ایسا کرنے کا ارادہ کیا، لیکن یہ باب، صحافت پر بہت اثرانداز ہوا ہے اور اس نے سماجی ذمہ داری کے نظریئے کو متعارف کروایا ہے۔ اس لئے شاید کبھی اس کی بنیاد پر کوئی ضابطہ اخلاق بن جائے۔ پیٹرسن کے ایک ساتھی "Clifford G. Christian" نے اس بات پر مایوسی ظاہر کی کہ یہ نظریہ کوئی مناسب اخلاقی معیار پیدا کرنے میں ناکام رہا۔ ایک اور ماہر تعلیم "John L. Hultenge of Stanford University" نے سماجی ذمہ داری کے نظریہ کو اس اطلاعاتی ذرائع کے کم ہوتے ہوئے دور میں واحد قابل عمل رہنے والا نظریہ قرار دیا، لیکن اس نظریہ سے اخلاقی معیار کا کوئی ڈھانچہ منطقی طور پر نہیں ڈھالا جاسکتا، اس کی دلیل دیتے ہوئے "Hultenge" لکھتا ہے کہ آج کے دور میں ابلاغ کے جو قوانین اور معیار مقرر ہیں، ان پر کئی نظریات کا اثر ہے۔

آغاز وارتقاء:(Origin And Evolution)

اگر صحافت کے میدان میں اخلاقی اصول مرتب کرنے کے عمل کا بین الاقوامی سطح پر جائزہ لیا جائے تو اس قسم کا پہلا صحافتی ضابطہ اخلاق امریکہ کی ایک صحافتی انجمن "Kansass Editorial Association" نے 1910ء میں اپنایا اور 1920ء میں بہت سی دوسری تنظیموں اور اخباری اشاعتی اداروں نے بھی اس طرح کے ضابطے بنا لئے، اسی طرح فرانس میں نیشنل جرنلسٹس سنڈیکیٹ آف فرانس نے "چارٹر آف دی ڈیوٹیز آف جرنلسٹس (Charter of the Duties of Journalists) تیار کیا جسے 1918ء میں آئینی حیثیت مل گئی۔ مختلف ممالک میں پریس کی کارکردگی دیکھنے اور پریس کے ایسے ناجائز استعمال کو روکنے کے لئے جو پریس کے قوانین کی مد میں نہیں آتے، سرکاری اور نجی سطح پر پریس کمیشن بنائے گئے۔ امریکہ میں (1945-47ء) میں آزادئ صحافت کا کمیشن، رائل پریس آف انگلینڈ (1948-1949ء) انڈین پریس کمیشن (1952-1954ء) اور جنوبی افریقہ کا پریس کمیشن (1951-1952ء) اس کی چند مثالیں ہیں جنھوں نے پریس کے ناجائز استعمال کو روکنے کے لئے رضاکارانہ پابندیوں کی سفارش کی۔ اس کے علاوہ صحافت کی آزادی اور نیک نامی کو برقرار رکھنے کے لئے مختلف ممالک میں خودمختار پریس کونسلیں بھی بنائی گئیں جو اپنے ممبران کے لئے نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف ضابطہ ہائے اخلاق مرتب کرتی ہیں بلکہ ان کے خلاف عوامی شکایتوں پر کارروائی بھی کرتی ہیں۔

اس وقت دُنیا میں کم از کم 17 ایسے ممالک میں پریس کونسلیں کام کر رہی ہیں جہاں صحافت براہ راست حکومت کے کنٹرول کی بجائے نجی اداروں کی ملکیت ہے، ان ممالک میں آسٹریلیا، ڈنمارک، فن لینڈ، برطانیہ، امریکہ، انڈیا، مغربی جرمنی، نیوزی لینڈ، تائیوان، سویڈن، جنوبی افریقہ، ہالینڈ، ناروے، اسرائیل، سری لنکا، فلپائن اور ترکی شامل ہیں، لیکن بعض ممالک میں پریس کونسل ضابطہ اخلاق مرتب نہیں کرتی بلکہ اس کی نگرانی کرتی ہے، مثلاً جنوبی کوریا میں۔ اسی طرح ڈنمارک میں صرف اخبارات کے مالکان اور پبلشروں کا ضابطہ اخلاق ہے، لیکن صحافیوں کا اپنا کوئی تحریری ضابطہ نہیں۔

عالمی سطح پر ابلاغی مسائل کو حل کرنے کے لئے 1977ء میں سویڈن کے شہر سٹاک ہام میں ایک کمیشن سین میک برائڈ کمیشن (Sean Mac Bride Commission) قائم کیا گیا جس کا اجلاس 1978ء میں ہوا۔ اس بین الاقوامی کمیشن نے 1980ء میں ایک رپورٹ مرتب کی جس کا نام "Many Voices One World" تھا۔ اس رپورٹ میں ضابطہ اخلاق کی 72 تجاویز پیش کی گئیں اور ان پر تمام اراکین متفق تھے، انہی تجاویز کی روشنی میں ہر ملک نے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق ضابطہ ہائے اخلاق مرتب کر رکھے ہیں، جن کی پابندی صحافی اخلاقی طور پر کرتے ہیں۔

اقوام متحدہ کا مجوزہ ضابطہ اخلاق (UN Suggested Code of Ethics):

اقوام متحدہ نے اپنے قیام کے وقت ہی سے عالمی سطح پر صحافت کے لئے کوڈ آف آنر (Code of Honour) تیار کرنے کی کوشش شروع کردی تھی۔ 1952ء میں دُنیا کی متعدد پیشہ وارانہ تنظیموں کے ساتھ طویل مشوروں کے بعد کوڈ آف آنر تیار کیا گیا جسے حتمی شکل دینے کے لئے اقوام متحدہ کی عالمی تنظیم "ورلڈ اسمبلی آف انفریمیشن" (World Assembly of Information) نے اس کا مطالعہ کرنا تھا، لیکن بعض ممالک اور مالکان اخبارات کی تنظیموں کی مخالفت اور اعتراضات کی وجہ سے اس تنظیم کا کوئی اجلاس منعقد نہ ہوسکا۔ اس کوڈ پر یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ اس میں "آزادی اظہار" کے لئے خطرات مضمر ہیں، حالانکہ کوڈ کے متن میں یہ بات واضح کردی گئی تھی کہ ان اصولوں کا تعلق محض پیشہ ورافراد کے ضمیر سے ہے۔ یہ رضا کارانہ ہے اور اس سلسلے میں کسی طرح کی حکومتی مداخلت نہیں ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقوام متحدہ اور انٹرنیشنل فیڈریشن آف جرنلسٹس کا ضابطہ اخلاق فن لینڈ کی پریس کونسل کی رہنمائی میں بنایا گیا ہے۔نومبر 1972ء میں یونیسکو (UNESCO) میں ''انٹرنیشنل آرگنائزیشن آف جرنلسٹس'' کی طرف سے ایک ضابطہ اخلاق پیش کیا گیا۔اس مجوزہ ضابطہ اخلاق میں درج ذیل اصول پیش کیے گئے۔

1- صحافی کوخبروں یا تبصرہ کی صورت میں شائع کیے جانے والے حقائق کی تصدیق کی کوشش کرنی چاہیے، اگر ایسا ممکن نہ ہوتو انہیں حوالے سے مشروط کرنا چاہیے۔اسے حقائق مسخ کرنے،توڑنے مروڑنے یا چھپانے سے گریز کرنا چاہیے اور اگر اس کی معلومات غلط ثابت ہوجائیں تو ان کی تصحیح شائع کردینی چاہیے۔

2- صحافی جو کچھ شائع کرتا ہے اس کی ذمہ داری اسے خود قبول کرنی چاہیے۔اسے پیشہ وارانہ راز کا احترام کرنا چاہیے اور معلوماتی ذریعہ کے اخفاء کی شرط کے ساتھ موصول ہونے والی معلومات کے متعلق تصدیق اور تسلی کرلینی چاہیے اور اپنا ذریعۂ معلومات سوائے (اخبار یا رسالہ وغیرہ میں) اپنے کسی ذمہ دار افسر کے سامنے اور کسی کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہیے، اسے اخفائے راز کی ذمہ داری سے صرف اس وقت سبکدوش ہونا چاہیے، جب اسے معلومات بہم پہنچانے والا خود اس بات کی اجازت دے یا یہ ثابت ہوجائے کہ اسے معلومات مہیا کرنے والے نے اسے سیاسی، معاشی یا ذاتی مفاد کی وجوہ کے پیش نظر واضح طور پر جانتے بوجھتے گمراہ کیا ہے۔اگر حقائق معاشرتی مفاد یا قانون کے منافی ہوں تو ایسی صورت میں بھی صحافی پر لازم ہے کہ وہ اس سلسلے میں ذاتی ضمیر کے مطابق پیشہ وارانہ اخفاء سے کام لے۔

3- صحافی کو افراد اور مذہبی اور قومی گروہوں کے سلسلے میں توہین اور ہتک سے گریز کرنا چاہیے۔ اگر متعلقہ افراد اسے خود اس چیز کی اجازت نہ دیں تو اسے افراد کی نجی زندگی کا احترام کرنا چاہیے اور اس میں اس وقت تک مداخلت نہیں کرنی چاہیے، جب تک اس کا تعلق کسی طرح مفاد عامہ سے نہ ہو۔

4- صحافی کو اپنے پیشہ وارانہ وقار کا تحفظ کرنا چاہیے،خبریں حاصل کرنے کے لئے دھوکہ دہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کام نہیں لینا چاہئے، اسے تیسرے فریق سے کسی طرح کا مفاد یا رشوت، کچھ شائع کرنے یا نہ شائع کرنے یا حقائق کو مسخ صورت میں شائع کرنے کے عوض وصول نہیں کرنا چاہئے، تحریر سے ہر طرح کی کاروباری پبلسٹی کو خارج کر دینا چاہئے۔

-5 صحافی کو صحافی برادری سے اپنے تعلقات کے سلسلے میں ''دیانت دارانہ مقابلے اور ضروری اتحاد'' کے درمیان توازن قائم رکھنا چاہئے۔ اسے ادبی سرقہ سے کام نہیں لینا چاہئے۔ وہ اپنے کسی ایسے ساتھی پر اعتماد کر سکتا ہے جس نے ''آزادیٔ اظہار'' کے مقصد اور پیشے کے اخلاقی اصولوں کے لئے مصیبتیں جھیلی ہوں۔ اسے مذہب یا نسل کی بنیاد پر اپنے پیشے میں ملازم بھرتی کرنے یا کام سونپنے کے سلسلے میں کوئی تمیز نہیں کرنی چاہئے۔

-6 صحافی مفاد عامہ کے لئے سب سے بڑھ چڑھ کر کام کرتا ہے۔ اپنے کام کے ذریعے اسے بنیادی انسانی حقوق کے اصولوں کو مضبوط بنانے اور لوگوں میں باہم بہتر افہام و تفہیم پیدا کرنے میں مدد دینی چاہئے، لہٰذا اسے بین الاقوامی سطح پر مسائل کے حل کے لئے تشدد کی راہ تجویز کرنے یا اس کی تائید کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے، اسے سماجی تعصب اور نسلی، مذہبی یا قومی منافرت یا تعصب کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہئے۔

دُنیا کے مختلف ممالک کی صحافتی اخلاقیات:

ہر ملک کے اپنے مخصوص نظریات، حالات اور ضروریات ہوتی ہیں اور انہی کے مطابق ہر ملک کا علیحدہ علیحدہ ضابطہ اخلاق ہے۔ کسی ایک مسئلہ پر ہر ملک کا علیحدہ علیحدہ نقطہ نظر تو ہو سکتا ہے لیکن کوئی ملک بھی اپنے نظریات اور قوم و ملک کے خلاف کسی چیز کی اشاعت کی اجازت نہیں دیتا۔ سماجی ذمہ داری کے نظریہ آزادی صحافت میں بھی ''ذمہ داری'' کا مفہوم مختلف لوگوں کے نزدیک مختلف ہے اور کوئی بھی ملک اسے اپنے ملک کی مخصوص معاشرتی ضروریات کے مطابق اپنا سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

6

سرمایہ دار ممالک میں صحافتی ضابطۂ اخلاق اور عملی صورت حال
(PRESS ETHICS AND PRACTICE IN CAPITALIST COUNTRIES)

سرمایہ دارانہ ممالک میں صحافت براہ راست نہ تو حکومت کی ملکیت میں ہے اور نہ ہی صحافت پر ناجائز پابندیاں ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے دستور کی پہلی ترمیم میں درج ہے کہ کانگریس کوئی ایسا قانون نہیں بنائے گی جس سے آزادیٔ تقریر اور آزادیٔ صحافت میں کمی ہو جائے۔ اسی طرح 1868ء میں چودھویں ترمیم میں کہا گیا کہ ''کوئی ریاست ایسا قانون نہیں بنائے گی، نہ نافذ کرے گی جس سے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے شہریوں کے حقوق یا تحفظات میں کمی واقع ہو'' بظاہر اس ترمیم کا آزادی صحافت سے کوئی تعلق نہیں لیکن سپریم کورٹ کی رولنگ کے مطابق آزادی صحافت ان حقوق میں سرفہرست حیثیت رکھتی ہے۔

اسی طرح برطانیہ میں اگرچہ کوئی تحریری دستور موجود نہیں، لیکن آزادیٔ اظہار کا اصول مسلم ہے، اس اصول کی روایتی تعریف لارڈ کینان کے اس بیان سے ہوتی ہے جو ایک مقدمے کے فیصلے میں درج ہے:

''کوئی بھی شخص ایسی چیز چھاپ سکتا ہے، جسے اس کے 12 ہم وطن (جیوری کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارکان) قابل اعتراض نہ سمجھیں لیکن اگر وہ ایسی چیز چھاپتا ہے جسے یہ لوگ قابل اعتراض سمجھیں تو وہ یقیناً سزا کا مستحق ہے"۔

سرمایہ دارانہ ممالک میں سنسر کی پابندیاں بھی نہیں ہیں، لیکن کچھ صحافتی قوانین ضرور موجود ہیں لیکن وہ صحافت کی آزادی کی راہ میں رکاوٹ نہیں۔ 1948ء میں منعقدہ بین الاقوامی کانفرنس (جنیوا) میں امریکی مندوب نے ایسے قوانین کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:

"آزادیٔ تقریر اور آزادیٔ صحافت پر جن پابندیوں کو غیر آئینی نہیں سمجھا جاتا انہیں مندرجہ ذیل چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے"۔

(الف) افراد کو تحریری اور زبانی ہتک سے بچانا۔

(ب) فحاشی کی نشر و اشاعت سے عوام کی حفاظت۔

(ج) مملکت کو اندرونی ابتری سے بچانا۔

(د) غیر ملکی جارحانہ اقدام سے مملکت کو محفوظ رکھنا۔

سرمایہ دارانہ ممالک میں چونکہ اخبارات و رسائل نجی اداروں کی ملکیت ہیں، اس لئے ان اداروں یا صحافیوں کی تنظیموں اور انجمنوں نے صحافت کو اخلاقی حدود میں رکھنے کے لئے خود پر رضا کارانہ پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ امریکہ میں بہت سی تنظیموں اور اخباروں کے اپنے اپنے ضابطہ ہائے اخلاق ہیں۔ مثلاً امریکن سوسائٹی آف نیوز پیپرز ایڈیٹرز (ASNE) نے 1924ء میں ایک ضابطۂ اخلاق بنایا جس میں ذمہ داری، غیر جانبداری، حقائق کی درستگی، شائستگی، صحیح معلومات، منصفانہ رپورٹنگ اور آزادیٔ صحافت پر زور دیا گیا ہے۔ اس طرح پیشہ وارانہ صحافیوں کی تنظیم (Sigma Delta Chi) جس کا مخفف (SPJ-SDX) ہے، نے 1972ء میں اپنا ضابطہ اخلاق بنایا، اس کے علاوہ شکاگو سن ٹائمز اور ڈیلی نیوز (Milwaukee Journal) واشنگٹن پوسٹ اور ایسوسی ایٹڈ پریس مینجنگ ایڈیٹرز کے علیحدہ علیحدہ ضابطہ ہائے اخلاق ہیں۔ بعض اخبارات مثلاً نیویارک ٹائمز اور لاس اینجلس ٹائمز کا کوئی ضابطۂ اخلاق نہیں لیکن نیوز پیپر گلڈ جس میں 155 امریکی اور کینیڈین اخبارات ہیں، کا علیحدہ ضابطۂ اخلاق ہے۔ اس کے علاوہ امریکہ میں دُنیا میں اپنی طرز کی واحد نیشنل نیوز کونسل ہے جو نہ تو حکومت کی نمائندگی کرتی ہے اور نہ صحافت کی، بلکہ اس میں صحافی، وکیل، بزنس مین سب لوگ شامل ہیں، یہ کونسل صحافت کے معیار پر نظر رکھتی ہے اور اخبارات کے خلاف مقدمات کا فیصلہ کرتی ہے۔ اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح آسٹریلیا، مغربی جرمنی اور اسرائیل میں ضابطہ ہائے اخلاق موجود ہیں، برطانیہ کی پریس کونسل نے 1953ء میں اپنے قیام کے بعد ایسا کوئی ضابطۂ اخلاق بنانے سے انکار کر دیا اور یہ دلیل دی کہ کوئی بھی ضابطۂ اخلاق تمام شکایت کا مداوا نہیں کر سکتا۔ تاہم بعد میں ایک زبانی ضابطۂ اخلاق طے کیا گیا۔ اس کونسل کے پہلے چیئرمین لارڈ بولین نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ دوسرے پیشہ ور اداروں کی طرح صحافت کا کوئی تحریری ضابطۂ اخلاق نہیں بلکہ یہ برطانیہ کے عام قانون کے مطابق کئے گئے فیصلوں کا احترام کرے گی''۔ اٹلی میں قانونی طور پر قائم پریس کونسل کا ایک ضابطہ اخلاق ہے، جب کہ ہالینڈ اور فرانس میں بھی ضابطہ اخلاق موجود ہیں۔

مشہور امریکی صحافی (Ken Metzler) اپنی کتاب News gathering میں ذمہ دار صحافت کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ واقعات کی رپورٹنگ کرتے ہوئے اگر چار اصول اختیار کئے جائیں تو آپ اور آپ کا اخبار عدالتی کارروائیوں سے ہمیشہ دور رہ سکتے ہیں۔ وہ چار خوبیاں یہ ہیں۔

1- انصاف:

رپورٹنگ میں آپ کو ایمانداری کے ساتھ بے لاگ اور غیر جانبدار بننا چاہیے، کسی فریب یا دھوکا دہی میں ملوث نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کی رپورٹنگ کا کوئی پہلو ذاتیات پر مبنی نہیں ہونا چاہیے۔ وسیع النظری کے ساتھ ساتھ آپ میں قوت برداشت بھی ہونی چاہیے۔ لوگوں کو آزادانہ یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ وہ حقیقی طور پر کیا سوچتے اور محسوس کرتے ہیں۔

2- صحت وصداقت:

ٹھیک ٹھیک رہنا آسان نہیں ہے، اس کے لئے ضرورت ہے کہ چھوٹی بڑی تمام تفصیلات کو بار بار چیک کیا جائے۔ نام پتوں اور عمر کی غلطیاں عمومی طور پر ہو جاتی ہیں۔ حقائق حاصل کرنے کے لئے زیادہ قابل اعتبار ذرائع سے مدد لینی چاہیے۔ خبر کی صحت وصداقت کے لئے توازن بھی بہت ضروری ہے، کسی بھی اختلافی مسئلے کے دونوں پہلوؤں کو توازن کے ساتھ بیان کرنا ضروری ہے۔

3- کاملیت:

آپ کی رپورٹنگ کا متوازن ہونے کے ساتھ ساتھ مکمل ہونا بھی بہت ضروری ہے، کسی بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاملے کے دونوں پہلو اگر قاری کو مکمل اطلاع پہنچاتے ہوں گے تبھی رپورٹ کو مکمل سمجھا جائے گا۔

4-اعتدال:

عمومی سوجھ بوجھ کے ساتھ خوش ذوقی بھی اس کے لئے ضروری ہے۔ سنسنی خیزی کے نقصانات سے بچنا چاہئے۔ شہ سرخی میں موضوع سے بالکل ہٹے ہوئے الفاظ یا پھر اس کے برعکس بالکل معمولی تفصیلات دے دینا بھی اعتدال نہیں ہے۔

مندرجہ بالا چار اصولوں پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ قانونی ضرورتوں کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

امریکہ کے ہفت روزہ ''ٹائم'' نے دسمبر 1984ء کی اشاعت میں ایک ضابطۂ اخلاق شائع کیا ہے جو امریکہ کے پیشہ ور صحافیوں کی انجمن سگما ڈیلٹا چی (Sigma Delta Chi) کا منظور کردہ اور اختیار کردہ ہے۔

ضابطہ اخلاق: (Code of Ethics)

پیشہ ور صحافیوں کی انجمن سگما ڈیلٹا چی اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ صداقت کی خدمت صحافیوں کا بنیادی فریضہ ہے۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ ابلاغ عام کے ادارے آئینی پابندیوں کے ساتھ حق و آگہی کی آزادی اور حقائق کو منظر عام پر لانے اور عوامی مباحث اور اطلاعات کی منتقلی کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

ہم عوام کی بصیرت انصاف و عدل کی پیشوائی اور عوام کے حقائق سے آگہی کے حق کے پیش نظر صداقت کی تلاش کے آئینی کردار پر یقین رکھتے ہیں۔

ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ صحافیوں کو اپنی ذمہ داریاں ذہانت، معروضیت، درستگی اور شائستگی کے ساتھ پوری کرنا چاہئیں۔

ان مقاصد کے لئے ہم چند رہنما اصول قبول کرنے کا اعلان کرتے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

ذمہ داری: (Responsibility)

اہم واقعات کو جاننے کے عوامی حق اور دلچسپی کا خیال رکھنا ذرائع ابلاغ عام کی اہم ذمہ داری ہے۔ خبروں کی ترسیل اور رائے عامہ کی بصیرت افروزی کا مقصد بہبود عام کا خیال رکھنا ہے، جو صحافی اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحافتی حیثیت کو ذاتی مقاصد یا دیگر غیر معقول محرکات کی تکمیل و تسکین کے لئے استعمال کرتے ہیں، وہ اعلیٰ ترین اعتماد کو ٹھیس پہنچاتے ہیں۔

آزادیٔ صحافت: (Freedom Of The Press)

ایک آزاد معاشرے میں آزادیٔ صحافت کی عوام کے ناقابل تنسیخ حق کے طور پر حفاظت کی جانی چاہیے، اس ضمن میں صحافت پر عوام حکومت اور نجی اداروں کی آراء، اہم اقدامات اور سوالات پر آزادی کے ساتھ بحث کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔ صحافی کو اکثریت کی سوچ کے برخلاف رائے دینے کا حق بھی ہے اور وہ اکثریت کی رائے سے متفق بھی ہو سکتا ہے۔

اخلاقیات: (Ethics)

صحافی کو عوام کے صداقت سے آگہی کے حق کے سوا تمام مفادات سے بالاتر رہنا چاہیے۔

(الف) تحائف، مفت سفر اور خصوصی سلوک و مراعات کے حصول سے سمجھوتہ اور مصالحت کی کیفیت جنم لیتی ہے۔ صحافیوں کو ایسی کوئی بھی چیز قبول نہیں کرنا چاہیے۔

(ب) ثانوی (Part Time) ملازمت، سیاست میں ملوث ہونے، کوئی سرکاری عہدہ سنبھالنے اور کسی کمیونٹی ادارے میں ملازمت سے اجتناب برتنا چاہیے، بطور خاص ایسی صورت میں کہ ان سے سمجھوتہ کی کیفیت کے جنم لینے کا امکان ہو، صحافیوں اور ان کے آجروں کو اپنی زندگی اس ڈھب سے گزارنا چاہیے کہ حقیقی یا ظاہری مفادات کے تصادم سے محفوظ رہیں۔ ان کے پیشے کے اعتبار سے ان کی عوامی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔

(ج) نجی ذرائع سے ملنے والی نام نہاد خبروں کو ان کی خبری اقدار کے دعوے پر اچھی طرح پرکھے بغیر شائع نہیں کیا جانا چاہیے۔

(د) صحافی ایسی خبریں حاصل کریں گے جو عوام کے مفادات کو پورا کرتی ہوں، ان میں رکاوٹ نہ بنتی ہوں، انہیں اس بات کو یقینی بنانے کی ہر ممکن کوشش کرنی ہوگی کہ عوام کے معاملات ہمیشہ عوام میں نمٹیں اور پبلک ریکارڈ ہمیشہ عوام کو دیکھنے کی آزادی ہو۔

(ہ) صحافی اس اخلاقی ذمہ داری کو قبول کرتے ہیں کہ وہ خبروں کے خفیہ ذرائع کو تحفظ دیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درستگی و معروضیت: (Accuracy And Objectivity)

عوام کا بھرپور اعتماد ہی بہترین صحافت کی بنیاد ہے۔

(الف) صداقت ہمارا حتمی مطمع نظر ہے۔

(ب) خبروں کو منظر عام پر لانے میں معروضیت ہمارا دوسرا بڑا نصب العین ہے۔ معروضیت ایک آزمودہ اور تجربہ کار پیشہ ور صحافی کی علامت ہے۔ یہ ایک معیار ہے جس کے حصول کی ہم کوشش کرتے ہیں اور جو اس مقصد کی تکمیل میں کامیاب رہتے ہیں، وہ ہمارے لئے لائق تعظیم ہیں۔

(ج) درست اور مکمل حقائق فراہم نہ کرنا قطعی قابل معافی نہیں ہے۔

(د) اخبارات کی سرخیاں پورے طور پر متن سے ہی ماخوذ ہونا چاہئیں۔ فوٹو اور ٹیلی کاسٹ کو کسی بھی واقعہ کی حقیقی تصویر پیش کرنا چاہئے، اسے بڑھا چڑھا کر یا مسخ کر کے پیش نہیں کیا جانا چاہئے۔

(ہ) تجزیہ خبر اور رائے کا فرق واضح کر دیتا ہے، خبر کو رائے یا جانبداری سے مبرا ہونا چاہئے اور اس میں مسئلہ کے ہر پہلو کی نشاندہی کی جانی چاہئے۔

(و) ادارتی تبصروں میں طرف داری سے اجتناب برتنا چاہئے، کیونکہ یہ صداقت سے انحراف ہو جاتا ہے جو صحافت کی روح کے منافی ہے۔

(ز) صحافی کسی بھی اہم واقعہ اور مسئلہ پر معلوماتی تجزیہ، تبصرے اور ادارتی آراء کی اشاعت کی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں اور وہ ایسے افراد کا پیش کردہ مواد جو تجربہ، اہلیت اور فیصلہ کرنے کی لیاقت رکھتے ہوں، شائع کرنے کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔

(ح) خصوصی مقالات یا پیشکش جن کا مقصد وکالت ہو یا جن میں مضمون نگار اپنے نقطۂ نظر کے مطابق خاص نتیجہ اخذ کرے یا خاص توضیح کرے تو اس کی وضاحت کی جانی چاہئے۔

انصاف و شائستگی: (Fair Play)

خبریں جمع کرنے اور پیش کرتے ہوئے صحافی عوام کے وقار، حقوق، خلوت (نجی زندگی) اور بہبود کا احترام کریں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1- ذرائع ابلاغ جواب کا حق دیئے بغیر ایسے غیر سرکاری الزامات شائع یا نشر نہیں کریں گے جو ان کی معیشت یا اخلاقی کردار کو متاثر کر سکتے ہوں۔

2- ذرائع ابلاغ فرد کے حق خلوت کو مداخلت سے محفوظ رکھیں گے۔

3- ذرائع ابلاغ جرائم اور برائیوں کی تفصیلات جاننے کے لئے لوگوں کے تجسس کو ہوا نہیں دیں گے۔

4- خبری ذرائع کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی غلطیوں کی فوری اور مکمل اصلاح کریں۔

5- صحافی اپنی خبروں پر عوام کو جوابدہ ہوں گے۔ ذرائع ابلاغ کے بارے میں عوام کو نہ صرف اپنی تشویش کے اظہار کا حق ہونا چاہیے، بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ قارئین ناظرین اور سامعین سے کھلے مکالمہ کو فروغ دیا جانا چاہیے۔

عہد:

صحافی ان معیارات پر پورے طور پر عمل کریں گے اور ان سے انحراف سے بچنے کی کوشش کریں گے اور تمام اخباری نمائندوں کی ان معیارات پر عمل کے سلسلے میں حوصلہ افزائی کریں گے۔ اس ضابطۂ اخلاق کا مقصد صحافیوں اور عوام میں باہمی اعتماد اور احترام کا تحفظ ہے اور اس مقصد کی تکمیل کی کوشش کی جائے گی۔

امریکہ میں آزادی صحافت کے کمیشن نے پریس کے کردار کی بنیادی ضرورتوں اور اس کو بہتر بنانے کے لئے مختصراً یہ تجاویز پیش کیں:۔

1- پریس کو اپنے قارئین کے سامنے روزمرہ واقعات کا سچا، جامع اور معنی خیز مگر بامقصد نقشہ پیش کرنا چاہیے۔

2- اسے معاشرے کے مختلف گروپس کی نمائندہ تصویر کو اُبھارنا چاہیے۔

3- اسے معاشرے کے اہداف اور اقدار کو پیش کرنا چاہیے اور انہیں نشوونما بھی دینی چاہیے۔

ذرائع ابلاغ کی اخلاقیات کے مسائل:

یورپ اور امریکہ میں ذرائع ابلاغ کی اخلاقیات پر بحث ہو رہی ہے، کہا گیا ہے کہ صحافت "پیشہ" نہیں بلکہ "مشغولیت" ہے۔

Journalism is not a "profession" but an "occupation".

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس قسم کی تصریح کا مطلب یہ ہے کہ ''اخلاقی ذمہ داریوں'' سے لا پرواہی صحافت میں جائز ہے۔ اخلاقی ذریعہ دوسرے پیشوں کے لئے تو ٹھیک ہے وہ ان کا غلط کریں اور رکھیں لیکن جرنلزم کو یہ ''اخلاقیات'' کے اصول سوٹ نہیں کرتے جرنلزم یا اخبار کی حقیقی ذمہ داری یہ ہے کہ ہر قیمت پر ہر قسم کی خبر پہنچاتا ہے۔ یعنی۔

"The news at any cost......"

کیونکہ جرنلسٹ ڈیموکریسی اور آزاد ذرائع ابلاغ کے ستون ہوتے ہیں۔

"Pillars of Democracy and free media"

یعنی جس طرح عدالت اچھی اور بری خبر فیصلہ میں سناتی ہے، اسی طرح اخبار بھی اچھی اور بری خبر بغیر کسی مبالغہ کے صاف صاف چھاپنے پر مجبور ہے۔ اس کے ردعمل کی پرواہ اس کی ذمہ داری نہیں۔ تاہم اس کی کوئی اخلاقیاتی ذمہ داری ہونی چاہئے۔

زمانہ جنگ میں جھوٹے اخباری رپورٹرز:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زمانہ جنگ میں اخباری رپورٹنگ جھوٹی بھی کی جاسکتی ہے، لیکن اس طرح صحافت کے معیار پر سخت برا اثر پڑتا ہے، کلاڈ کاک برن ایک بڑے پایہ کا صحافی تھا۔ وہ بین الاقوامی شہرت کا حامل تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے مل کر ہسپانوی سول وار کے بارے میں ایک سٹوری گھڑی اور ایک جنگی معرکہ کی تفصیلات رپورٹ کیں، جو کبھی وقوع پذیر ہی نہ ہوا تھا، لیکن اس فرضی جنگ کے فرضی معرکہ کی فرضی کہانی جو اخبار میں چھپی تھی اس کے بارے میں بعد میں یہ بتایا گیا کہ اسے اس طرح بنایا گیا تھا کہ ایسا لگتا تھا کہ وہ بالکل سچی افسانوی تکنیک سے کام لیا گیا تھا، لیکن اس طرح کی صحافتی کہانی ایک لٹریری کاوش کا کارنامہ تو ہوسکتا ہے لیکن اس سے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ اگرچہ جنگ میں ہر بات جائز سمجھ لی گئی ہے، لیکن یہ بات اسلامی صحافت کو زیب نہیں دیتی جہاں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ صرف سچ کی اشاعت ہو۔ خواہ اس کے اظہار سے نقصان ہی کیوں نہ ہو رہا ہو۔ اس لئے پاکستان میں صحافی یورپ کی اس طرح کی اپروچ کو جائز نہیں سمجھ سکتے۔ یہاں صرف سچ سے سروکار ہے خواہ آسمان گر پڑے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لاکھوں میں سے ایک جھوٹا صحافی:

سپیشل سول وار کے ایک خود ساختہ جھوٹے معرکہ کی فرضی سٹوری کے مصنف کاک برن کا جھوٹ جب ظاہر ہو گیا تو وہ 30 سال تک اس کے بعد زندہ رہا، لیکن حیرت یہ ہے کہ وہ اپنی اس حرکت پر ایک لمحہ کے لئے بھی نادم ہونے کو تیار نہ تھا، بلکہ اعلانیہ فخر کرتا تھا کہ وہ اس قدر صحافتی مہارت کے ساتھ جھوٹ بول سکتا ہے۔ اس کے علاوہ سوسائٹی نے بھی اسے صرف یہ بتایا کہ اس نے جھوٹی کہانی بنائی تھی اور کوئی ایکشن اس کے خلاف نہ لیا گیا۔ وہ یورپ کی صحافت میں پہلے کی طرح مقبول رہا، بلکہ وہ برطانیہ کی نیشنل یونین آف جرنلسٹس کا باقاعدہ ممبر بھی لے لیا گیا، حالانکہ ایک دائیں بازو کا رپورٹر نکال دیا گیا تھا۔ ''ورلڈ میڈیا رپورٹ'' کے مصنف کریر نے جرأت کر کے برطانوی یونین آف جرنلسٹس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہوئی کہ ایسے جھوٹے صحافی کو لے لیا گیا ہے تو اس تنظیم کے سیکرٹری نے یہ بتایا۔

"There was no record of any journalist ever having been barred or explelled for lying in print"

یعنی اس بات کا کوئی ریکارڈ نہیں ملتا کہ کبھی کسی صحافی کو پرنٹ میڈیا میں جھوٹ کے الزام پر تنظیم میں داخلہ سے روکا گیا ہو یا اسے نکالا گیا ہو، یعنی پرنٹ میڈیا میں جھوٹ بولا جا سکتا ہے...... لیکن معلوم ہوتا ہے کہ کاک برن سے زیادہ جھوٹے صحافی بھی یورپ میں پائے جاتے ہیں۔ ایک آفاقی شہرت کی مالک صحافی خاتون جینیسی کک تھی اور وہ رنگے ہاتھوں جھوٹے بولتے پکڑی گئی اور اسے جھوٹی سٹوری بنانے میں جو واشنگٹن پوسٹ میں چھپی' انعام بھی ملا تھا۔ اخبار واشنگٹن پوسٹ کے ایڈیٹر بین بریڈلی کا کہنا تھا کہ جینسی کک "A one in million liar" یعنی'' وہ لاکھوں میں ایک جھوٹی جرنلسٹ ہے'' یعنی یورپ اور امریکہ میں جھوٹ بولنے والے صحافی ملین کی تعداد میں ہوتے ہیں۔ یعنی مغرب میں صحافیانہ دروغ بافی کے وائرس بہت ملتے ہیں۔ اسلامی ممالک کے صحافی کہیں مبالغہ تو کر لیتے ہیں لیکن اس قدر دلیری سے جھوٹ نہیں بول سکتے۔

یورپ میں بہت روشنی علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمہ حیواں ہے یہ ظلمات!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یورپ میں صحافیانہ جھوٹ کی چند اور مثالیں:

اگرچہ متذکرہ بالا جھوٹی خاتون صحافی کو جھوٹی تحریر پر انعام مل گیا اور وہ صرف لاکھوں میں ایک جھوٹی صحافی ضرور قرار دی گئی، لیکن دوسری طرف نیویارک ڈیلی نیوز کے نامہ نگار مائیکل ڈیلی نے اپنے السٹرڈ سپیچز میں سابقہ جھوٹے صحافیوں کو مات کر دیا اور جب یہ حضرت پکڑے گئے اور ان کا دروغ ظاہر ہوا تو اس نے صحافیانہ پیشہ ترک کر دیا اور بڑے ''ڈھول ڈھمکے'' کے ساتھ اسے نکالا گیا۔ اسے انعام تو نہ ملا لیکن۔

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا!

امریکہ میں ایک رسالہ نکلتا ہے جس کا نام ''کولمبیا لاء رپورٹ'' ہے۔ اس میں اس موضوع پر ایک مضمون چھپا تھا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ امریکی آئین کی پہلی ترمیم کے مطابق کوئی جھوٹی تقریر'' جو کچھ اثر رکھے'' محفوظ کی ہی جاتی ہے۔ یعنی:

"Defamation and privacy under the cosntitution of America`s first amendment (Alfred Hill) protects some falsehood in order to protect speech that matters---"

مقالہ نگار نے یہ تو نہیں کہا کہ مذکورہ جھوٹے صحافیوں کو بھی آئین بچاتا ہے، لیکن وہ کہہ سکتا ہے۔

"Even to some jurists, lying in American journalism is not regarded lying as contra bonus moves."

یعنی قانون دانوں نے صحافیانہ جھوٹ کو کسی حد تک جائز ہی قرار دیا ہے، لیکن یاد رہے کہ یہ بھی اسلامی صحافیانہ طریقہ نہیں اور اس کا بھی کوئی جواز اسلام میں نہیں۔ سچی صحافت صرف مسلمان ہی کر سکتا ہے۔

''خبروں کی ایجاد'' یعنی جھوٹی خبریں گھڑنے کی ''برطانوی صنعت'':

برطانیہ میں "Invention of news" کے عنوان سے پرنٹ میڈیا میں بہت مواد چھپا ہے۔ فاک لینڈ کی ایک ''وار وڈو'' یعنی جنگ میں کام کرنے والے ایک سپاہی کی بیوہ کی جھوٹی کہانی کی اشاعت سے بہت احتجاج اور شور وغل برپا ہوا تھا۔ ایک صحافی نے ایک جھوٹی بیوہ کا جھوٹا ''کلیم'' بنایا اور ایک سٹوری بنائی جس سے گورنمنٹ متاثر ہوئی اور پبلک میں اس کی کا بڑا چرچا ہوا۔ یہ کہانی سراسر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ کا پلندہ تھی، جو بعد میں ظاہر ہوا اور لوگ حیران رہ گئے، لیکن حیرت یہ ہے کہ برطانیہ میں اس جھوٹے صحافی پر نہ کوئی مقدمہ چلا اور نہ اس نے استعفیٰ دیا، نہ پیشہ چھوڑا اور نہ ٹریڈ یونین نے اسے تنبیہ کی۔ البتہ اسے جھوٹا قرار دینے پر اکتفا کر لیا گیا۔ یہ کہانی ایک اہم اخبار ''سن'' میں شائع ہوئی تھی اور یہ ایک پرانا موقر روزنامہ ہے۔

کوڈ آف کنڈکٹ: (Code of Conduct)

برطانیہ میں صحافیوں کے لئے ایک تعزیرات موجود ہے اور اس کی پبلسٹی بھی بہت ہے۔ یہ کوڈ بڑا ضخیم ہے، اس میں سچائی یا ناروا سلوک کی مخالفت کی خبر کے مواخذ کے سوفیصدی صحیح ہونے پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ اس میں صحافتی آزادی پر بھی بہت زوردار طریقے سے بحث ہوئی ہے، لیکن اس پر عمل نہیں کیا گیا، کیونکہ یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ اس پر گرفت کرنے سے ڈیموکریسی پر حملہ ہوگا۔

اس قوم کو آزادی افکار ہے زہرناک
جس قوم کے فرزند ہوں ہر بند سے آزاد

ہتک عزت اور صحافت:

پریس کی آزادی کے بغیر کوئی ملک وقوم آزاد نہیں سمجھے جاتے۔ یورپ اور امریکہ میں ایک خاص سوچ یہ پیدا ہو رہی ہے کہ پریس اگر ہتک عزت کرتا ہے تو وہ سزا کا مستوجب ہوگا، لیکن ایک طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ ہتک عزت کا حق بھی پریس ہی کو ملنا چاہیے تاکہ خبر صحیح ہو تو اسے چھپنا چاہیے خواہ اس کی اشاعت سے کسی کی عزت پر حرف ہی کیوں نہ آجائے، لیکن یہ غلط مطالبہ ہے۔ پریس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہتک عزت نہ کرے۔ اگر کرے تو اسے قانوناً سزا ضرور ملنی چاہیے، ورنہ قوم و ملک کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور یہ نقصان پہنچانا ذمہ دار پریس کی شان نہیں ہوتی۔ پریس کی آزادی ٹھیک مطالبہ ہے، لیکن پریس کی آزادی سے لوگوں کی عزت کو بچانا بھی ضروری ہے۔

"Freedom of the Press and fredom from the Press"

لیکن وہ طبقہ جو پریس کو ہر بند سے آزاد سمجھتا ہے، اصرار کرتا ہے کہ ہتک عزت پر سزا دینے سے ڈیموکریسی کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اسے سمجھنا چاہئے کہ اصل میں ڈیموکریسی ایک طریقہ ہے۔ بنی نوع انسان کو آزادی اور عزت سے زندگی گزارنے کا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جن لوگوں کی آزادی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ترجمانی پریس کرتا ہے، ان کی بے عزتی بھی کرتا پھرے اور اسے ڈیموکریسی اور پریس کی آزادی خیال کرے، لیکن انتہا پسند پریس والے ذرائع کے لئے کسی اخلاقی ''کوڈ'' کو پریس اور ڈیموکریسی پر حملہ سمجھتے ہیں۔ جو غلط سوچ ہے۔ ڈیموکریسی انسانی آزادی کے شعور کے لئے ضروری ہے، لیکن پریس کا یہ کام نہیں کہ وہ انسانیت جس کی آزادی اور عزت کی پاسبانی کے لئے پریس کی ضرورت ہے وہی ''مادر پدر آزاد'' ہو کر بنی نوع انسان کی برسرعام بے عزتی کرتا پھرے اور اسے پوچھنے والا کوئی نہ ہو۔ کوئی نہ ہو جو اس کی بے راہی روی پر اسے لگام دے۔ بے باک صداقت ضروری ہونی چاہئے، لیکن

شکوہ بیجا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور!

امریکی آزادی کا مفہوم:

امریکہ میں آزادی ہے اور یہ آزادی واقعی ایسی ہے جو کہیں نہیں، لیکن امریکیوں کے رویہ سے ایسا لگتا ہے کہ اس کے ایک آزادی پسند طبقہ کو آزادی کا ہیضہ ہی ہو گیا ہے اور یہ لوگ ہر طرح کی آزادی چاہتے ہیں اور اخلاقی بندھنوں سے بھی آزاد ہو جانا چاہتے ہیں، یعنی انسانیت سے گر کر بھی آزادی کا مظاہرہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ جنسی بے راہ روی کی اشاعت کو بھی آزادی کے لئے ضروری خیال کرتے ہیں اور ''نسوانی احترام'' کو ناپسند کرتے ہیں۔ یہ سوچ امریکی تباہی کا سبب بنے گی۔ اس عام امریکی رویہ کے خلاف بھی امریکی ذمہ دار اہل قلم موجود ہیں جو امریکی بے راہ روی کے خلاف ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ:

"Journalists and publishers ought not to exploit their "privilege of access to the public" by lying, cheating partiality, or callous conduct towards the subject of their work".

یعنی صحافیوں اور پبلشر حضرات کو اپنے اس حق کا ناجائز فائدہ نہیں اُٹھانا چاہئے جو انہیں پبلک تک رسائی سے حاصل ہے اور جھوٹ، دھوکہ، طرف داری اور اپنے مخاطب کو بے دردی سے زمین دوز نہ کریں۔ ہر اخلاقی بند سے آزاد ہو جانے کی خواہش امریکی ''آزادی پسندوں'' نے پھیلائی ہے جس سے کہیں مشرق بھی متاثر نہ ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برطانیہ میں ٹی وی پر جھوٹ:

برطانیہ میں ایک ٹی وی سسٹم ہے جسے تھیمس ٹی وی کہتے ہیں۔ اس ٹی وی کا ایک فیچر ''ٹی وی آئی'' یعنی ''ٹی وی کی آنکھ'' ہے۔ جون 1981ء میں جو فیچر ٹیلی کاسٹ ہوا اس کا عنوان ''چارٹر 77'' تھا۔ یہ بالکل جھوٹ پر مبنی فیچر تھا اور ثابت ہوا۔ یہ چیکوسلواکیہ کے ایک سیاسی مخالف کی من گھڑت کہانی تھی جسے سچا واقعہ بنا کر ٹی وی پر پیش کر دیا گیا اور اسے ناظرین پر حد درجہ زیادتی بتایا گیا۔ ''چارٹر 77'' ویسے تو قانونی طور پر ایک جائز فیچر تھا، لیکن جو مواد اس میں پیش کیا گیا، وہ قانونا جائز نہ تھا۔ جب یہ معاملہ چیکوسلواکیہ کی خفیہ پولیس میں گیا تو بڑی چھان بین ہوئی۔ ثابت یہ ہوا کہ جو سرکاری دستاویزات اس فیچر میں پیش کی گئی تھیں، سب جھوٹ اور دروغ گوئی تھی، لیکن حکومت نے کوئی ایکشن نہ لیا۔ اس جھوٹے فیچر کا مصنف ایک جرنلسٹ مینی یون تھا۔ جسے نیشنل یونین آف جرنلسٹس سے بھی نہ نکالا گیا نہ کوئی کارروائی اس کے خلاف ہوئی، البتہ صاف صاف یہ ضرور بتا دیا گیا کہ جرنلسٹ نے سفید جھوٹ سے کام لیا ہے، حالانکہ اس نے اقبال جرم بھی کر لیا تھا، لیکن سچ کو بتانے کی پھر بھی کوشش نہ کی گئی تھی، جو ایک جرم ہے۔

مسٹر ''حرب کریر'' ایک امریکی پلے رائٹ اور مصنف ہے۔ 1950ء سے وہ یورپ میں رہائش رکھتا ہے۔ روسی مشہور اخبار ''پراودا'' کا قلمی معاون تھا۔ اس کا ایک مضمون ''اے پلے اباؤٹ دی پریس'' چھپا تھا جسے پسند کیا گیا۔ اس کا ایک مضمون دہشت گردی اور میڈیا پر بھی شائع ہوا تھا۔ ایک مضمون دی نیوز فیچر کے عنوان پر تھا اور سینسرز ''کیا اور کب'' کے عنوان سے بھی ایک مقالہ چھپا تھا۔ اس نے یورپ اور امریکہ کے صحافیوں کے لئے مندرجہ ذیل قواعد وضوابط اخلاق مدون کئے ہیں جن کا مطالعہ پاکستان کے اہل صحافت کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ان میں ترمیم کر کے پاکستانی صحافت اپنی اخلاقی وقانونی اور آئینی ''جورس پروڈلس'' بنا سکتی ہے اور ضابطوں کو رد وبدل سے اپنایا جا سکتا ہے۔

صحافت اور ڈیموکریسی:

یورپ اور امریکہ میں صحافت کو ڈیموکریسی کا ستون قرار دیا جا چکا ہے۔ فی الواقع جہاں ڈیموکریسی نہ ہوگی، وہاں پریس نہ ہونے کے برابر ہے۔ پریس اور جمہوریت دونوں لازم وملزوم ہیں اور اس پر مغرب کے اہل سیاست کا ایمان بہت ہی زیادہ پختہ ہو چکا ہے، لیکن وہاں ڈیموکریسی کی آڑ میں صحافی ہر اخلاقی قیود سے بھی آزاد ہونا اور رہنا چاہتے ہیں۔ یہ بات تو ٹھیک ہی ہے کہ ڈیموکریسی آزاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پریس کے بغیر چل ہی نہیں سکتی، لیکن صحافت کی آزادی کا یہ مطلب لینا کہ وہ آئین کی پابندی اور قانون سے بھی بالاتر ہے، مسئلہ کے حل کے لئے ٹھیک سوچ نہیں۔ جرنلسٹ حضرات کے لئے کوئی قاعدہ و قانون اور اخلاقی ضابطہ ہونا سوسائٹی کے لئے اور ملک کے لئے ضروری ہے اور ڈیموکریٹک حکومت کو ان ضابطوں کی خود ہی تدوین کرنی چاہیے، کیونکہ عصمت قلم کا وہ معیار جو مشرق میں سمجھا جاتا ہے، مغرب میں نہیں۔ مغرب مذہب کے بندھن سے عملاً آزاد ہو چکا ہے اور مذہب کو ہر شخص کا ذاتی معاملہ سمجھتا ہے، لیکن اسلامی دُنیا میں مذہباً دین و دُنیا کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ یہاں دُنیا کے معاملات بھی دین کے معاملات اور دین کے معاملات دُنیا کے معاملات سمجھے جاتے ہیں۔

چست دُنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

یعنی حلال روزی کمانا بھی دین اور عبادت ہے۔ اس باریک فرق کو ابھی مغرب نہیں سمجھا اور مسلمانوں نے اپنی علمی بے بضاعتی اور تفرقہ میں مصروفیت کی وجہ سے اصل اسلام کو اہل مغرب تک پہنچانے کی فرصت ہی نہیں پائی۔ مثلاً صلح و جنگ کے معاملات میں صلاح الدین ایوبی نے جو کردار ادا کیا، اس سے یورپ اپنی متشدد عیسائیت کے باوجود بہت زیادہ متاثر ہوا تھا۔ یہاں تک کہ یورپ کی شاعری تک میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ایک شاعر اعظم نے لکھا کہ ''صلاح ڈین'' اگرچہ عیسائیت کی نظر میں ''کافر'' تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ''کافر'' ہزاروں لاکھوں عیسائیوں سے بہتر تھا۔ یہ ہے وہ جادو جو سر چڑھ کر بولے۔ صلاح الدین دُنیائے اسلام میں سب سے پہلا عملی مبلغ اسلام ہے جس نے عین میدان جنگ میں لڑتے ہوئے اسلام کے دینی و سیاسی و عمرانی تعلیم کو یورپ تک پہنچا کے رکھ دیا، لیکن افسوس کہ:

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسماں نے ہم کو دے مارا

ضرورت یہ ہے مسلمان کسی عملی پروگرام سے اسلام کی خوبیاں عیسائی دُنیا پر واضح کریں اور کرائیں، کیونکہ عیسائی دُنیائے مغرب کو اسلام کی ضرورت ہے اور اسلام کو امریکہ اور یورپ کی روشنی علم و ہنر کی بڑی ضرورت ہے۔ یورپ اور امریکہ کو اسلام کی بھوک لگی ہے اور پیاس بھی، اس لئے ضروری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ہمارے "غیر مولوی" سکالرز اب مغرب کی تشنگی بجھانے کا سوچیں کہ۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند!

اسلام کو صرف مشرقی ممالک تک محدود کرنا اور رکھنا اسلام کی عالمگیر دینی تحریک کی توہین ہے۔ اسلام تھیو کریسی نہیں۔ اسلام میں "چرچیانٹی" نہیں ہے۔ اسلام اس دُنیا میں جو ابھی تک بے نمود ہے، دینی اور دُنیاوی معاملات کے حل اور اس دُنیا کے ہنگامے انسانیت پر سہل کرنے کے لئے آیا ہوا ہے اور

اے مسلماں اپنے دل سے پوچھ ملّا سے نہ پوچھ
ہوگیا اللہ کے بندوں سے کیوں خالی حرم

صحافت کے لئے اخلاقیات کے "کوڈ" کے نو اصول:

سارے حالات و مسائل صحافت کا جائزہ لیتے ہوئے امریکہ اور یورپ کے صحافیوں نے ایک اخلاقی کوڈ تیار کیا ہے، جس کی پابندی اہلِ صحافت اور حکومت کو لازمی قرار دی گئی ہے۔ فی الحال پاکستان کے صحافیوں کو اس کا علم نہیں۔ ہم یہاں اس کوڈ کے قواعد و ضوابط بیان کرتے ہیں اور پاکستان کے صحافیوں کو چاہئے کہ بہ تصرف خفیف وہ ان ضابطوں میں اپنے قلم کو پابندِ کرلیں تاکہ صحافت ترقی کرے اور ملک و قوم کی خدمت ہو۔

ضابطہ نمبر (1)

1. Sino qua non - Atract the atention of public. Without altraction there can be no communication, and the profession of journalism canont exist. Any reasonable means are permissible and "reasonable" shall be defined by professional journalists (this include editors and publishers) and no none else.

یعنی پبلک کی توجہ مبذول کرنے کی کشش، بغیر کوشش کے ابلاغ ممکن نہیں اور صحافت کے پیشہ کا وجود ناممکن ہے۔ اس کے لئے کوئی مناسب طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے اور مناسب طریقہ بتایا یا وضع کرنا خود پیشہ ور صحافی ہی کرسکتے ہیں جو یا تو ایڈیٹر خود ہوں یا پبلشرز اور ان کے علاوہ اور کوئی نہ ہو۔ یہ کشش کا معاملہ صحافت کی بڑی ضرورت بن گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ اخبار دیکھنے پر مجبور ہوں۔ پرچہ میں ایسی کشش ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضابطہ نمبر (2)

All coverage -- Politics, governmental affairs, private lives, military operations, commercial matters and every other category without exception -- may be obtained in a manner to be determined by the professional journalist and no one else. His criterion shall always be in the public interests, which will include the interests (i.e., curiosity) of the public. In cases of dispute the public interest shall be defined by the professional journalist and no one else.

یعنی اخبار میں شائع ہونے والا مواد ''کوریج'' کہلاتا ہے۔ یہ مواد عموماً سیاسی ہو، معاملات و مسائل حکومت وقت کے بارے میں ہو۔ لوگوں کی نجی زندگیوں کے بارے میں ہو۔ فوجی کارروائیوں کا تذکرہ ہو۔ کاروباری اور تجارت کے مسائل ہوں اور تمام دوسرے معاملات جو اخبار میں اشاعت کے لئے ہوں، وہ صرف پیشہ ور جرنلسٹوں ہی کی صوابدید پر چھپے ہوں۔ ان کے علاوہ اور کوئی نہ ہو جس کا فیصلہ ان معاملات میں ناطق ہو، لیکن یہ سب کچھ عوام کے مفاد میں ہونا چاہئے جو پبلک کی راز جوئی، تشخص اور تجسس کو مطمئن کرنے کا خیال فیصلہ کن سمجھا جائے، یعنی جو بات مفاد عامہ میں نہ ہو وہ اخبار میں نہ ہی چھپے تو بہتر ہے۔ یہ صرف ذمہ دار، تجربہ کار اور سینئر صحافی کا کام ہے کہ حکم لگائے کہ فلاں آئٹم پبلک کے مفاد میں ہے اور وہ اس کا ذمہ دار ہوگا۔

ضابطہ نمبر (3)

If the subject of coverage wishes to reply, his or her right of access through the media shall be determined by the professional journalist and no one else. Any outside attempt to interfere with this discretion shall be construed as an attack on the freedom of the media and publicised as such.

اگر کسی خبر میں کسی شخص کے بارے میں کوئی خبر ہو اور اسے اس پر اعتراض ہو تو شخص مذکور کو حق حاصل ہے کہ وہ اخبار سے جواب طلبی کرے، یا وضاحت چاہے، یا اس کی اپنی وضاحت چھاپ دی جائے تاکہ غلط فہمی دُور ہو یا ازالہ حیثیت عرفی ہو سکے۔ یہ فیصلہ بھی پختہ کار پیشہ ور صحافی کرے اور کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا نہ کرے۔کوئی بیرونی کوشش جو جرنلسٹ کی اس صوابدید میں مداخلت کرے، وہ پریس کی آزادی پر حملہ ہوگا اور بذریعہ اخبار اس کی تشہیر ہونی چاہئے اور یہ ضروری ہے۔

ضابطہ نمبر (4)

There is no such thing as the abuse of the Press freedom--any attempt to apply this term to the practice of journalism in any medium shall be construed as an attack upon the freedom of the Press and an insult to democracy and publicises as such.

پریس کی آزادی کے غلط استعمال والا چارج ہی غلط ہے۔کوئی کوشش جو جرنلزم کی کارکردگی یا دوسرے ذرائع ابلاغ کی آزادی کے مبینہ غلط استعمال کے بارے میں کی جائے گی، وہ پریس کی آزادی پر حملہ سمجھی جائے گی اور ڈیموکریسی کی ہتک متصور ہوگی اور یہ پریس کی اپنی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی نشر و اشاعت کردے۔

ضابطہ نمبر (5)

Terms of honesty, fairness, truth, morality, justice, and all other such value. Judgements shall be determined by professional journalist and no one else, where they involve the practice of journalism. The criterion shall always be the public interest (see Rule 2).

یہ صحافیانہ دیانت، عدل و انصاف، صدق اور اخلاق وغیرہ کی اصطلاحات جو اقدار کو پرکھنے اور ان کے بارے میں صحیح رائے قائم کرنے کے لئے بولی جاتی ہیں، ان کے متعلق فیصلہ کرنے کا حق بھی صرف پختہ کار، منجھے ہوئے، پیشہ ور اور سینئر صحافی کو حاصل ہے، نہ کہ کسی اور کو۔کہ صحافت کی کارکردگی میں یہ سب کس حد تک ملحوظ خاطر ہوتا ہے۔اس کے بارے میں بھی حکم لگانے کے لئے بھی وہی مفاد عامہ کا خیال رکھنا ضروری ہے' جو بنیادی چیز ہے۔

نوٹ: جہاں تک کسی اسلامی ملک کی صحافت کا تعلق ہے۔معیاری دیانت، عدل، انصاف، صدق مقال، یعنی سچ لکھنا اور صرف سچ ہی لکھنا اور بلا مبالغہ لکھنا، اسلامی حکم ہے، اس پر سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔یہاں دروغ مصلحت آمیز یا کذب و اختراع اور کذب حق وغیرہ کی بھی اجازت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضابطہ نمبر (6)

Any attempt by any person of body, private or public (especially the government) to invoke any legal restraint upon the practice of journalism, whether it be through new or old laws of libel and slander through censorship, official or unofficial or appeals to discretion, decency, or other such arbitirray terms, shall be construed as an attack on the freedom of the Press, an insult to democracy, and destruction of the people's right to know, and publicised as such.

N.B. ---- Professional Journalists may themselves have recourse to libel and slander actions at their discretion.

ہر وہ کوشش جو کوئی شخص یا جماعت کرے گی خواہ وہ پرائیویٹ پارٹی ہو یا حکومتی پارٹی یا خود حکومت وقت ہو، اگر کوئی قانونی پابندی کسی نیت سے بھی صحافت پر لگانے کے لئے کی جائے گی۔ خواہ وہ پابندی کسی نئے قانون کے نفاذ سے ہو یا پرانے قانون کو نافذ کرنے سے ہوگی۔ خواہ وہ ہتک عزت شخص کے ازالے کے لئے ہو یا کسی تہمت، الزام اور بدنامی وغیرہ کے عذر سے ہوگی اور اس کے لئے کوئی سنسر شپ خواہ وہ پرائیویٹ ادارہ کی طرف سے ہو یا سرکاری ادارہ کی طرف سے ہو اور خواہ وہ تحریری شائستگی کی اپیل کے لئے ہوگی جس میں صحافت کی صوابدید پر اعتراض کیا گیا ہو۔ وہ جابرانہ حرکت سمجھی جائے گی اور اسے صحافت کی آزادی پر جارحانہ حملہ سمجھا جائے گا اور ڈیموکریسی کی ہتک تصور کیا جائے گا اور عوام کے حقوق کی تلفی خیال کیا جائے گا جو عوام کو ہر معاملہ میں پوری معلومات بہم پہنچانے اور عوام کی آگاہی کے لئے حاصل ہیں اور اس کی اشاعت کی جائے گی۔ البتہ پیشہ ور صحافی خود ہی کوئی ہتک، الزام، تہمت اور بدنامی کے ازالے کے لئے اپنی صوابدید کے مطابق کوئی کارروائی کرے، یعنی صحافیوں کے خلاف خود صحافیوں کے علاوہ کوئی غیر صحافی ایجنسی کوئی قانونی کارروائی یا چارہ جوئی کرنے کی مجاز نہ ہوگی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ صحافت جو کچھ اپنی صوابدید کے مطابق چاہے چھاپے، کسی کا کوئی حق نہیں، خواہ آئینی اور قانونی ہو، جو اس پر اعتراض کرے، صحافت کی آزادی اس لفظ کے آخری مفہوم کے مطابق آزادی اور بے قیدی و بے قدغن آزادی ہوگی۔ پریس کا یہ میگنا کارٹا یورپ اور امریکہ میں تسلیم ہو چکا ہے کہ یہ جائز سمجھا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: لیکن اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ خیال رکھنا مسلمان ملکوں کی حکومت کا فرض ہے کہ خیال رکھے کہ۔

اس قوم کو آزادی افکار ہے زہرناک
جس قوم کے فرزند ہوں ہر قید سے آزاد

اِسلامی سوسائٹی صرف سچائی اور خالص سچائی کو پسند کرتی ہے اور اس سلسلہ میں مصلحت کی رعایت بھی نہیں دیتی۔

ضابطہ نمبر (7)

Freedom, democracy and the people`s right-to-know are synonymous with unfettered practice of journalism. Any suggestion that the identity is anything other than absolute shall be construed as an attack upon the foundations of democracy, and publicised as such.

آزادی، ڈیموکریسی اور عوام کا یہ حق کہ وہ ہر معاملہ کے بارے میں پوری معلومات حاصل کریں بجا ہے، لیکن اس حق کے فی الحقیقت معنی وہی ہیں جو جرنلسٹوں کے نزدیک غیر پابند اور بے قیدو بند صحافت کی پریکٹس کے تصور کے سلسلے میں کئے جاسکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ خیال کہ کوئی رائے قطعی شناخت کے علاوہ بھی ہوتی ہے وہ ڈیموکریسی کی بنیادوں پر جارحانہ حملہ ہوگا اور پریس کو چاہئے کہ وہ آزادی کے اس مفہوم کو صاف صاف الفاظ میں شائع کرتا رہے، یعنی مکمل اور ہر لحاظ سے مکمل آزادی اور ڈیموکریسی اور خالص ڈیموکریسی اور عوام کا ناقابل تنسیخ حق کہ وہ جس امر کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہے اسے بغیر لگ لپیٹ کے اپنی اصلی وقطعی حالت میں صاف صاف سچائی کے ساتھ دے دیا جائے۔ صحافت صرف عوام کو ہر معاملہ میں باخبر رکھنے اور مطلع کرنے اور رکھنے کے فرض کی تقدیس پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرسکتا نہ ہی اس کی ڈیوٹی ہے۔ خواہ کچھ بھی ہو جائے حکومت اور سوسائٹی اس پر کسی قسم کی کوئی قدغن کسی وجہ سے لگانے کی مجاز نہیں۔ یعنی

ساری دُنیا پر ہوں میں چھایا ہوا
مستند ہے میرا فرمایا ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پریس چونکہ صرف عوام کا خادم ہے اور عوام کو باخبر رکھنے کے بنیادی حق کو تلف ہونے سے بچانا اس کا پیشہ وارانہ فریضہ ہے، وہ حکومت وقت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا فرض انجام دے گا، یعنی عوام کا حق حقدار کو دے گا۔ حکومت اور سوسائٹی کے کسی حصہ یا فرد کی ناراضگی پریس کے سامنے بے معنی ہے، جو پریس میں آ گیا اس پر کوئی گرفت حکومت وقت نہیں کر سکتی۔ پریس حکومت کا ترجمان نہیں ہوتا بلکہ عوام کا ترجمان ہوتا ہے۔

ضابطہ نمبر (8)

The professional journalists should normally be responsible to no one but his colleagues as defined above (see Rule 1). In certain circumstances he shall be responsible to the law, these circumstances shall be determined by professional journalists and no one else. Any Attempt to do so by any one outside the professon of journalism shall be construed as an attempt to destroy democracy and publicised as such.

سینئر پیشہ ور جرنلسٹ بالعموم کسی کے ماتحت نہیں ہوتے، نہ ہی وہ ذمہ دار ہیں کہ کسی معترض کو اس کے اعتراض کا جواب دیں۔ خواہ شائع شدہ خبر کا اثر کچھ بھی ہو۔ پیشہ ور صحافی اپنی کارکردگی کا جوابدہ صرف اپنے ساتھیوں کو ہے۔ صرف جرنلسٹ ہی اپنے حالات کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنے کے مجاز ہیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوسکتا اور اگر کوئی جرنلسٹ اس حق پر معترض ہوگا تو سمجھا جائے گا کہ وہ اور صرف وہ ڈیموکریسی کو تباہ کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ جن حالات میں جرنلسٹ قانون کو جوابدہ ہوسکتا ہے، وہ بھی جرنلسٹ ہی بتا سکتے ہیں نہ کہ کوئی اور۔ اور ہر وہ کوشش جو پیشہ ور جرنلسٹوں کی صوابدید سے باہر ہوگی، وہ ڈیموکریسی کی تباہی کی کوشش سمجھی جائے گی اور اس بات کی خوب اچھی طرح پبلسٹی ہونی چاہیئے۔ حکومت اور پارلیمنٹ کو پریس کے فریضہ کو سمجھنا ہوگا۔

نوٹ: اس ضابطہ میں جرنلسٹ کو وسیع ترین اختیار دیا گیا ہے، جس سے جرنلسٹ کی ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔ غیر ذمہ دار جرنلسٹ اگر اپنے اس استحقاق کو ٹھیک طور پر استعمال نہ کر سکا تو اس سے ملک کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ ڈیموکریسی ٹھیک ہے، لیکن ملک کی بقاء کو اولیت حاصل ہے۔ ملک بچا تو ڈیموکریسی بچے گی۔ ڈیموکریسی بچ گئی تو صحافت بچے گی۔ ملک، ڈیموکریسی اور ذمہ دار صحافت تینوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہے۔کوئی شخص صحافت کے پیشہ میں آنے کی جرأت نہ کرے جو اپنے قلم کو ذمہ دارانہ طور پر چلانے کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔صحافت ہر ادیب وشاعر کا کام نہیں۔یہ کسی ملک کے مقدر کی محافظ ہوتی ہے اور یہ بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔

ضابطہ نمبر (9)

The discretion of professional journalists in all matters convened by these rules of ethics is absolute. Any suggestion to the contrary shall be construed as an attack on freedom, democracy and the peoples right-to-know, and publicised as such.

ان تمام معاملات میں ذمہ دار پیشہ ور صحافیوں کی صوابدید قطعی سمجھی جائے گی۔اس کے برعکس کوئی رائے بھی آزادی، ڈیموکریسی' معلومات کے عوام کے بنیادی حق کے خلاف ایک جابرانہ حملہ سمجھا جائے گا۔

یہ 9 عدد ضابطے ایک مستند صحافی مسٹر حرب کریر نے تدوین کئے تھے۔یہ جرنلسٹ بین الاقوامی شہرت کا مالک اور اتھارٹی سمجھا جاتا ہے اور اس کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ صحافت کے مسائل پر گہری نظر رکھتا ہے، لیکن یاد رہے کہ یہ ضابطے اس نے امریکہ اور یورپ کے معیار کے مطابق بنائے ہیں، جنہیں بہ تصرف خفیف مشرقی دُنیا میں اپنایا جاسکتا ہے، جو بات راقم الحروف کو کھٹکی ہے وہ یہ ہے کہ مسٹر کریر پریس کی ''مکمل ترین آزادی'' کا محرک ہے۔یعنی کوئی صدارت، کوئی ملکی سربراہی'' انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ (پارلیمنٹ وغیرہ) سب پریس کی صوابدید پر چلنے چاہئیں نہ کہ اس کے اُلٹ اور صوابدید کا مسئلہ پیشہ ور، ذمہ دار جرنلسٹس جو صرف ساتھیوں کو جوابدہ ہے، پر چھوڑ دیا گیا ہے۔مشرقی ممالک میں جرنلزم کی مشکل یہ ہے کہ یہاں ''پیشہ ور جرنلسٹ'' تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے ابھی بلوغت کو نہیں پہنچا اور ان ممالک میں ڈیموکریسی کا بار بار سقوط فوجی آمریتوں کی وجہ سے اس ذمہ دار پیشہ کو مہنگا پڑا ہے، کیونکہ ''سلطان جابر'' کی خوشامدانہ صحافت سے اس نوبل پیشہ کی تحقیر ہوگئی ہے۔مدبر سیاست جرنلسٹ کی کمی محسوس ہو رہی ہے جو حکومتوں کی، پبلک اور اقوام عالم کی رہنمائی کر سکے۔یعنی آسمان کی اس نیلی چھت کے نیچے صرف ذمہ دار اہل صحافت ہی انسانیت کی صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں، کیونکہ جرنلزم کا براہ راست تعلق عوام سے ہوتا ہے اور خواص کی دشمنی کی تاب رکھنے والا صحافی ہی انسانیت کا صحیح لیڈر ہو سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گراں بحث موضوع:

صحافت بڑا ہی گراں بحث موضوع ہے۔اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں سیر حاصل تبصرہ ابھی نہیں ہوسکتا۔فی الحال اس بحث کو پہلی بار چھیڑا گیا ہے۔مشرقی ممالک کی صحافت فی الحال بلوغت کو نہیں پہنچ سکی، حالانکہ انگریزی عہد میں غیر منقسم ہندوستان کی صحافت بہت حد تک ذمہ دار ہو چکی تھی اور آزادی کی جنگ صحافت نے بھی جیت لی تھی۔اس کے بعد صحافت روبہ زوال ہوتی چلی گئی، کیونکہ سینئر صحافی انتقال کر گئے اور نوجوان صحافی ناتجربہ کار، خوشامدی اور ''پیسا ئل پریس'' کے آلہ کار بن گئے۔تاہم ذیل میں چند موٹی موٹی باتیں لکھتے ہیں تاکہ اہل صحافت ان پر غور کر سکیں۔

موجودہ پاکستانی صحافت میں فی الحال ایک جرنلسٹ کی جرأت کی داد دینی پڑتی ہے جس نے ''سلطان جابر'' کی قسم کے ایک آمر کو کہہ دیا کہ ''میں آپ کے ساتھ انڈیا نہیں جاسکتا، میں اس وقت جاؤں گا جب مجھے فوجی ٹینک پر لے جایا گیا'' یہ کوئی معمولی بات نہیں، بہت بڑی بات ہے، جس سے ''سلطان جابر'' سہم گیا اور ملک کو ایسے صحافی پر ناز ہے۔

اس کے علاوہ کسی صحافی کو اس قسم کی جرأت کے اظہار کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔البتہ امید ہے کہ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی یہ آواز جو احساس ملی اور وطن کی بیداری کا پتہ دیتی ہے' رنگ لائے گی اور حق گوئی و بے باکی کے معرکے سر ہوں گے۔

میرے حلقہ سخن میں ابھی زیر تربیت ہیں
وہ گدا کہ جانتے ہیں رہ و رسم ''پادشاہی''

اخباری رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ایک صحافی ایک ''جلسہ میں رو دیا'' اور اس کے رونے کے سبب کی صرف چند لوگوں ہی کو کچھ سمجھ آتی ہے کہ

سینہ افلاک سے آئی صدائے درد ناک
بندہ حق جب ہوا مرغوب سلطان و امیر

اس ''رونے کا سبب'' صرف وہی جانتا ہے جس پر حالات کی طرف سے کوئی ایسی بات آئی ہو۔

سبب ہر ایک کو کیسے بتادوں اپنے رونے کا
الٰہی ساری دُنیا کو میں کیسے رازداں کرلوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امریکہ میں پریس کی مکمل آزادی کا آغاز ہو چکا ہے:

امریکی ہلپے رائٹ حرب کریر نے صحافت کا جو معیار پیش کیا ہے اس کے مطابق کارروائی بہت کم ہو رہی ہے، البتہ امریکہ میں پریس کی آزادی کسی حد تک کمال تک پہنچنے کے قریب ہے۔

"Perfection is more nearly attained in US where the Constitution almost places journalists above the law"

یعنی امریکہ میں دستور اساسی نے جرنلسٹوں کو قانون سے بالاتر قرار دے دیا ہوا ہے۔ امریکہ کے بعد برطانیہ میں بھی آزادئ صحافت کو خاص اہمیت حاصل ہو چکی ہے۔

"Heavy legal restraints in Britain do not permit the near-perfection of the Amercian ethical achievement, but journalists everywhere nevertheless work towards this as best as they can"

یعنی اگرچہ امریکہ کے معیار کے مطابق تو نہیں، تاہم برطانیہ میں صحافی اسی مرتبہ کے حصول کے لئے کوشاں ہیں جو امریکہ میں اہل صحافت کو حاصل ہے، یعنی امریکہ اور برطانیہ میں پریس ایک خاص طاقت ہے جس سے صدر امریکہ اور برطانیہ کی ملکہ معظمہ اور وزیر اعظم خائف رہتے ہیں اور یہ اس قوت کا نتیجہ ہے کہ وہاں صحافت ذمہ داری کا ثبوت دے رہی ہے اور جہاں غیر ذمہ دارانہ حرکت ہو رہی ہے وہاں یہی صحافت خود ہی اس کی نشان دہی بھی کر دیتی ہے جس سے اصلاح حال ہو جاتی ہے یا تو صحافی پیشہ چھوڑ جاتا ہے یا اپنی اصلاح کر لیتا ہے۔

پاکستان میں یہ بات نہیں، اس کی وجوہات کچھ بھی ہوں، یہاں ذمہ دار صحافت ہنوز پیدا نہیں ہوئی۔ الا ماشاء اللہ ادیب و شعراء حضرات جنہیں "قلم گھسیٹنا" تھوڑا بہت آجاتا ہے۔ صحافت میں دخیل ہو جاتے ہیں اور پھر کسی شخص یا گروپ یا پارٹی کی بدنامی کر کے اپنی اہمیت قائم کرتے ہیں، جسے برداشت کر کے وہ شخص انتقامی کارروائی اس وقت کرتا ہے جب وہ کوئی "فلوک" لگ جانے سے اقتدار پر آجاتا ہے۔ صحافی کو ذلیل کر دیا جاتا ہے یا قید و بند میں ڈال دیا جاتا ہے یا اس سے معافی منگوالی جاتی ہے۔ پھر وہ برسر اقتدار شخصیات کی ہر بات کی پبلسٹی کرتا رہتا ہے۔ جب سے پریس کی آزادی پاکستان میں ہوئی ہے، بہت سے اخبارات اور رسالے نکل چکے ہیں اور نکل رہے ہیں جو بہت جلدی بند ہو جائیں گے اور پھر۔

اس دور میں سب مٹ جائیں گے ہاں باقی وہ رہ جائے گا
جو بات پہ اپنی قائم ہے اور پکا اپنی ہٹ کا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''فری ورلڈ'' یعنی آزاد دُنیا کے صحافیوں کا مطالبہ:

الغرض آزاد دُنیا کے صحافیوں کا متفقہ مطالبہ یہ ہے:

Journalists in free world demand the right to write and to publish absolutely anything at all at their discretion whatever the consequences with total impunity.

یعنی آزاد دُنیا کے صحافی متفقہ طور پر یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ خواہ نتائج اور انجام کچھ بھی ہو ان کا یہ حق تسلیم ہونا چاہئے کہ وہ جو کچھ چاہیں لکھیں اور شائع ہو جائے اس پر کسی کو اعتراض نہ ہو اور اس کی باز پرس کوئی نہ کر سکے۔ حکومت کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ کوئی باز پرس کرے یا پابندی لگائے۔ خواہ ہنگامی حالات ہوں یا جنگ ہو، یا صلح ہو۔ پریس یعنی صحافت حقیقی معنوں میں آزاد ہو۔ صحافت کا خیال یہ ہے کہ وہ صرف عوام کو اطلاعات بہم پہنچاتی ہے اور عوام کا حق ہے کہ وہ کسی صورت اور حالت میں بھی اصل حالات سے بے خبر نہ رہیں۔

پاکستان میں صحافت کا پیشہ غیر ذمہ دار صحافیوں کے ہاتھ میں بھی ہے:

جیسا کہ اُوپر ذکر آچکا ہے، اگر پاکستان کے صحافی بھی یہی مطالبہ کریں تو سب سے پہلے ہر ''کس و ناکس جرنلسٹ'' اس پیشہ کے لئے کوالیفائیڈ نہ سمجھیں کہ یہ بڑی ہی ذمہ داری کا کام ہے اور اس کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے کے لئے اپنے آپ کو قابل اور اہل بنائے، کیونکہ صحافی نے حکومت پر بھی حکمرانی کرنی ہے اس لئے سوائے صداقت کے لئے مر مٹنے کی خواہش کے، صحافت بے اثر ہو جائے گی۔

''سچ لکھو اور سچ پر قائم رہو'' یہ ماٹو ہونا چاہئے اور:

ہو صداقت کیلئے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے

ایک بے لاگ تبصرہ:

صحافیوں کے مطالبہ پر لندن کے پریس میں یہ تبصرہ بھی چھپا ہے، جس کا مطالعہ اس ضمن میں پاکستانی صحافیوں کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

"In selling news journalists are more often than not

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

conspiring to raise excitement, with a marked difference to the full possible range of social consequences. But the public is not stupid. Readers, listeners can see quite clearly how this cantrip operates and develope their own form of resistance to it, though they remain vulnerable in certain ways. The danger to media freedom and elective democracy which is created in this way may abate when, and if, more journalists become less pharisaical about the rules they actually live by, while showing some practical respect for those they offer on paper and usually leave there"

خبریں فروخت کرنے کرانے میں صحافی اکثر و بیشتر اس سازشانہ حرکت میں شریک ہوتے ہیں کہ جوش پیدا کر دیا جائے، اس خاص فرق کے ساتھ کہ سماجی یعنی سوشل نتائج کا سلسلہ کچھ بھی ہو، لیکن پبلک اتنی بے وقوف نہیں ہوتی۔ اخبار کے قارئین اور ٹی وی کے ناظرین و سامعین کو صاف صاف نظر آ جاتا ہے کہ شرارت اور چالاکی کہاں ہے اور وہ خود ہی اس حرکت کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اس حرکت کے اثر سے بچنے کے لئے تیار کر ہی لیتے ہیں اور یہ کہ کن کن طریقوں سے وہ ممکن المجروح ہوتے ہیں اور جانتے ہیں اور اپنے آپ کو بچا لے جا سکتے ہیں۔ منتخب ڈیموکریسی اور ذرائع ابلاغ کی آزادی کو خطرہ جو اس طرح ظاہر ہوتا ہے وہ کم ہو جاتا ہے، کیونکہ کاغذ کے صفحہ پر ایڈیٹر صاحبان عملی احترام کی باتیں بھی لکھتے رہتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ یہ سب کچھ یہیں چھوڑ دیتے ہیں۔

یہ اس عہد کی صحافیانہ ہنرمندی سمجھی جاتی ہے کہ بات بڑھا چڑھا کر پیش کی جائے اور اس سے جوش پیدا کیا جائے اور ساتھ ہی ڈیموکریسی اور ذرائع ابلاغ کی آزادی کے گن بھی گائے جائیں لیکن یہ طریقہ صحافت یورپ اور امریکہ میں تو چل سکتا ہے، لیکن مشرقی ممالک میں جہاں ابھی تک یہ شعور قائم ہے کہ سچ بولا اور سچ لکھا جائے اور سچ کی طرف داری کی جائے اور ملک و قوم اور ملت کے مفاد کے علاوہ کوئی بات کی جائے تو اس کی مذمت ضرور ہو، وہاں یہ مغربی طریقہ نہیں چل سکتا۔

مسٹر کریر نے یہ بات لفاظی کے انداز میں کی ہے اور مغربی صحافت کی کمزوریوں کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ ڈیموکریسی کو ضرور بچانا چاہئے۔ ذرائع ابلاغ کی آزادی پر بھی کوئی سمجھوتہ نہ کرنا چاہئے، لیکن ساتھ ہی مشرقی اقدار کا خیال بھی رکھنا چاہئے، ورنہ کہنا پڑے گا۔

مشرق خراب و مغرب ازیں بیشتر خراب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امریکن سوسائٹی آف نیوز پیپر ایڈیٹرز (ASNE) کی ضابطۂ اخلاق کمیٹی نے جو ضابطۂ اخلاق وضع کیا وہ اپنی تفصیلات کے مطابق صحافتی میدان میں پیش آنے والے عملی مسائل سے زیادہ تفصیل کے ساتھ بحث کرتا ہے، اس کا مطالعہ بھی صحت مند، غیر جانبدارانہ اور ذمہ دار صحافتی امور ادا کرنے کے لئے ضروری ہے۔

متنازعہ موضوعات: (Diverse Topics)

ہمارے اخبارات کو متنازعہ موضوعات پر تبادلہ خیال اور تنقید کے لئے فورم مہیا کرنے چاہئیں، بالخصوص جن میں ایسے تبصرے شامل ہوں جن کی وجہ سے ہماری اداراتی حیثیت متاثر ہوتی ہو۔ جب اداریہ یا دوسری تحریروں میں لکھنے والے کی رائے یا تجزیہ واضح طور پر یک رخا محسوس ہو رہا ہو تو ہمیں بالکل غیر جانبداری کا سلوک کرنا چاہئے۔

بعض اوقات رپورٹر ذاتی کالم یا تجزیئے لکھتے ہیں، مگر انہیں شخصیات اور معاملات کے بارے میں رائے دینے سے گریز کرنا چاہئے۔ خبروں میں ہمیں اشتہار دینے والے یا خصوصی مفادات والے گروپس کی حمایت نہیں کرنی چاہئے۔ ہمیں عوام کو گمراہ اور بد دیانت لوگوں سے بچانا چاہئے۔ اس مشن میں ہمیں مفادات سے بالاتر رہنا چاہئے اور توازن اور ایمانداری کا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔

سیاست، نظریات اور تنظیمیں: (Politics, Ideas and Organizations)

صحافی کے لئے کسی سیاستدان یا سیاسی جماعت سے پیسے لے کر یا رضاکارانہ طور پر کام کرنا منع ہے۔ کسی عوامی دفتر کو چلانا یا کوئی سیاسی عہدہ قبول کرنا بھی منع ہے، جب تک ایڈیٹر اور ایگزیکٹو ایڈیٹر سے خصوصی اجازت نہ لے لی جائے۔

کاروباری تصادم: (Conflict of Intrests)

صحافی نے کسی کمپنی میں خود رقم لگائی ہوئی ہو تو اس کی خبریں دینا اور خبر کے کسی ذریعہ کے ساتھ کاروباری مراسم پیدا کرنا بھی صحافتی اخلاقیات کے خلاف ہے، جس ادارے میں صحافی نے رقم لگائی ہوگی، اس کے بارے میں سچی خبر دینے میں رکاوٹوں کا سامنا ہوگا، اس طرح کاروباری تصادم جنم لے گا، صحافی کو اس عمل سے بھی مکمل طور پر بچنا چاہئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عوامی ذوق: (Public Taste)

صحافی کو عوام کے بدلتے ہوئے رجحانات اور ذوق کا خیال رکھنا چاہیے مگر بنیادی اقدار سے انحراف نہیں کرنا چاہیے۔

تحفے اور ٹکٹ: (Gifts and Tickets)

پیشہ ور صحافی کی حیثیت سے ہمیں مفت کی کوئی چیز قبول نہیں کرنی چاہیے۔ خواہ وہ کسی فالتو رقم، فالتو آسائشوں یا تحفوں کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح صحافی کو اعزازی ٹکٹ یا پاس وغیرہ بھی قبول نہیں کرنے چاہئیں۔ یہ ساری چیزیں صحافتی ذمہ داریوں کو صحیح طرح ادا کرنے پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ فلم شو، سٹیج ڈراموں، تھیٹر، سرکس یا کسی کھیل وغیرہ کے پاس حاصل کرنا بھی منع ہے۔

کھانے: (Meals)

کسی فرد کے گھر میں کافی کا کپ یا کھانا بھی صحافتی ذمہ داریوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ صحافی کسی فرد یا کمپنی کا ملازم نہیں ہوتا، اس لئے کھانے پلانے کے ذریعے اس کی رائے یا خبر پر متاثر ہونے والے ہتھکنڈوں سے اسے بچنا چاہیے۔

سفر: (Traveling)

کسی صحافی کو مفت میں سفر قبول نہیں کرنا چاہیے، کم خرچ یا امدادی سفر بھی اس ضمن میں آتا ہے، اگر کسی مقام کی طرف صرف وہی ذریعہ سفر ہو اور وہ کم خرچ ہو تو اس حالت میں مجبوری ہو سکتی ہے، مگر ایسا سفر اختیار کرنے سے قبل ایڈیٹر یا ایگزیکٹو ایڈیٹر سے اجازت لینا ضروری ہے۔

مصنوعات کے نمونے: (Samples Of Products)

کتابوں، ریکارڈز اور کیسٹس کے علاوہ مصنوعات کے نمونے عموماً اخبار کے دفتر میں مفت ہی بھجوائے جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر شائع کروانے کے نقطۂ نظر سے نہیں بھجوائے جاتے۔ یہ ساری چیزیں کسی فرد کی نہیں بلکہ اخبار کی ملکیت ہوتی ہیں، انہیں اخبار کے دفتر میں ہی رہنا چاہیے۔ یہ اشیاء ذاتی منافع کے لئے بیچی نہیں جاسکتیں۔

نیو یارک ٹائمز نے اپنے دفتر میں صحافیوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کے لئے یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقرات واضح طور پر لگا رکھے ہیں۔

"غیر جانبداری کے ساتھ خبریں دیجئے، کسی خوف یا حمایت کے بغیر، کسی پارٹی، فرقے یا مفادات کی پرواہ کئے بغیر"۔

ڈیوڈ کالکٹ کمیٹی کی تجاویز

برطانوی پریس کے لئے نیا ضابطہ اخلاق:

برطانوی پریس میڈیا پر کنٹرول رکھنے اور کسی فرد کی ذاتی زندگی کے تاریک گوشوں کی معلومات حاصل کرنے کے دوران پریس رپورٹر کے طریق کار یا کسی فرد کے گھریلو معاملات میں بیجا مداخلت کو روکنے کے سلسلے میں ایک پریس شکایات کمیشن کے قیام کے بارے میں سفارشات مرتب کرنے کے لئے میگڈالن کالج کیمبرج یونیورسٹی کے ماسٹر ڈیوڈ کالکٹ کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی، اس کمیٹی نے ایک سال دو ماہ کے عرصہ میں 30 اداروں اور افراد کے بیانات اور پریس میں شائع شدہ رپورٹوں کی شکایات پر بعض عدالتی فیصلوں کی روشنی میں 124 صفحات پر مشتمل ایک جامع رپورٹ تیار کی جو شائع کر دی گئی ہے۔ اس رپورٹ کے پیش لفظ میں رابرٹ براڈ ننگ کا ایک بیان درج کیا گیا ہے جس میں وہ کہتے ہیں۔

"میں نے اب اپنی جدوجہد کو خیرباد کہہ دیا ہے، اس کا خاتمہ ضروری تھا۔ ذاتی زندگی اب میرے لئے ایک مبہم خیال کا دھندلا عکس ہے، میں چاہتا ہوں کہ میری ذات کو گمنامی کے اندھیروں میں گم کر دیا جائے، خدا مجھے معاف کرے"۔

رپورٹ میں اہم سفارشات مندرجہ ذیل ہیں۔

آزادئ اظہار:

کسی بھی جمہوری معاشرہ میں آزادئ اظہار ایک لازمی امر ہے اور ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ آزادئ اظہار کا بول بالا ہو، بشرطیکہ یہ آزادی دوسرے انسانوں کے حقوق کو پامال کرنے کے لئے استعمال نہ کی جائے، کیونکہ انسانی حقوق بعض ذمہ داریوں سے مربوط ہیں۔ خصوصی طور پر اسے دوسرے لوگوں کی نجی زندگی سے متصادم نہیں ہونا چاہئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پریس کی طرف سے جسمانی دخل اندازی:

اس کے کئی طریق کار ہو سکتے ہیں، مثلاً پریشان کرنا، نگرانی یا بیجا مداخلت اصولی طور پر کسی کو پریشان کرنے کے لئے جو قوانین نافذ ہیں وہ صحافیوں پر بھی لاگو ہو سکتے ہیں، لیکن ابھی تک انہیں مکمل طور پر استعمال کرنے سے گریز کیا جاتا رہا ہے، اسی طرح ذہنی کوفت کا مداوا حاصل کرنے کے لئے سول عدالتیں ابھی تک صحافیوں سے نرم رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں، لیکن یہ ایسے واقعات تک محدود ہے، جب کوئی صحافی کسی واقعہ کی اصلیت معلوم کرنے کے لئے متعلقہ فرد کے گھر کی چار دیواری سے باہر اپنے فرائض کو ادا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی شخص کی ذات کے بارے میں کوئی واقعہ اخبار میں شائع ہو جو اس شخص کی پریشانی کا باعث ہو تو پھر بھی عدالت اس کا خاص نوٹس نہیں لیتی۔ دراصل کسی بھی اخباری رپورٹر کی پیشہ وارانہ ذمہ داری کے دوران اس کی رپورٹنگ کے ردعمل میں متعلقہ شخص کی پریشانی کے ضمن میں رپورٹر کی اپنی ذات ملوث نہیں ہوتی بلکہ اجتماعی پیشہ وارانہ ذمہ داری شامل ہوتی ہے، البتہ اگر اسی واقعہ کو مسلسل نئے واقعات کے ساتھ بار بار دہرایا جائے تو پھر اس پر متعلقہ شخص کو پریشان کرنے کا الزام عائد کیا جا سکتا ہے۔

گھر کے اندر بیجا مداخلت، ایک غیر قانونی عمل ہونا چاہیے:

کمیٹی کی رائے میں بے جا مداخلت کے سلسلے میں درج ذیل تین عوامل کو غیر قانونی قرار دیا جانا چاہیے۔

1- کسی بھی شخص کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے اس کے قانونی گھر کے اندر بلا اجازت داخل ہونا۔

2- کسی بھی شخص کی ذات کے بارے میں معلومات کو شائع کرنے کے لئے اس کے قانونی گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی آلہ نصب کرنا یا اس کی نگرانی کے لئے کوئی اور طریقہ اپنانا۔

3- کسی بھی شخص کے ذاتی قانونی گھر میں اس کی اجازت کے بغیر داخل ہو کر اس کی فوٹو اُتارنا یا اس کی نجی گفتگو ریکارڈ کر کے اسے شائع کرنا جس سے اس کی شہرت کو نقصان پہنچے۔

4- نجی رہائش گاہ میں اس کے باغات اور ذیلی عمارتیں بھی شامل ہیں، البتہ اس کے اردگرد کی عمارتیں میدان، پارک، ہوٹل میں صرف اس کا بیڈروم ہسپتال کا کمرہ جہاں مریضوں کا علاج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا جاتا ہے، کے اندر جانے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں درج بالا تینوں جرائم کے دفاع کے لئے درج ذیل تجاویز پیش کی ہیں:۔

1- رپورٹر نے اپنی پیشہ وارانہ اور قومی ذمہ داریوں کی بناء پر متعلقہ شخص کے جرائم کو اجاگر کرنے یا اس کی روک تھام کے لئے اپنا فرض پورا کیا ہے تاکہ معاشرہ کو برائیوں سے پاک کیا جائے۔

2- رپورٹر کو عوامی صحت کی حفاظت کے سلسلے میں مجبوراً ایسا مداخلت کرنا پڑی۔

3- یہ کسی خفیہ قانونی اختیار کے تحت کیا گیا۔ (اس خفیہ اختیار کا رپورٹ میں ذکر نہیں کیا گیا)

اس کے علاوہ ضبط شدہ تصاویر یا اطلاعات کی اشاعت کو غیر قانونی قرار نہیں دینا چاہئے اور اس سلسلے میں رپورٹر، اخبار کے مالک طابع اور ایڈیٹر کے خلاف کارروائی نہیں ہونی چاہئے، لیکن نئے وضع کردہ قوانین کی رو سے یہ ایک قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا ہے اور ایڈیٹر پبلشر کے خلاف قانونی کارروائی کی جاسکتی ہے، اس سلسلے میں یہ دلیل دی جارہی ہے کہ ہتک آمیز انفارمیشن اور تصاویر کی اشاعت کے بعد متعلقہ فرد یا ادارے کو یہ حق ملنا چاہئے کہ وہ ایڈیٹر اور پبلشر کے خلاف سول عدالت سے رجوع کرکے دادرسی حاصل کرے، ان قوانین کا اطلاق برطانیہ، ویلز اور سکاٹ لینڈ پر لاگو ہوگا۔

خود ساختہ ریگولیشنز:

برطانیہ کی نیوز پیپرز پبلشرز ایسوسی ایشن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ انفارمیشن وغیرہ کی اشاعت کے بارے میں خود احتسابی کے اصول اور قوانین وضع کریں گے، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی بھی شخص کی ذاتی زندگی کے راز کو افشا کرنا واقعی ایک مسئلہ ہے اسی طرح اخبارات کی طرف سے ایسوسی ایشن خود احتسابی کے لئے مقرر کردہ کمیٹی میں قارئین کے نمائندوں کی شرکت کا فیصلہ ایک خوش آئند بات ہے۔ کمیٹی پریس کے بارے میں بعض تجاویز کو منظور کرنے پر تیار ہے، لیکن اس سے پہلے پریس کی خود احتسابی کے سلسلے میں وضع کردہ قوانین اور طریق کار کو زیادہ مضبوط بنانا ہوگا۔

پریس کونسل:

ماضی کے دور کو فراموش کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پریس کونسل کو خیرباد کہہ دیا جائے، اس کے بجائے پریس شکایات کمیشن تشکیل دیا جائے، جو پریس کی مبینہ دھاندلیوں اور بلیک میلنگ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاملات کی جانچ پڑتال کے بعد متعلقہ پریس کے خلاف احکامات جاری کرنے کی مجاز ہو۔ پریس کونسل کے ماضی کا ریکارڈ کچھ اچھا نہیں رہا، ایک آزاد ادارے کی حیثیت سے اس کی شہرت مشکوک رہی ہے، کیونکہ یہ ادارہ پریس کے عطیہ جات سے قائم کیا گیا تھا، اس لئے بعض شکایات کے فیصلہ کے لئے کئی کئی ماہ تک کوئی کارروائی نہ کی گئی۔ کمیٹی کی رائے میں پریس کونسل نے اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے پوری کرنے کے مقصد سے انحراف کیا ہے۔

پریس شکایات کمیشن:

پریس میڈیا کو اب ایک آخری موقع دیا جانا چاہئے تاکہ وہ یہ ثابت کر سکے کہ خود ساختہ اور رضا کارانہ طور پر بنائے جانے والے ریگولیشنز پر عملدر آمد کیا جا سکتا ہے، اس لئے اخباری صنعت کو پریس شکایات کمیشن کی تشکیل اور اس کے قوانین اور طریقہ کار وضع کرنے کے لئے ایک سال کی مہلت دی جانی چاہئے، اس وقت برطانیہ کے اخبارات اور رسائل عوام کے ساتھ کئے جانے والے وعدوں کو نبھانے کے سلسلے میں زیادہ محتاط نہیں ہیں اس لئے اگر اس خامی کو دُور کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو خود وضع کردہ قوانین اور اصولات پر عملدر آمد ایک کوشش لا حاصل ہوگی، اس مشکل پر قابو پانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک اعلیٰ سطحی قانونی ٹربیونل بھی تشکیل دیا جائے۔ پریس شکایات کمیشن کا ایک آزاد چیئرمین اور 12 ممبران ہوں، (اس وقت پریس کونسل کی 36 ممبرز ہیں) اس کے ممبروں کی منظوری لارڈ چانسلر کی سربراہی میں ایک کمیشن کے توسط سے کی جائے۔ مجوزہ کمیشن موجودہ پریس کونسل کے سٹاف اور وسائل کا استعمال نہ کرے۔ یہ کمیشن پریس کے روّیے اور شکایات کا چوبیس گھنٹے کے اندر فیصلہ کرنے کے لئے اصولات، قوانین اور طریق کار خود وضع کرے۔ یہ کمیشن کوشش کرے کہ شکایت کرنے والے اور متعلقہ اخبار کے مابین پیدا شدہ جھگڑے کو باہمی رضامندی سے ختم کر دیا جائے، وگرنہ دوسری صورت میں اسے سزا جزا اور جرمانہ وغیرہ کا مکمل اختیار دیا جائے۔ کمیشن خصوصی طور پر ان واقعات کی طرف دھیان دے کہ کسی اخبار نے کسی فرد یا ادارے کے پرائیویٹ معاملات کو اُجاگر کرنے کے سلسلے میں بدنیتی کا مظاہرہ تو نہیں کیا اور اس سلسلے میں غیر قانونی اور غیر اخلاقی حربے تو استعمال نہیں کئے، لیکن کمیشن کو اخبار کے خلاف فیصلہ سناتے وقت جرمانہ کی رقم کا ذکر نہیں کرنا چاہئے۔

یہ کمیٹی تجویز کرتی ہے کہ موجودہ پریس کے قوانین کے برعکس نیا کمیشن کسی بھی شکایت کنندہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اس حق کو چیلنج نہ کرے جس کے تحت وہ دادرسی کے لئے سول عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔

اخباری صنعت اپنے قوانین خود وضع کرنے کے اصول پر سختی سے عمل کرنے کے سلسلے میں ان قوانین کی پاسداری بھی کریں اور کمیشن کے تمام اخراجات کے لئے دل کھول کر فنڈز مہیا کریں کیونکہ موجودہ پریس کونسل کے لئے فنڈز حاصل کرنے کے لئے کئی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ دو سال قبل ممبران کی طرف سے کونسل کو 6 لاکھ پونڈ کی ممبر شپ فیس وصول ہوئی، جبکہ اس کا بجٹ 26 لاکھ پونڈ تھا۔

موجودہ کونسل پریس کی آزادی کے لئے کئی اقدامات کرتی رہی ہے، جبکہ نیا کمیشن ایسے کارگر اقدامات کرے جس سے پریس کو پیش آنے والی تمام مشکلات کا ازالہ ہو سکے جس میں اخلاقی حدود کے قوانین اور پریس کی آزادی بھی شامل ہے۔

پریس کا شکایات ٹربیونل:

اگر بعض وجوہات کی بناء پر پریس مجوزہ شکایات کمیشن تشکیل دینے میں ناکام ہو جائے اور خود احتسابی کے قوانین اور اصولات مرتب کرنے کے سلسلے میں بحران پیدا ہو جائے تو ایک خود مختار پریس شکایات ٹربیونل تشکیل دیا جا سکتا ہے۔ یہ ٹربیونل ایک خصوصی قانون کے تحت قائم جسے اپنے فیصلوں پر عملدرآمد کے لئے قانونی اختیارات حاصل ہوں، یہ ٹربیونل تمام ممبر اخبارات اور رسائل سے کسی بھی خبر کے بارے میں اطلاعات حاصل کرنے اور اس کی تردید یا تصدیق کی اشاعت کا ذمہ دار ہو، اس کے علاوہ یہ کسی شخص کی دادرسی کے لئے متعلقہ پریس کا مالکان سے معاوضہ دلوانے کے لئے حکم صادر کر سکے۔ اس ٹربیونل کو قانونی حیثیت حاصل ہو۔ اس کا چیئرمین کوئی جج یا مشہور وکیل ہو یہ ٹربیونل اپنا بجٹ خود بنائے اور حکومت اس کے فنڈ مہیا کرے، بعد میں حکومت اخباری صنعت سے وصول کرے۔

ہتک عزت:

ہتک عزت کے بارے میں موجودہ قوانین میں وسعت نہیں دی جانی چاہئے اور اس کا دائرہ کار کسی بھی فرد یا ادارے کی شہرت کو نقصان کے احتمال تک محدود ہونا چاہئے نہ کہ اس کی ذاتی زندگی کے ان حصوں پر حاوی ہو جن کی وجہ سے معاشرتی زندگی پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں، کیونکہ اب تک ہتک عزت آمیز پریس رپورٹوں میں مدعی کی طرف سے پیش کی جانے والی شہادتیں الزامات ثابت کرنے میں ناکام رہی ہیں، جس کی وجہ سے پریس کے خلاف چارہ جوئی کے حقوق کی نفی ہوتی رہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفات پانے والے اشخاص کے بارے میں ہتک عزت کے معاملات:

ایسے اقدامات ضروری ہیں جن کی رو سے ہتک آمیز خبروں کے مداوا کے لئے ماتحت عدالتوں اور ہائی کورٹ سے چارہ جوئی کی جاسکے، اگرچہ اس عمل سے بھی متعلقہ شخص یا ادارے کے نقصانات کی تلافی کرنا بہت مشکل کام ہے، اس کے علاوہ کسی وفات پا جانے والے شخص کے بارے میں ہتک عزت کے جرم کو ثابت کرنے کے لئے ابھی تک کوئی حل نہیں نکالا جاسکا، اس لئے پریس کے نئے خود ساختہ قوانین میں ایسی گنجائش ہونی چاہئے جو وفات پا جانے والے شخص اور اس کے لواحقین کو بھی کور کریں۔

اعتماد کو ٹھیس پہنچانا:

خفیہ معلومات حاصل کرنے کے سلسلے میں اپنے فرائض سے تجاوز کرتے ہوئے فوائد حاصل کرنے پر کارروائی کی جاسکتی ہے، لیکن کمیٹی کی رائے میں ایسے معاملات پر سول عدالتوں سے رجوع کرنے کے بعد بھی ایسے واقعات میں کمی نہیں ہوگی، کیونکہ کئی مواقع پر خفیہ فرائض کی ادائیگی کے وقت سنگین خلاف ورزی ہوتی رہی ہے، وہ لوگ جو عدالتوں سے کسی خفیہ گفتگو کے افشا کے خلاف کسی تیسری پارٹی کے خلاف حکم امتناعی حاصل کرنے کی درخواست کرتے ہیں، اسے تیسری پارٹی کے حسب نسب کی نشاندہی بھی کرنی چاہئے، کیونکہ کئی دفعہ اسے حکم امتناعی کی ایک نقل اخبارات کو رات کے وقت دی جاتی ہے تاکہ وہ صبح عدالت میں اپنا جوابی دعویٰ داخل کرسکیں، اس طرح انہیں اپنا جواب تیار کرنے کے لئے بہت کم مدت دی جاتی ہے، اس لئے یہ ایک ناانصافی ہوگی، اگر اخبار کو اپنے دفاع کے لئے موقع دیئے بغیر یکطرفہ طور پر حکم امتناعی جاری کردیا جائے۔

کاپی رائٹ:

گھریلو تصاویر یا کسی فرد واحد کی تصویر کو کاپی رائٹ کی ذیل میں نہیں لانا چاہئے، کیونکہ تصاویر کو غیر قانونی یا دھوکہ سے حاصل کرنے کے سلسلے میں کئی دیگر طریقے بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

پریس رپورٹنگ پر قانونی پابندیاں:

اس سلسلے میں دو مختلف امور پر غور کیا گیا، اول جنسی ہوس کا نشانہ بننے والے بچوں کی نشاندہی کا معاملہ، اس سلسلے میں نشاندہی کو روکنے کے بارے میں ایک مدلل اور آسان امتناعی اصول وضع کیا جانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہئے تا کہ صحافی کے لئے آسانی کا باعث ہو، جنسی حملہ کے مظلوم کے نام کو راز میں رکھنے کے قوانین کو تمام جنسی مقدمات پر حاوی کیا جائے، البتہ عدالت کو یہ اختیار حاصل ہونا چاہئے کہ وہ اس قانون کو کالعدم قرار دے سکے۔ اس قسم کے جرائم کی سماعت کے دوران عدالت کو یہ اختیار حاصل ہو کہ وہ مظلوم کے نام وغیرہ کو راز میں رکھنے کا حکم دے تا کہ مظلوم کی ذہنی اور دماغی تکلیف کے پیش نظر اس کے گھریلو حالات اور ذات کو بدنامی سے بچایا جاسکے۔ بچوں کے نام کی نشاندہی کے بارے میں رپورٹ میں تجویز پیش کی گئی ہے کہ ایسے مقدمات میں ملوث ملزم کے نام وغیرہ کو بھی راز میں رکھا جائے تا کہ مظلوم بچے کے ذاتی کوائف کی پردہ پوشی ہو سکے، لیکن ہوس پرستی کے مجرم کی بیوی اور اس کے رشتہ داروں کے کوائف کو راز میں رکھنے کے لئے قانون سازی موزوں نہیں ہوگی، اگرچہ مجوزہ پریس شکایات کمیشن کے اصولات اور قوانین میں مجرموں کے بے گناہ اور لاتعلق رشتہ داروں سے انٹرویو کرنا یا ان کی تصویریں لینے پر حد بندی ہوگی جس کا اطلاق حادثات کے مظلومین پر بھی ہوگا۔

جواب دینے کا حق:

کمیٹی یہ بھی سفارش کرتی ہے کہ پریس جس شخص کے بارے میں کوئی مخصوص سٹوری شائع کرے اس شخص کو اس سٹوری کے جواب میں اپنا نقطۂ نظر شائع کرانے کا کوئی قانونی حق نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ خاص نقطۂ نظر کے توازن کی ضرورت خلوت کے معاملے سے تعلق نہیں رکھتی، اس کے علاوہ جواب دینے کے راستے میں کئی رکاوٹیں حائل ہیں، کیونکہ مخصوص سٹوری کے بارے میں پیدا شدہ اختلافات کی سچائی کو جاننے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ مجوزہ پریس شکایات کمیشن کو متعلقہ سٹوری کے خلاف واقعہ ہونے کی شکایت اور اس کی غیر منصفانہ رپورٹنگ کی تصدیق کے بعد اس کی تصحیح اور معذرت کی ذمہ داری کو بھی نبھانا ہوگا۔

رازداری کی خلاف ورزی......ایک غلط نظریہ:

شخصی رازداری کی خلاف ورزی کے نتیجے میں شہری حقوق کی پامالی کے سلسلے میں ابھی تک کوئی واضح ثبوت پیش نہیں کئے جاسکے۔ عوام کی پہنچ اور دیگر تدابیر کی موجودگی کے علاوہ عمل پذیر اصولوں کی بناء پر کمیٹی ذاتی رازداروں کے نظریہ کے حق میں رائے نہیں دے سکتی، لیکن اگر خود ساختہ قوانین ناکام ہو جائیں تو پھر اس نظریہ پر دوبارہ غور کیا جاسکتا ہے۔ شہری حقوق کے نظریہ کو غلط ثابت کرنے میں کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشکل نہیں آنی چاہئے اور کمیٹی یہ جاننے کے لئے تیار نہیں کہ اس طرح سنسرشپ کے لئے راہ ہموار ہوجائے گی، نہ ہی اس سے یورپی نقطہ نظر سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوگی، البتہ صحافت میں حساس معاملات کی چھان بین کے سلسلے میں شہری حقوق کی بندشیں حائل نہیں ہونی چاہئیں، کیونکہ ذاتی رازداری کی خلاف ورزی اور کسی شخص کے نفسیاتی جرائم کے تجسس کی رپورٹنگ دو مختلف معاملات ہیں جن کی رپورٹنگ صحافت کے اصولوں کے عین مطابق ہے۔

اخبارات کے مالکان اور صحافیوں کا ردعمل:

کالکٹ کمیٹی کی رپورٹ شائع ہونے کے بعد اخبارات کے مالکان اور صحافیوں نے جو ردعمل ظاہر کیا ہے اس میں اس بات سے اتفاق نہیں کیا گیا کہ کسی رپورٹر کو مخصوص واقعہ یا شخصیت کے بارے میں پس پردہ معمولات حاصل کرنے کے سلسلے میں درون پردہ جھانکنے کی کوششوں کو ایک جرم قرار دیا جائے۔ چند ممتاز صحافیوں کے ردعمل کو ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ سٹیوارٹ کٹز:

نیوز آف دی ورلڈ کے مینیجنگ ڈائریکٹر اور پریس کونسل کے ممبر کہتے ہیں کہ کسی بھی ایسے واقعات کو جو معاشرے پر برے اثرات مرتب کرنے کا باعث ہوں، کی رپورٹنگ کو قابل تعزیر ٹھہرانے کا مطلب ہے کہ وکیلوں کی چاندی ہو کیونکہ یہ ثابت کرنا کہ کسی شخص کا ذاتی کردار معاشرے کو برائیوں کی راہ پر ڈال دے گا، خاصا بحث طلب مسئلہ ہے۔ کوئی بھی رپورٹر یا صحافی اس قسم کے واقعات کی چھان بین اور رپورٹنگ کرتے ہوئے قبل از وقت یہ تعین نہیں کرسکتا کہ اس کی رپورٹنگ سے متعلقہ شخص کے کردار کی اصلیت ظاہر ہونے سے معاشرے کی برائیوں کی نشاندہی ہوگی یا اس شخص کی کردار کشی ہوگی۔ اس طرح عوامی مفاد کے ساتھ ساتھ رپورٹر کی صحافتی ذمہ داریوں کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی ہوسکتی ہیں۔

2۔ میکس ہیسنگو۔ ایڈیٹر ڈیلی ٹیلی گراف:

اصولی طور پر مسٹر کالکیٹ کے خیالات میں پوشیدہ پیغام پارلیمنٹ کی مدافعت سے قبل ایک وارننگ ہے۔ ان کے خیال میں صحافی برادری ان کی سفارشات کے خلاف کوئی دلیل پیش نہیں کرسکے گی۔ اس لئے صحافیوں کو اس رپورٹ کے مندرجات پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے، مجھے یقین ہے کہ کسی قابل قبول طرز عمل کو جو قانون کے دائرہ کار میں آسکے، کو سچائی سے عبور کیا جاسکتا ہے۔ میرے نزدیک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عوام کی بڑی اکثریت بھی کالکیٹ کی رپورٹ سے اتفاق کرے گی، اگرچہ یہ رپورٹ بعد میں سرد خانے میں ہی کیوں نہ پھینک دی جائے۔

3-ڈیوڈ منٹگمری۔ایڈیٹر "ٹوڈے":

میرے خیال میں کسی بھی پرائیویٹ جگہ پر داخل ہو کر معلومات حاصل کرنے یا فوٹو اتارنے کے لئے اس کے خلاف طاقت کا استعمال تحقیقاتی صحافت کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ بن سکتا ہے۔ اس لئے کالکیٹ کی رپورٹ میں اسے ایک غیر معاشرتی طرز عمل قرار دینا صحافت کے ساتھ ناانصافی ہے۔ میرے خیال میں یقینی طور پر اس تجویز پر نظر ثانی کی ضرورت ہے، البتہ وہ پریس شکایات کمیشن کے قیام کی تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتے ہیں، کیونکہ اب تک ہمارے ساتھ بہت برا برتاؤ کیا جاتا رہا ہے۔ اس لئے ہمیں ایک ڈسپلن کی حدود میں رکھنے کے لئے مجوزہ کمیشن کے قیام کی اشد ضرورت ہے۔

4-رابرٹ میکس ویل۔مرر گروپ کے پبلشر:

ہم اسے بنیادی طور پر نہ ہی انتہا پسند اور نہ ہی معمولی رپورٹ سمجھتے ہیں۔ ہم اپنے قارئین کے ردعمل کا مشاہدہ کریں گے، کیونکہ ہمیں اپنے قارئین کے مفادات سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ اس کے باوجود صحافیوں کی نیشنل یونین کا خیال ہے کہ اس رپورٹ کی تجاویز کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ یونین کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل جیکب ایکلسٹون کہتے ہیں کہ ان تجاویز میں بلیک میلنگ کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے کیونکہ اگر ہم 12 ماہ کے اندر پریس شکایات کمیشن قائم نہیں کریں گے تو صحافت کو حکومت کے کنٹرول میں دے دیا جائے گا۔ اس رپورٹ میں صحافت کی کوئی مدد نہیں کی گئی۔ اب پریس کونسل کا مستقبل مخدوش ہو گیا ہے۔ کونسل کے چیئرمین لوئیس بلوم کوپر نے اس رپورٹ پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا تھا، کیونکہ یہ افواہ عام ہے کہ وہ پریس شکایات کمیشن کے نئے سربراہ بنائے جا رہے ہیں۔

5-ڈگل نسبت سمتھ۔نیوز پیپرز سوسائٹی کے ڈائریکٹر:

رپورٹ کی بعض تجاویز میں مقامی اور علاقائی پبلشروں کو نئی مشکلات میں ڈال دیا گیا ہے۔

پریس شکایات کمیشن کے طریق کار اور کردار کے بارے میں کئی شکوک پیدا ہو سکتے ہیں۔

6- برطانوی ایڈیٹرز ایسوسی ایشن کے مطابق یہ رپورٹ:

فری لانسر صحافیوں کے خلاف ایک نئی سازش ہے جس پر عملدرآمد سے صحافت کا دائرہ کار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محدود ہو کر رہ جائے گا۔

7- جیمز بشپ:

بشپ برٹش ایڈیٹرز ایسوسی ایشن کے چیئرمین نے کہا کہ اس رپورٹ سے اخبارات و جرائد کو ہوا میں معلق کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ حکومت کے زیر اثر ایک پریس لاء اتھارٹی کے قیام سے صحافت کی آزادی کا بین الاقوامی حق لپیٹنے کی ایک خوفناک سازش ہے۔ مجوزہ کارپوریٹ لاء اتھارٹی کو پریس کونسل کا نعم البدل قرار نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ وہ موجودہ پریس کونسل کی طرح پریس کی آزادی کا تحفظ نہیں کر سکے گی، بلکہ حکومت کے اشاروں پر صحافت پر ناروا پابندیاں عائد کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ اس سے صحافت کا یہ تصور مجروح ہوگا کہ صحافت جمہوریت کی نگہبان ہے بلکہ اسے حکومت کی لونڈی کا بے اثر کردار ادا کرنے تک محدود کر دیا جائے گا۔ یہ سچ ہے کہ بعض رسائل اور اخبارات اپنی اشاعت بڑھانے اور مالی فائدہ کی خاطر سنسنی خیز قصے شائع کرتے ہیں، اس لئے انہیں اس حرکت سے باز رکھنے کے لئے پریس کے نمائندوں کو موجودہ پریس کونسل کے قوانین کو زیادہ بہتر اور فعال بنانا ہوگا۔

8- برٹش نیوز پیپرز ایڈیٹرز گلڈ:

ایڈیٹرز گلڈ کے ترجمان نے بھی اس رپورٹ پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔

9- ایان بیلز:

ایڈیٹرز گلڈ کی پارلیمانی اور لیگل کمیٹی کے چیئرمین نے کہا ہے کہ کالکٹ کمیٹی کی رپورٹ کی بعض تجاویز نہایت سنگین نوعیت کی ہیں جن پر سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا۔

10- برطانوی بار کونسل کے چیئرمین ریمانڈ جیک:

جنہوں نے کمیٹی کے روبرو بعض شہادتیں بھی پیش کی تھیں، کہتے ہیں کہ بعض اخبارات اور جرائد کی بے مہار رپورٹنگ اور من گھڑت داستانوں کی وجہ سے مجبوراً پریس کی آزادی کو محدود کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اب کچھ عرصہ کیلئے مجوزہ پریس شکایات کمیشن کی کارکردگی کا جائزہ لینا ہوگا، ان کے نزدیک اس کے نتائج فائدہ مند ہوں گے، لیکن ایک خطرہ بھی ہے کہ اس طرح پریس کی آزادی کو محدود کر دیا جائے گا، حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ برطانوی سوسائٹی نے اس رپورٹ کی حمایت کی ہے اس باڈی نے مجوزہ پریس کارپوریٹ لاء اتھارٹی کی اس صورت میں حمایت کی ہے، اگر اسے حکومت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پابندی سے آزاد کر دیا جائے۔

11- لارڈ ڈینگ:

لارڈ ڈیننگ نے پریس ٹربیونل کی تجویز سے اتفاق نہیں کیا لیکن ان کے خیال میں پریس رپورٹر بعض اوقات پریس کی آزادی کا ناجائز فائدہ بھی اُٹھاتے ہیں اور کسی مخصوص رپورٹنگ کے دوران متعلقہ شخص کی ذاتی زندگی کے تاریک گوشوں کو اُچھال کر معاشرے میں گندگی پھیلانے کا سبب بنتے ہیں، کیونکہ ایک محدود غلط کاری کو سرعام اُچھالنے سے پورا معاشرہ متاثر ہو سکتا ہے۔

کمیونسٹ ممالک میں صحافتی ضابطۂ اخلاق:

کمیونسٹ نظام میں چونکہ صحافت براہ راست حکومت کے ہاتھ میں ہوتی ہے، اس لئے کسی قسم کے ضابطہ اخلاق کی ضرورت نہیں پڑتی، کیونکہ اخبارات صرف حکومت کی پالیسیوں کی تشہیر ہی کرتے ہیں، اس کے علاوہ پریس کو کنٹرول کرنے کے لئے مختلف قسم کی پابندیاں اور سنسر شپ بھی ہوتی ہے۔ کارل مارکس کے نزدیک ”سنسر شپ صحافت کے غلط استعمال سے کم بری چیز ہے“ روس کے پریس میں مملکت کے رازوں کی حفاظت کرنے والا ادارہ (Glavlit) کم از کم 70 ہزار سنسر کرنے والے افراد پر مشتمل تھا۔ دراصل سنسر کا عمل تو اسی وقت شروع ہو جاتا تھا۔ جب کوئی شخص لکھتا یا رپورٹنگ کرتا تھا، کیونکہ وہ کمیونسٹ پارٹی کا کارکن ہوتا تھا، اس لئے وہ جانتا تھا کہ کیا چھپ سکتا ہے اور کیا نہیں، اس طرح وہ خود کو سنسر کر لیتا تھا۔ پھر شعبہ کا ایڈیٹر، مینجنگ ایڈیٹر اور چیف ایڈیٹر سنسر کرتے تھے اور آخر میں پروف سنسر کرنے والے شخص جو (Glavlit) یا دوسری کسی ایجنسی کا نمائندہ ہوتا تھا کے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ (Glavlit) مسودہ کی بجائے تیار شدہ آخری پروف پڑھتا تھا تا کہ کسی قسم کی غلطی کا احتمال نہ رہے، البتہ حکومت کے مختلف محکموں کی کارکردگی پر اصلاحی اور تعمیری نقطہ نظر سے نکتہ چینی کی جاسکتی تھی، لیکن اشتراکی نظام پر نکتہ چینی کو عوام دشمنی سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ روس میں (Glavlit) اور (K.G.B) (کمیٹی فار سٹیٹ سیکورٹی) مل کر مملکت کے راز اور ممنوعات برائے اشاعت کے متعلق قوانین کی ایک کتاب مرتب کرتے تھے جس پر ہر اخبار اور رسالے کو عملدر آمد کرنا ہوتا تھا۔ چین میں پریس کے کوئی مخصوص قوانین نہیں ہیں بلکہ چینی کمیونسٹ روس کے برعکس جہاں (Glavlit) کے نمائندے پراودا اور اِزوستیا (Izvestia) اور دوسرے اخبارات کے ادارتی کمروں میں بیٹھے ہوتے تھے۔ چین میں صحافی خود

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رضا کارانہ طور پر سنسر شپ کی پابندی کرتے ہیں۔ دراصل سوشلسٹ نظام میں صحافی اور معاشرے کے درمیان تعلقات خوش اسلوبی سے استوار ہوتے ہیں، اس لئے کہ سوشلزم میں مخالف طبقات نہیں ہوتے، اس نظام میں پیشہ ور صحافی عام قارئین کے خلاف کام نہیں کرتا بلکہ قاری اور صحافی کے سماجی مفادات ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اس نظام میں پریس عوام کی خدمت کرتا ہے اور عوام الناس اس (پریس) کے کام میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ حقیقت کہ صحافی کمیونسٹ پارٹی کی حمایت کرتا ہے، اشتراکی پریس کی صحیح ہر دلعزیزی کا اعلیٰ ترین اظہار ہے۔

ماؤزے تنگ کے بقول:

''اگر ہمارے اندر خامیاں ہیں تو ہم ان کے بتائے جانے یا ان پر تنقید کیے جانے سے خائف نہیں ہیں، کیونکہ ہم عوام کے خادم ہیں۔ ہر شخص خواہ وہ کوئی بھی ہو ہماری خامیاں بتا سکتا ہے، اگر وہ درست کہہ رہا ہے تو ہم ان کی اصلاح کرلیں گے، اگر اس کی تجویز سے عوام کو فائدہ پہنچتا ہے تو ہم اس پر عمل کریں گے''۔

ترقی پذیر ممالک میں صحافتی ضابطہ اخلاق:

تیسری دُنیا کے غریب اور ترقی پذیر ممالک میں صحافت نہ تو بالکل آزاد ہے اور نہ ہی کمیونسٹ نظام کی طرح براہ راست حکومت کے کنٹرول میں بلکہ ان ممالک میں اخبارات و رسائل حکومت اور نجی سطح، دونوں کی ملکیت ہیں۔ تاہم پریس کو کنٹرول رکھنے کے لئے سنسر اور دوسرے قوانین موجود ہیں۔ مثلاً کولمبیا، مصر، شام، پاکستان، ایران، عراق، لبنان، ترکی، ارجنٹائن، انڈونیشیا وغیرہ میں صحافت سے متعلقہ قوانین اور سنسر کی پابندیاں ہیں، جن کے تحت کسی چیز کو چھاپنے سے روک دیا جا سکتا ہے اور اخبار نویسوں کو گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے۔

ایشیا اور افریقہ کے بہت کم ممالک میں پریس کونسلیں قائم ہیں۔ جنوبی کوریا، جنوبی افریقہ اور ہندوستان میں کونسلیں کام کر رہی ہیں، جنہوں نے ضابطہ ہائے اخلاق بنائے ہیں۔ جنوبی افریقہ میں مارچ 1977ء میں گورنمنٹ پریس بل کے نام سے پارلیمنٹ میں ایک قانون متعارف کروایا گیا جو کہ براہ راست سنسر شپ عائد کرتا تھا۔ اس پر حکومت نے نیشنل پریس یونین جو کہ اخبارات کے پبلشر، مالک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور مدیران کی یونین ہے، کو کہا کہ وہ اپنا ضابطہ اخلاق بنائے مگر مدیران نے اسے مسترد کر دیا۔ مصر میں 11 مارچ 1975ء کو صدر انور سادات نے ایک پریس کونسل کے قیام کا اعلان کیا جس کا کام پریس کے لئے ایک ضابطہ اخلاق بنانا تھا۔ اس کونسل کے پہلے اجلاس منعقدہ مئی 1975ء سے خطاب کرتے ہوئے سادات نے کہا کہ:

> ''صحافت کو ایک مملکتی ادارہ میں تبدیل ہونا چاہئے، مگر پہلے اسے ایک ضابطہ اخلاق بنا کر اپنی اصلاح کرنا ہوگی، کیونکہ دُنیا میں ہر چیز حتیٰ کہ آزادی بھی مشروط ہوتی ہے۔ صحافت کو منفی پہلو دیکھنے کی بجائے مثبت نکتہ چینی کرنی چاہئے''۔

اس پر سپریم پریس کونسل نے درج ذیل اصولوں کی روشنی میں ایک ضابطہ اخلاق بنایا۔

(الف) مصری سرزمین کو غیر ملکی قبضے سے پاک رکھنا۔

(ب) مصری معاشرہ کی مذہبی اور روحانی اقدار کی تعظیم کرنا۔

(ج) آزادی، جمہوریت، سوشلزم اور قومی اتحاد کی حفاظت کرنا۔

جب کہ اس ضابطہ کے آرٹیکل نمبر 8 میں کہا گیا ہے کہ صحافت حکومت کے رازوں کی تشہیر نہیں کرے گی اور حکومت کے عہدیداران اور عوامی نمائندوں پر تنقید کرتے وقت معروضیت کا خیال رکھا جائے گا۔

●●●

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

7

پاکستان میں صحافتی اخلاقیات
(PRESS ETHICS IN PAKISTAN)

پس منظر:

دُنیا کے دوسرے تمام ممالک کی طرح پاکستان میں بھی صحافت کی آزادی، وقار اور احساس ذمہ داری کو قائم رکھنے کے لئے صحافتی اخلاقیات پر بہت زور دیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں بہت سے ضابطے اور قوانین مرتب کئے گئے ہیں تاکہ ملکی صحافت اعلیٰ اخلاقی اقدار کی پابندی کرے اور ملک وقوم کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دے سکے۔

پاکستانی صحافت دراصل قیام پاکستان سے قبل برصغیر کی مسلم صحافت کا ہی ایک حصہ ہے اور برعظیم کی اُردو صحافت میں جمال الدین افغانیؒ، سرسید احمد خانؒ، محمد علی جوہرؒ اور ابوالکلام آزادؒ جیسے عظیم صحافی اس امر پر زور دیتے رہے ہیں کہ آدابِ صحافت کی پابندی کی جائے۔ خود بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ صحافت کو محض کاروبار نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ اسے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور معاشرے میں حصولِ انصاف کے قیام میں مدد دینے والا ایک ہتھیار اور قومی خدمت کا ایک مؤثر ذریعہ سمجھتے تھے۔

امپیریل لیجسلیٹو کونسل سے خطاب کرتے ہوئے ستمبر 1918ء میں قائداعظمؒ نے فرمایا کہ:

''میں ایک لمحے کے لئے بھی ایسے مجرم کو معاف نہیں کر سکتا، جو بغاوت، سیاسی بدامنی اور نسلی تعصب پھیلانے کا باعث ہو، مگر ساتھ ہی بے گناہوں اور ایسے صحافیوں کی حفاظت کرنے کے لئے کہتا ہوں جو حکومت پر آزادانہ اور منصفانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنقید کر کے حکومت اور عوام دونوں کی خدمت اور تربیت کرتے ہیں"۔

قائداعظمؒ چاہتے تھے کہ اخبارات صحافتی اخلاقیات کی پابندی کریں اور سنسنی خیزی سے پرہیز کریں۔ قائداعظم محمد علی جناح" مدتوں بمبئی کے مشہور اخبار "بمبئی کرانیکل" کے بورڈ آف ڈائریکٹر کے چیئرمین رہے۔ انہوں نے خود کئی اخبار جاری کئے اور متعدد اخبارات کے سرپرست بھی رہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ ہمیشہ آزادئ صحافت کے پرجوش حامی رہے۔ قائداعظمؒ نے صحافت کو کاروبار نہیں بلکہ قومی خدمت کا مؤثر وسیلہ قرار دیا تھا، ایک ایسا ہتھیار جسے عالم انسانیت کی فلاح و بہبود اور معاشرے میں عدل وانصاف کے قیام کے لئے استعمال ہونا چاہئے، اس لئے وہ اس بات کے خواہش مند تھے کہ اخبارات ضابطۂ اخلاق کی پابندی کریں اور مبالغہ آرائی سے گریز کریں۔ یہی وہ رہنما اصول ہیں جو اس اسلامی مملکت کے قائد"اور مسلم پریس کے معمار نے ہمارے لئے بیان کئے اور تحریک پاکستان کے دوران مسلم پریس نے انہی رہنما اصولوں پر چلتے ہوئے شاندار اور قابلِ فخر خدمات انجام دیں۔

پاکستان بننے کے بعد مسلم صحافت کچھ عرصہ تک تو اپنا کام کرتی رہی لیکن جوں جوں بیورو کریسی حکومت پر قابض ہوتی گئی، پریس پر حکومت کا کنٹرول بڑھتا گیا اور غلام محمد، سکندر مرزا اور ایوب خان کے زمانے میں پریس خصوصاً اخبارات میں تفرقات بڑھتے گئے۔ گو ہر حکومت نے پریس کو آزاد کرنے کے دعوے کئے مگر عملی صورت اس کے برعکس رہی، کبھی اخبارات کے اشتہارات بند کر دیئے جاتے تو کبھی اخبارات پر پابندی لگا دی جاتی۔ دورِ ایوبی میں پہلے مارشل لاء کے ضابطے اور بعد میں پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی نینس جو پریس ایکٹ کی نئی صورت تھی، نے اخبارات کی آزادی میں سخت رکاوٹیں پیدا کیں۔ پھر حکومت نے خبر رساں ادارے اے پی پی (ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان) کو اس بہانے اپنے قبضہ میں لے لیا کہ یہ خسارے میں جا رہا ہے، ساتھ ہی نیشنل پریس ٹرسٹ کے نام پر ملک کے دس اخبارات بالواسطہ اپنے قبضے میں لے لیے۔ نومبر 1968ء میں ایوب حکومت کے خلاف عوامی تحریک کا آغاز ہوا اور نئی مارشل لاء حکومت صدر یحییٰ خان کی سربراہی میں قائم ہوئی۔ اس حکومت نے ایک پابندی تو برقرار رکھی کہ مارشل لاء انتظامیہ پر کوئی نکتہ چینی نہیں کر سکتا، لیکن اس کے علاوہ باقی تمام پابندیاں اُٹھالیں۔ اس حکومت کا دعویٰ تھا کہ وہ جمہوریت کی بحالی کے لئے آئی ہے۔ 1970ء میں انتخابات ہوئے اور اس موقع پر چونکہ اخبارات آزاد تھے کہ جو چاہے لکھ ڈالتے، چنانچہ انتخابی مہم کے دوران اشتعال انگیزی اور دشنام طرازی کا بازار بھی گرم ہوا اور فریقین نے ایک دوسرے کے خلاف نکتہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چینی میں شائستگی کی بیشتر حدود پھلانگ ڈالیں، لیکن اس سال جب مشرقی پاکستان کے خلاف مسلح فوجی کارروائی ہوئی تو اس وقت حکومت نے اخبارات پر کڑا سنسر شپ لگا رکھا تھا عوام کو اصل حالات معلوم نہ ہو سکے اور جب سقوط مشرقی پاکستان کی خبر ملی تو لوگ بھونچکے رہ گئے۔ 20 دسمبر 1971ء کو پیپلز پارٹی برسرِ اقتدار آ گئی، لیکن اس جمہوری دور کے شروع میں بھی مارشل لاء قائم رہا۔ البتہ جب اپریل 1972ء میں نیا آئین بنا تو اس کی دفعہ 19 میں پہلی مرتبہ آزادیٔ صحافت کا باقاعدہ تذکرہ کیا گیا۔ 3 جنوری 1972ء کو کراچی میں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''پریس سے تمام پابندیاں اُٹھالی گئی ہیں اور اب پریس کچھ بھی کرنے اور لکھنے کے لئے آزاد ہے''۔

نیشنل پریس ٹرسٹ کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا اور پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈیننس بھی منسوخ نہ کیا گیا۔ 1973ء میں منتخب قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر جس آئین پر دستخط کئے اس میں آزادی اظہار کے متعلق لکھا گیا کہ:

''ہر شہری کو تقریر اور اظہار کی آزادی حاصل ہوگی، لیکن یہ آزادی کسی بھی ایسی معقول پابندی کے تابع ہوگی جو پاکستان کی سلامتی، بیرونی ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات، امن عامہ، شائستگی یا اخلاق یا توہینِ عدالت، ہتکِ عزت یا ارتکاب جرم پر اُکسانے کے ضمن میں ازروئے قانون عائد کی جائے گی''۔

5 جولائی 1977ء میں جنرل ضیاء الحق کی فوجی حکومت برسرِ اقتدار آ گئی۔ اس دور میں اخبارات پر پہلے سے موجود قوانین اور ضابطوں کے علاوہ مارشل لاء کے ضابطے بھی نافذ کئے گئے۔ اخبارات پر کڑی سنسر شپ نافذ کر دی گئی جسے بعد میں آہستہ آہستہ قدرے نرم بھی کیا گیا۔ 29 مئی 1988ء کو اسمبلیاں توڑنے کے بعد صدر ضیاء نے جو وفاقی نگران کابینہ تشکیل دی، اس کے وزیر اطلاعات و نشریات جناب الٰہی بخش سومرو نے 4 ستمبر 1988ء کو پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس 1963ء کو منسوخ کرنے کا تاریخی اعلان کیا اور اس کی جگہ نیا ترمیم شدہ پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس نافذ کیا گیا۔ نئے آرڈیننس کے تحت ڈیکلریشن کے حصول کا طریق کار بہت آسان بنا دیا گیا۔

1988ء میں ملک میں عام انتخابات کے بعد جمہوریت بحال ہوگئی اور پریس کو بہت حد تک آزاد کر دیا گیا۔ جب اسمبلیاں ٹوٹتی رہیں تو عبوری حکومتوں کے ادوار میں پریس بہت آزاد رہا۔ تاریخ یہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بتاتی ہے کہ جمہوری سیاسی ادوار حکومت میں پریس کو اپنے مفادات کے تابع رکھنے کی ہر کوشش کی گئی۔

1993ء میں ملک معراج خالد مرحوم جب نگران وزیر اعظم تھے اور ارشاد احمد حقانی نگران وزیر اطلاعات و فروغ ابلاغیات تھے تو ایک صدارتی آرڈیننس کے تحت ''آزادئ اطلاعات کا قانون'' متعارف کرایا گیا لیکن بعد میں آنے والی اسمبلی نے اسے حتمی قانونی شکل نہ دی۔ بعد میں صدر جنرل پرویز مشرف نے 2000ء میں اسے نافذ کر دیا لیکن اس پر تا حال عمل نہیں ہوا۔ انہوں نے 6 مختلف صحافتی قوانین متعارف کروائے۔

پریس کے ضابطہ ہائے اخلاق

(Press Codes Of Ethics)

آغاز و ارتقاء (Origin And Evolution)

پابندیوں کے اس طویل دور میں اخبارات نے اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لئے بہت کوششیں کیں۔ دوسرے ممالک کی طرح پاکستانی اخبارات نے بھی اپنے اُوپر رضا کارانہ پابندیاں لگانے کے لئے حکومت کو یہ تجویز پیش کی کہ دوسرے تمام قوانین منسوخ کر کے اخبارات کو آزادانہ طور پر اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کا موقع دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے کئی مرتبہ ضابطہ ہائے اخلاق بنائے گئے، لیکن عملی طور پر یہ بے فائدہ رہے، لیکن اخبارات کی طرف سے حکومت اور اخبارات کے درمیان بہتر تعلقات اور اخبارات کے اخلاقی معیار کو بہتر بنانے کی کوششیں ابھی تک جاری ہیں۔

سب سے پہلے 1950ء میں کارکن صحافیوں نے ایک ضابطۂ اخلاق بنایا، جس کا مقصد آزادئ صحافت کے ناجائز استعمال کو روکنا تھا۔ اس دور میں بہت سے دوسرے حکومتی پریس قوانین اور ضابطوں کی موجودگی میں اس پر مناسب طور پر عمل درآمد نہ ہو سکا، لیکن یہ ضابطۂ اخلاق ابھی تک رائج ہے۔

مارچ 1959ء میں پاکستان کے پریس کمیشن نے بھی دوسرے ممالک کی طرح پریس کونسل کے قیام کی سفارش کر دی۔ اس پریس کونسل کے مقاصد میں صحافیوں میں اعلیٰ پیشہ وارانہ معیار کا قیام اور ذمہ داری کے اعلیٰ احساس کی تخلیق کے ساتھ ساتھ نامناسب قسم کی صحافت اور صحافیوں میں نامناسب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرزِ عمل کی حوصلہ شکنی شامل تھیں۔ پریس کمیشن کی یہ تجویز بھی تھی کہ یہ کونسل رضا کارانہ ادارہ نہ ہو بلکہ اسے قانونی حیثیت حاصل ہو اور اس کی صدارت پر پاکستان کے چیف جسٹس کی نامزد کردہ کوئی علمی شخصیت کو فائز کیا جائے لیکن اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔

اس سلسلے میں سب سے اہم کام ایوبی دور میں ہوا، جب اخبارات کے مدیروں کی انجمن کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز (CPNE) نے اخبارات کے دائرہ کار کو متعین کرنے اور رضا کارانہ طور پر بعض پابندیاں عائد کرنے کے لئے ایک ضابطۂ اخلاق مرتب کیا اور سی پی این ای کے تمام ممبروں نے اس کی پابندی کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ 21 اپریل 1963ء کو کراچی میں سی پی این ای کے تمام ارکان نے اس ضابطے پر دستخط کئے، اس وقت مجید نظامی اس کے صدر تھے۔ اس رضا کارانہ اقدام کے جواب میں حکومت نے یہ وعدہ کیا کہ اگر اخبارات اس ضابطے کی پابندی کریں گے تو ان کے خلاف پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈیننس استعمال نہیں کیا جائے گا۔ ضابطۂ اخلاق پر عمل درآمد کروانے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے ایک پریس کورٹ آف آنر بنائی گئی جس کے چیئرمین سپریم کورٹ کے سابق جج مسٹر جسٹس امیر الدین تھے، جب کہ ممبران میں اخبارات کے مدیر شامل تھے۔ حکومت کا ایک نمائندہ بھی بطور مبصر اس میں شامل کیا گیا۔ 28 مارچ 1964ء کو پریس کورٹ آف آنر نے کام شروع کر دیا۔ اس وقت کے صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے سی پی این ای کی سٹینڈنگ کمیٹی کے نام مبارک باد کا پیغام بھیجا اور اعلان کیا کہ ''کہ اگر پریس کورٹ آف آنر نے ٹھیک کام کیا تو دوسرے قوانین کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں رہے گی اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ ختم ہو جائیں گے''۔ اس موقع پر حکومت نے پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس کو بھی ایک عرصے کے لئے معطل کر دیا تھا۔ اس کے باوجود حکومت اپنے رویئے میں لچک پیدا نہ کر سکی، چنانچہ اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ اس کے بعد 15 دسمبر 1967ء کو ڈھاکہ میں سی پی این ای نے اسے دوبارہ زندہ اور مؤثر بنانے کا فیصلہ کیا اور سٹینڈنگ کمیٹی نے اپنے اجلاس میں اس ضابطے پر نظرِ ثانی کی اور ایک مرتبہ پھر اس سے وابستگی کے عہد کو دہرایا۔ اس ضابطۂ اخلاق کو ناشران اخبارات کی تنظیم (اے پی این ایس) آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی اور کارکن صحافیوں کی جماعت (پی ایف یو جے) پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس نے بھی تسلیم کر لیا اور یوں ملک بھر کے ناشران، ایڈیٹرز اور کارکن صحافیوں نے اس پر اتفاقِ رائے کر لیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1967ء میں اس ضابطۂ اخلاق پر عمل درآمد کا فیصلہ کیا گیا تھا، لیکن زیادہ عرصہ اس پر عمل درآمد نہ ہوسکا، کیونکہ 1968ء میں ایوب حکومت کے خلاف عوامی تحریک کا آغاز ہوگیا اور مارچ 1969ء میں نئی مارشل لاء حکومت برسرِ اقتدار آگئی، لیکن اس دوران پریس کورٹ آف آنر نے 12 اکتوبر 1968ء کو جگن ناتھ کالج ڈھاکہ کے پرنسپل کی شکایت پر ڈھاکہ کے روزنامہ ''سندباد'' میں ایک غیر ذمہ دارانہ فیچر کی اشاعت کے سلسلے میں وارننگ بھی دی۔

یحییٰ حکومت کے دور میں اخبارات نسبتاً آزاد تھے، چنانچہ انتخابات کی تاریخ کا اعلان ہوا تو اخبارات نے ہر قسم کے ضابطۂ اخلاق کو بالائے طاق رکھ کر ''بہت ہی آزاد'' صحافت کا رنگ اختیار کرلیا جو بسا اوقات اخلاقیات کے دائرے سے بھی خارج تھا۔ دسمبر 1971ء میں بھٹو حکومت برسرِ اقتدار آگئی اور پہلی مرتبہ آئین 1973ء کی دفعہ 19 میں آزادئ صحافت کا باقاعدہ ذکر کیا گیا۔ حکومت نے صحافت سے تعلقات بہتر بنانے کے لئے 2 مارچ 1972ء کو 26 رکنی ایک مشاورتی کمیٹی بنائی جس میں اخبارات اور نیوز ایجنسیوں کے نمائندوں کے علاوہ 6 سرکاری نمائندے شامل تھے۔ اس کمیٹی نے 17 مارچ 1972ء کو اپنے اجلاس منعقد کراچی میں 17 نکات پر مشتمل ایک ضابطۂ اخلاق جاری کیا۔

لیکن اس مشاورتی کمیٹی کی ساخت اور طریق کار کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا، لہٰذا یہ کمیٹی بھی ختم ہوگئی۔ 1972ء کے اواخر میں حکومت نے اعلان کیا کہ وہ صحافت اور صحافیوں کی بہتری کے لئے پریس کمیشن قائم کرے گی جس کا کام یہ ہوگا کہ حکومت اور صحافت کے درمیان تعلقات کا طریق کار مقرر کرے اور ضابطۂ اخلاق کی پابندی کے لئے پریس کونسل کی تشکیل پر غور کرے، صحافتی قوانین کی چھان پھٹک کرے اور اخباری صنعت کے تمام مسائل کا تجزیہ کرکے سفارشات پیش کرے۔ 1974ء میں پریس کمیشن قائم کردیا گیا، لیکن کارکن صحافیوں نے اس سے لاتعلقی کا اظہار کیا اور پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس (PFU.J) کے صدر اور سابق صدر نے اس کمیشن کی نامزدگی قبول کرنے سے انکار کردیا۔ 1976ء میں نیشنل پریس کمیشن نے حکومت کی طرف سے صحافیوں کے لئے ضابطۂ اخلاق تجویز کیا جس کی صحافیوں نے سخت مخالفت کی اور اسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ 5 جولائی 1977ء کو ایک نئی مارشل لاء حکومت برسرِ اقتدار آگئی۔ اس حکومت کے برسرِ اقتدار آنے کے صرف سات روز بعد 12 جولائی 1977ء کو صدر ضیاء الحق نے اعلان کیا کہ اگر ضابطۂ اخلاق بنالیا جائے اور صحافت کا صحیح معیار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قائم ہو جائے تو سارے قوانین ختم کر دیئے جائیں گے۔ نئے مارشل لاء کے ضابطوں اور پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس کی موجودگی کے باوجود حکومت اور صحافت کے مابین بہتر تعلقات کی کوششیں ہوتی رہیں۔ 1979ء اور 1980ء میں حکومت اور سی پی این ای اور حکومت کے باقاعدہ اختیار یافتہ نمائندوں نے ایک معاہدے پر دستخط کر دیئے۔ اس معاہدے میں ضابطۂ اخلاق کا مکمل متن بھی شامل ہے اور اس کی خلاف ورزی پر سزا دینے کے لئے پریس بنچ کی تشکیل کا اقرار بھی کیا گیا۔ گو سی پی این ای کی جنرل باڈی اور سٹینڈنگ کمیٹی نے بار بار حکومت سے اس تحریری معاہدے کو نافذ کرنے کا مطالبہ کیا لیکن اس کے باوجود نہ تو اس معاہدے کو قانونی شکل مل سکی اور نہ ہی اس پر عمل درآمد ہو سکا، چنانچہ 28 مارچ 1983ء کو سی پی این ای نے یہ فیصلہ کیا کہ اب وہ خود ہی پریس کونسل بنائیں گے جو ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی پر غیر ذمہ دار پریس کا احتساب کرے گی۔ اس مقصد کے لئے 8 تا 10 مئی 1983ء تک کراچی میں ''قائداعظم پریس کنونشن'' کا اہتمام کیا گیا۔ یہ کنونشن سی پی این ای اور اے پی این ایس کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ تھا۔ اس کنونشن کا افتتاح صدر ضیاء الحق نے کیا اور افتتاحی تقریب میں اپنے خطاب میں اعلان کیا کہ:

> ''اگر صحافی ایک مناسب ضابطۂ اخلاق وضع کرنے اور اس کی رہنمائی کے لئے پریس کونسل قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو حکومت پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس کو سرد خانے میں رکھنے کے لئے تیار ہے''۔

کنونشن کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اس وقت کے وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات راجہ ظفر الحق نے انجمن مدیران جرائد کو ضابطۂ اخلاق اور پریس قوانین کے بارے میں بات چیت کی دعوت بھی دی۔ اس کنونشن میں متعدد قراردادیں منظور کی گئیں جن میں پریس کونسل کی تشکیل اور ضابطہ اخلاق کے نفاذ اور اس پر عمل درآمد کی ضمانت دینے کے علاوہ اسلامی پریس کنونشن کے انعقاد کی قرارداد بھی شامل تھی، چنانچہ ان قراردادوں کی روشنی میں سی پی این ای کے صدر فصیح اقبال نے سی پی این ای اور اے پی این ایس کی طرف سے پاکستان پریس کونسل کے آئین کا اعلان کیا اور ایک 14 نکاتی ضابطۂ اخلاق بھی جاری کیا۔ اس پریس کونسل کے پہلے چیئرمین لاہور ہائی کورٹ کے سابق جسٹس ذکی الدین پال منتخب ہوئے، اس کے علاوہ 10 مدیر اور پبلشرز اس کونسل کے ممبر تھے، جن میں ''نوائے وقت''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ''جنگ'' کے مدیران بھی شامل تھے۔اس کونسل اور سی پی این ای کی متعدد میٹنگوں میں حکومت سے بارہا مطالبہ کیا گیا کہ وہ ضابطۂ اخلاق کو قانونی طور پر نافذ کر کے دوسرے پریس کے قوانین منسوخ کردے لیکن معاملہ کھٹائی میں پڑا رہا۔آخر کار 2 اکتوبر 1985ء کو سی پی این ای نے پریس سے متعلق ایک چودہ نکاتی متفقہ ضابطۂ اخلاق جاری کیا اور رکن اخبارات پر زور دیا گیا کہ اس ضابطۂ اخلاق کی پابندی کریں۔یہ وہی ضابطۂ اخلاق تھا جس کا اعلان 1983ء کو قائداعظم پریس کنونشن کے موقع پر کیا گیا تھا۔سی پی این ای کے صدر کے مطابق یہ وہ متفقہ ضابطۂ اخلاق ہے جس پر طویل مذاکرات کے بعد 1980ء میں اسلام آباد میں سی پی این ای کے نمائندوں اور وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات نے دستخط کیے تھے، لیکن حکومت اس پر عمل درآمد نہیں کروا سکی۔

پاکستان میں پریس کے ضابطۂ اخلاق کی موجودہ صورت حال:

پاکستان میں اس وقت دو ضابطہ ہائے اخلاق رائج رہے۔ایک سی پی این ای کا ضابطۂ اخلاق اور دوسرا پی ایف یو جے کا ضابطۂ اخلاق، ان کے علاوہ اے پی این ایس کا اشتہارات سے متعلق ایک ضابطۂ اخلاق بھی موجود ہے۔

سی پی این ای (CPNE) کا ضابطۂ اخلاق:

سی پی این ای کا ضابطۂ اخلاق سب سے پہلے 1963ء میں بنایا گیا اور متعدد مرتبہ اس پر نظرثانی کی گئی۔ 1965ء میں جب اس ضابطۂ اخلاق کا اعلان کیا گیا تو یہ سترہ نکات پر مشتمل تھا۔ 1967ء ڈھاکہ میں اس پر دوبارہ نظرثانی کی گئی اور ویسے ہی دوبارہ جاری کر دیا گیا، لیکن 1983ء میں اس پر نظرثانی کر کے ایک چودہ نکاتی ضابطۂ اخلاق جاری کیا گیا اور اس وقت اے پی این ایس نے بھی اس سے اتفاق کر لیا۔ 12 اکتوبر 1985ء کو دوبارہ یہ چودہ نکاتی ضابطۂ اخلاق ممبر اخبارات کے لئے جاری کیا گیا۔اس ضابطۂ اخلاق کا متن حسب ذیل ہے:

1- اخبارات اور جرائد میں مضامین، خبروں، تصویروں اور اشتہارات کے وقت درج ذیل چیزوں کو چھاپنے سے احتراز کیا جائے گا۔

(الف) غیر اخلاقی اور ناشائستہ امور۔

(ب) افراد، اداروں اور گروہوں کے خلاف نازیبا اور غیر مہذب اثرات۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(ج) افراد، اداروں، گروہوں، اخبارات اور دیگر پبلی کیشنز کے خلاف ایسے الزامات جن کے بارے میں معلوم ہو کہ من گھڑت اور غلط ہیں۔

(ر) فرقہ وارانہ، علاقائی اور صوبائی جذبات و تعصبات اور طبقاتی نفرت کو ہوا دینے والے تاثرات۔

(ح) مجرموں کی شخصی تشہیر۔

(د) تشدد کی حوصلہ افزائی۔

2- وقار، تشخص اور شہرت کو برقرار رکھنے سے متعلق فرد کے حق کا احترام کیا جائے گا۔

3- واقعات پر تبصروں، خبروں اور جائز شکایات کی اشاعت معروضی اور حقیقت پر مبنی ہوگی اور حقائق سے قصداً گریز نہیں کیا جائے گا۔ سرخیاں، خبروں سے مختلف نہیں ہوں گی۔ آف دی ریکارڈ بریفنگ شائع نہیں کی جائے گی۔ سرکاری طور پر جاری کی گئی (ایمبارگو) اور خبروں تصویروں اور مضامین پر وقت سے پہلے شائع کرنے پر عائد پابندی کا سختی سے خیال رکھا جائے گا۔

4- صحافی کو حق ہوگا کہ وہ اپنے ذریعۂ معلومات کو خفیہ رکھ سکے۔

5- معاوضہ لے کر شائع کئے جانے والے تمام تجارتی اشتہارات' اعلانات اور مضامین پر اس امر کی وضاحت کی جائے گی کہ یہ اشتہارات ہیں۔

6- کوئی اخبار کسی غیر ملک یا غیر ملکی ایجنسی یا ادارے سے کسی قسم کا مالی یا دیگر مفاد یا رشوت حاصل نہیں کرے گا، سوائے اشتہارات کے۔

7- اخبار کا کوئی ملازم کسی قسم کی رشوت یا مفاد یا کوئی ایسی چیز حاصل نہیں کرے گا جس سے اس کی غیر جانبداری اور انصاف کی پاسداری متاثر ہو۔

8- اخبارات ایسی چیزوں کی اشاعت سے گریز کریں گے جس سے کسی دوست ملک کے سربراہ کے خلاف نفرت یا تعصب پیدا ہوتا ہو۔

9- غلط یا نامکمل معلومات کی اشاعت پر جائز تصحیح یا تردید کو کم سے کم مدت کے اندر شائع کیا جائے گا تاکہ اصل خبر کی اشاعت سے جو نقصان دہ اثرات پیدا ہوئے ہیں، وہ زائل ہو سکیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

10- پریس ایسی کوئی خبر تبصرہ، تصویر یا اشتہار شائع نہیں کرے گا جس سے ملک کی سلامتی یا قوم کی یکجہتی اور نظریئے پر زد پڑتی ہو۔

11- پریس ایسی کوئی چیز شائع نہیں کرے گا جس سے دفاعی فوج اور سول آرمڈ فورسز کی وفاداری اور اطاعت پر زد پڑتی ہو۔

12- پریس دفاعی افواج کو سیاست میں ملوث کرنے سے باز رہے گا اور ان کی کارکردگی اور رویئے پر صرف صحیح تبصرہ کیا جائے گا۔

13- پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کی کارروائی کی رپورٹنگ کے دوران ایسے حصے شائع نہیں کیئے جائیں گے جنہیں سپیکر نے ریکارڈ سے حذف کرنے کا حکم دیا ہو اور اسمبلی میں تمام طبقوں کی جانب سے جو کچھ کہا جائے اس کی صحیح رپورٹنگ کی جائے گی۔

14- عدالتوں کی کارروائی کی رپورٹنگ کے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ فریقین کا مؤقف درست طریقے سے شائع ہو اور استغاثہ یا صفائی کی طرف سے عدالتوں میں جو شہادت موقف یا دلائل پیش کیئے گئے ہوں ان میں کوئی تحریف نہ کی جائے۔

سی پی این ای کے پہلے ضابطہ اخلاق جاری کردہ 1963ء کے جو تین نکات اس ضابطۂ اخلاق میں شامل نہیں کیئے گئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1- پیشہ صحافت کو ایک عوامی ادارے کی حیثیت حاصل ہے، اسے ایسے انفرادی یا سماج دشمن مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ نہیں بننا چاہیئے جو اس پیشے کے تقاضوں کے منافی اور عوامی مفاد کے لئے مضر رساں ہو۔

2- (الف) مزدوروں کے متعلق کسی معاملہ میں اخبارات واقعات کو حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کریں گے۔ وہ صنعتی اور دوسرے پیداواری یونٹوں، رفاہ عامہ کے اداروں اور لازمی سروسز میں کسی صورت میں بھی ہڑتالوں یا بدامنی کی کسی دوسری صورت کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے، البتہ صنعتی تعلقات اور حالات کار پر جائز تبصرے اس شق کے تحت نہیں آئیں گے۔

(ب) طلباء کے مسائل کے سلسلے میں اخبارات ایسی کوئی چیز شائع نہیں کریں گے جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے طلباء میں غیر تعلیمی امور کے متعلق ایجی ٹیشن کی حوصلہ افزائی ہو، البتہ اخبارات کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ طلباء سمیت شہریوں کے ہر طبقے کے بارے میں تعصب و جانبداری سے پاک خبریں اور نظریات پیش کرسکیں گے۔

3- اخبارات اس ضابطہ اخلاق کو برقرار رکھیں گے اور ضابطہ پر دستخط کرنے والے اخبارات میں اس ضابطہ کے خلاف کوئی چیز شائع نہیں ہونے دیں گے۔

مندرجہ بالا تین نکات کے علاوہ سی پی این ای کا موجودہ ضابطہ اخلاق تقریباً وہی ہے جو 1963ء میں بنایا گیا تھا۔

کارکن صحافیوں کی تنظیم (پی ایف یو جے) پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس کا ضابطۂ اخلاق:

پی ایف یو جے نے سب سے پہلے 1950ء میں ضابطۂ اخلاق بنایا اور 1963ء میں اس پر دوبارہ نظرثانی کی گئی اور اسے پی ایف یو جے کے آئین کا حصہ بنا دیا گیا، لیکن پنجاب یونین آف جرنلسٹ کے اس وقت کے صدر اے ٹی چوہدری (مرحوم) جو اس وقت پاکستان ٹائمز کے اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے، نے اسے ناکافی قرار دیا اور اس میں مزید ترامیم کرنے پر زور دیا۔ یہ ضابطۂ اخلاق کل تیرہ (13) نکات پر مشتمل ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو صحافت کی عمومی اخلاقی اقدار سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا پہلو کارکن صحافیوں کے باہمی طرز عمل کے بارے میں طریق کار متعین کرتا ہے۔ اس کا مکمل متن درج ذیل ہے:۔

ضابطۂ اخلاق:

اجتماعی تحفظ اور معاشی بہبود کے لئے قائم کردہ دوسری ٹریڈ یونینوں کی طرح پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس اپنے ممبران سے کام کے اعلیٰ معیار اور اعلیٰ اخلاقی کردار کو قائم کرنے کی خواہش اور ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ کارکن صحافی کی دو وفاداریاں ہیں، ایک یونین کے ساتھ دوسری تاجر کے ساتھ، جب تک تاجر شرائط پوری کرتا ہے اور صحافیوں سے ایسی خدمات کا مطالبہ نہیں کرتا جو پیشے کے احترام اور ٹریڈ یونین ازم کے اصول سے متصادم ہوں، تاجر سے کوئی تصادم نہیں کیا جائے گا۔

1- کسی رکن کو کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیۓ جو اس کی اپنی، یونین کی، اخبار کی اور پیشے کی شہرت کو نقصان پہنچائے۔ وہ یونین کے قواعد کا مطالعہ کرے اور یونین کے مفاد کے خلاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ نہ کرے۔

-2 اشاعت کے لئے یا خبر دبانے کے لئے اگر کوئی اخبار نویس رشوت قبول کرتا ہے، اس کا یہ اقدام شدید ترین پیشہ وارانہ جرائم میں شامل ہوگا۔

-3 ہر اخبار نویس اپنے ماتحتوں سے ویسا ہی سلوک کرے جس کا وہ اپنے سے برتر عہدوں پر فائز اخبار نویسوں سے متوقع ہے۔

-4 دیانت داری سے اخباری حقائق کی فراہمی، اشاعت کی آزادی، منصفانہ تبصرہ اور تنقید ایسے اصول ہیں جن کی حفاظت اخبار نویس کا فرض ہے۔

-5 جو رکن اپنی ملازمت ختم کرنا چاہتا ہے، اس کا فرض ہے کہ معاہدے کے مطابق باقاعدہ نوٹس دے، البتہ اگر تاجر اجازت دے تو اس طریق کار میں ترمیم ہو سکتی ہے۔

-6 کوئی رکن غیر مناسب ہتھکنڈوں سے ترقی حاصل کرنے یا کسی اور صحافی کی پوزیشن لینے کی کوشش نہ کرے۔ یونین کے کسی فری لانس رکن کو اگر باقاعدہ یا جز وقتی کام ملا ہو تو کوئی دوسرا رکن بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کام کو اپنے لئے یا کسی اور ادارے کے لئے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے۔

-7 یہ غیر پیشہ وارانہ کردار ہے کہ نقل یا سرقہ کر کے کسی اور اخبار نویس کی محنت سے ناجائز فائدہ اُٹھایا جائے یا کسی اور کی محنت کے نتیجے کو بغیر اجازت اپنی سطری کارکردگی (Linage) بڑھانے کے لئے استعمال کیا جائے۔

-8 گو مرکزی مجلس عاملہ یا کوئی ماتحت مجلس کوئی ایسا منصوبہ تیار کرے جس کا مقصد یہ ہو کہ مختلف دفاتر میں باقاعدہ کام کرنے والے ارکان کے پاس جو فالتو سطری کارکردگی (Linage) کی بناء پر موجود ہے، اسے جمع کر کے کسی فری لانس رکن کے لئے ذریعہ روزگار مہیا کیا جائے تو ارکان وہ فالتو کام چھوڑنے کے لئے تیار ہوں گے۔

-9 ہر کارکن کا فرض ہے کہ سب سے پہلے اپنے اخبار کا کام کرے، جہاں وہ ملازم ہے۔ ہر رکن آزاد ہے کہ اپنے فالتو وقت میں تخلیقی کام کرے، لیکن اسے اپنے آرام کے وقت یا چھٹیوں میں کوئی ایسا فالتو کام نہیں کرنا چاہئے جس سے کسی بیکار رکن کے لئے ملازمت کا موقع ضائع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔ یونین جب اپنے ارکان کے لئے آرام کے دن حاصل کرتی ہے تو اس کی بنیاد اس امر پر ہوتی ہے کہ شدید مشقت کے بعد مزدور کو اپنی قوت کارکردگی بڑھانے کے لئے آرام کی ضرورت ہے، لیکن اگر اخبار نویس اس وقفے کو بھی کسی کام میں صرف کر دیں تو اس سے یونین کے ان مقاصد کو نقصان پہنچتا ہے جن کا تعلق اس بات سے ہے کہ کام کے اوقات گھٹائے جائیں۔

-10 اگرچہ دوسرے ممبروں کی مدد کا جذبہ ہمیشہ موجود رہنا چاہئے، لیکن جب کوئی بیکار ممبر ملازمت کا طلب گار ہو تو اس صورت میں اس کی مدد ممبروں کا اہم فرض بن جاتی ہے۔

-11 اخبار نویس اپنے اخبار یا ایجنسی کو جو مواد فراہم کرتا ہے اس کی صحت کے لئے اسے اپنی ذاتی ذمہ داری کا مکمل احساس ہونا چاہئے، اسے چاہئے کہ یونین کے راز یا پیشہ وارانہ راز محفوظ رکھے اور معلومات اور نجی دستاویزات کے ذرائع کے بارے میں اس پر جو اعتماد کیا جائے اس کا احترام کرے۔ اس کا فرض ہے معلومات یا دستاویزات کے بارے میں غلط بیانی نہ کرے اور حقائق کو توڑ مروڑ کر یا غلط رنگ میں پیش کرنے سے گریز کرے۔

-12 خبروں یا تصویروں کے حصول میں رپورٹر اور اخباری فوٹو گرافر کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے معصوم، غمزدہ یا دوسرے پریشان لوگوں کو اذیت پہنچے یا ان کی ذلت ہو۔ خبری تصاویر اور دستاویزات صرف دیانتدارانہ طریقوں سے حاصل کی جائیں۔

-13 ہر اخبار نویس ان خطرات کو اپنے ذہن میں رکھے جو ہتک عزت، توہین عدالت اور حق تصنیف کے قوانین سے تعلق رکھتے ہوں۔ عدالتی کارروائیوں کی تحریر و اشاعت میں یہ ضروری ہے کہ تمام فریقوں سے مساوی برتاؤ کیا جائے۔

اے پی این ایس (APNS) کا اشتہار بازی کا ضابطۂ اخلاق:

اے پی این ایس (آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی) کا اشتہار بازی کا یہ ضابطہ اخلاق اخبارات کے لئے اشتہار لینے سے متعلق ہے۔ اشتہار بازی کی ایسوسی ایشن کوشش کر رہی ہے کہ وہ اے پی این ایس سے علیحدہ اپنی حیثیت منوائے اور اس سلسلہ میں کوالالمپور میں ایک میٹنگ بھی ہوئی۔ اے پی این ایس اخبارات کے پبلشروں اور مالکوں کی تنظیم ہے اور چونکہ اشتہار بازی کی ایجنسیوں کو کنٹرول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لئے کوئی تنظیم نہیں ہے، اسی لئے اے پی این ایس نے اخبارات کے لئے یہ ضابطہ بنایا ہے۔ اس کی ایک مرتبہ خلاف ورزی کرنے پر ایک ہزار روپے تک جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اخبار کو اے پی این ایس کی رکنیت سے بھی علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس ضابطۂ اخلاق کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

1- ممبران ایسی تمام احتیاطیں مدنظر رکھیں گے تا کہ اس بارے میں یقین ہو سکے کہ قبول کئے جانے والے اشتہارات قانونی، واضح، ایماندارانہ اور سچ پر مبنی ہیں۔ مزید یہ کہ اشتہار کسی اچھی ساکھ والی اشیاء یا خدمات کے ہیں۔

2- ممبران براہ راست اشتہار دینے والوں کو بہتر سہولتیں مثلاً اشتہارات کی قیمت میں کمی کمیشن، آرٹ ورک کی فراہمی، امتیازی پوزیشن اور دیر سے ادائیگی کرنے کی سہولت نہ دیں گے۔

3- ممبران کسی بھی براہ راست اشتہار دینے والوں کو کمیشن یا چھوٹ نہیں دیں گے۔ ایسی کوئی بھی ایجنسی جو رجسٹرڈ نہ ہو تو $6\frac{1}{4}\%$ سے زیادہ یا طے شدہ کمیشن نہیں دیا جائے گا۔

4- کوئی بھی ممبر کسی رجسٹرڈ ایجنسی کو بالواسطہ یا بلاواسطہ 15% سے زیادہ کمیشن نہیں دیں گے۔

5- کوئی بھی ممبر مقرر کردہ نرخوں سے کم قیمت پر اشتہار نہیں لے سکے گا۔ ماسوائے خیراتی تنظیموں کے اور اگر قیمتوں میں کوئی تبدیلی کرنی مقصود ہو تو ایسی تبدیلی سے پہلے سوسائٹی کو مطلع کرنا ہوگا۔

6- سینما، تفریحی اشتہارات اور مخصوص اشتہارات اور براہ راست اشتہار دینے والوں کو کوئی کمیشن نہیں دیا جائے گا۔

7- اگر کوئی ممبر چاہے تو وہ غیر رجسٹرڈ ایجنسی کو 4 فیصد رعایت دے سکتا ہے، بشرطیکہ ایجنسی 30 دن کے اندر ادائیگی کر دے۔

8- کسی بھی حق کی خلاف ورزی کرنے کی شکایت پر سوسائٹی ممبر کے خلاف کارروائی کرے گی۔

9- تمام ممبران اپنی اشاعت کا معیار اور تعداد بڑھانے کے لئے ہر ممکن اقدام کریں گے، تا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عوام اور اشتہار دینے والوں کی ہر ممکن خدمت کی جا سکے۔

-10 کوئی بھی مقامی یا غیر ملکی اشتہار کا سودا مال کے بدلے مال کے اصول پر نہیں کرے گا۔

-11 اگر کوئی ممبر ضابطہ اخلاق سے انحراف کرے گا تو اس کے خلاف سوسائٹی کے آئین کے تحت کارروائی ہو سکتی ہے اور جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔

مندرجہ بالا ضابطہ اخلاق کا زیادہ تر تعلق اشتہار بازی (advertising) کے پیشہ اور اشتہاری ایجنسیوں سے متعلق ہے۔ اس ضابطہ کا اخبار یا اشتہار کے معیار سے بہت کم تعلق ہے۔ سوائے شق نمبر 1 اور 9 کے، اس لئے ضابطۂ اخلاق پر عملدرآمد کا جائزہ لینا ممکن نہیں۔

مثالی ضابطہ اخلاق:

صحافیوں کے بین الاقوامی ضابطۂ اخلاق میں لکھا گیا ہے کہ:

''آزادی صحافت کی بہتر طور پر حفاظت کا تقاضا ہے کہ صحافت اور ابلاغ اجتماعی کے دوسرے اداروں میں کام کرنے والے مسلسل اور رضا کارانہ طور پر جدوجہد کریں تاکہ ذمہ داری کا اعلیٰ احساس قائم رہے اور واقعات کی رپورٹنگ اور حقائق کی ترجمانی اور تاویل میں صداقت کا اصول ان کے لئے مشعل راہ بنا رہے''۔

گویا صداقت صحافت کی جان ہے اور حقائق کو تقدس کا درجہ حاصل ہے۔ عوام کو یہ حق حاصل ہے کہ حقائق تک ان کی رسائی ہو لیکن اگر ملک میں بے چینی، گڑبڑ یا ہنگامی حالات مثلاً جنگ وغیرہ کا سامنا ہو تو مملکت اور معاشرے کے مفاد کی خاطر حقائق کو اس صورت میں پیش نہیں کیا جانا چاہئے کہ حالات مزید ابتر ہو جائیں۔ گویا مثالی ضابطہ اخلاق، اخلاقیات کے ان عمومی اصولوں کا مجموعہ ہو سکتا ہے، جس میں معاشرے کے اخلاق اور رائج اقدار کی پابندی کی جائے اور جس میں لوگوں کے حقوق اور احساسات کا احترام کیا جائے۔ اخبارات کے لئے ضروری ہے کہ وہ نوع انسانی کے وقار اور اخوت کے اصول کی حفاظت کریں۔

دُنیا کے تقریباً ہر ملک بشمول پاکستان میں صحافیوں کی انجمنوں نے ضابطہ ہائے اخلاق بنا رکھے ہیں۔ ان سب کے مطالعے اور پاکستان کے مخصوص معاشرتی، سیاسی اور اخلاقی تقاضوں کی روشنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ایک مثالی ضابطہ اخلاق درج ذیل ہو سکتا ہے۔

(الف) عمومی مواد:

ہر قسم کی خبروں، مضامین، اداریے اور دوسرے مواد کی پیش کش میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے:

1- خبریں اور آراء کی پیشکش سے پہلے معلومات کی صحت کی جانچ پڑتال کی جائے اور جگہوں، شخصیتوں اور اداروں وغیرہ کے صحیح نام دیئے جائیں۔

2- ہنگامی حالات کے علاوہ تمام چھپنے والا مواد صداقت پر مبنی ہونا چاہیے۔

3- خبروں کی پیشکش میں غیر جانبدار رہے اور تصویر کے دونوں رُخ پیش کرنے چاہئیں، البتہ ادارتی کالموں، مضامین اور خصوصی کالموں میں پسند کی رائے دی جا سکتی ہے۔قومی مفادات اور ملکی تقاضوں کے مطابق خبر یا معلومات کو مطلوبہ سانچے میں ڈھالا جا سکتا ہے۔

4- فریق ثانی کا جواب دیئے بغیر کسی شخص یا ادارے کے خلاف ایسی خبر یا الزامات مت چھاپے جو ان کی شہرت اور عزت پر اثر انداز ہوں۔

5- افراد کی نجی زندگی میں مداخلت مت کیجئے اور صرف وہی امور چھاپے جائیں جو اس کی پبلک زندگی سے متعلق ہوں۔کسی فرد کی خلوت یا ذاتی زندگی کو انتہائی ضرورت کے وقت ملوث کیجئے جب یہ قوم اور ملک کے انتہائی مفاد میں ہو۔

6- فحاشی، غیر شائستگی اور بلیک میلنگ سے پرہیز کیجئے۔

7- ایسی کوئی تحریر نہ چھاپئے جس کے عوض آپ کوئی مالی فائدہ یا اپنے صحافتی عہدے کی وجہ سے کوئی دوسرا فائدہ حاصل کر سکیں۔

8- ایسی معلومات جو آف دی ریکارڈ یا ناقابل اشاعت قرار دی جائیں، مت چھاپئے۔

9- اگر آپ نادانستہ کوئی غلط بیانی کر چکے ہیں تو اس کی تلافی تحریری معذرت کی اشاعت سے کیجئے۔

(2) مملکت اور قوم سے متعلق اشاعت سے پہلے ان باتوں کا خیال رکھئے:

ملک اور قوم کے متعلق کوئی ایسی چیز نہ چھاپئے جس سے بلاواسطہ یا بالواسطہ ایسے امکانات پیدا ہوں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1- تشدد کی حوصلہ افزائی۔

2- نظم ونسق کے قیام میں مداخلت۔

3- ازروئے قانون قائم شدہ حکومت کے خلاف تمسخر، نفرت یا حقارت پیدا ہونا۔

4- کسی صوبے، علاقے، فرقے، سیاسی، مذہبی یا سماجی نوعیت کی جماعت کے افراد کے خلاف دشمنی کا جذبہ پیدا ہونا۔

5- غیر ملکی مملکتوں سے دوستانہ تعلقات پر برا اثر ڈالنا۔

6- مسلح افواج، پولیس یا نیم فوجی دستوں کے نظم وضبط یا مورال میں بگاڑ۔

7- مملکت کے رازہائے سربستہ کا افشاء کرنا۔

8- ایسی سرکاری دستاویزات کا افشا کرنا جنہیں ''خفیہ'' قرار دیا گیا ہو۔

9- وزراء اور حکام پر ہتک آمیز اور دشنام آمیز جملے۔

(3) سرخیوں کی اشاعت کیلئے درج ذیل باتوں کا خیال رکھئے:

(الف) جنس وجرائم سے متعلق ایسی خبریں نہ چھاپے جو:

(1) معمولی جرائم سے تعلق رکھتی ہوں۔

(2) اخبار کے حلقہ اشاعت سے باہر ہونے والے جرائم۔

(3) وہ جرم جو بچوں سے سرزد ہوئے۔

(4) طلاق کے مقدمات۔

(5) خودکشی کے ایسے واقعات جن کا تعلق معمولی لوگوں سے ہو۔

(ب) ان لوگوں کے نام نہ چھاپئے:

(1) پہلی بار جرم کا ارتکاب کرنے والے۔

(2) اغوا شدہ لڑکیاں۔

(3) اغوا شدہ لڑکے (جب اغوا کا تعلق جنس سے ہو)

(4) جنسی جرائم کے شکار افراد۔

(5) ملزمان کے خاندان کے افراد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ج) نہ جرم کو کارنامے کی صورت دیجئے اور نہ مجرم کو بہادر یا ہیرو بنا کر پیش کیجئے۔

(د) جنس و جرم کی کوئی خبر جب تک واقعی نہایت اہم نہ ہو اسے اہمیت نہ دیجئے اور جرائم کی خبریں صفحہ اول اور آخر کی بجائے اندرونی صفحات پر شائع کیجئے۔

(ر) ایسی تفاصیل نہ بیان کیجئے جس سے دوسروں کو نقل یا تقلید کی ترغیب ہو۔

وحشیانہ قتل، سخت اذیت پہنچانے والی واردات، جسمانی عذاب اور جنسی جرائم کی خبروں کی تفصیل مت دیجئے۔ جنس و جرائم کی خبریں ایسے انداز میں لکھیے کہ انہیں گھر کے سب افراد کے سامنے بلند آواز میں پڑھا جا سکے۔

(5) تصویری صفحات:

تصاویر کی اشاعت میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

(الف) جو شخص تصویر کا موضوع ہو اس کی اجازت لئے بغیر تصویر نہ چھاپی جائے، ماسوائے مندرجہ ذیل کے:

(1) جہاں کسی پبلک مقام پر مشترکہ مفاد کی بناء پر لوگ اکٹھے ہو جائیں۔

(2) جب تصویر کا موضوع شخص رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو پبلک کے سامنے پیش کرتا ہے۔

(3) جب عام دلچسپی کی کسی خبر کے ساتھ تصویر دی جائے۔

(ب) ان لوگوں کی تصاویر نہ چھاپیے:

اخلاقی جرائم میں ملوث افراد، (لیکن ان میں وہ مفرور ملزم شامل نہیں جن کی تصاویر اس لئے چھاپی جاتی ہیں کہ ان کا سراغ مل سکے)۔

(1) گرفتار شدہ فاحشہ عورتیں۔

(2) ایکٹرسوں اور رقاصاؤں کی نیم عریاں تصاویر۔

(3) مسخ شدہ نعشیں۔

(ج) ایسی تصاویر چھاپی جائیں جو خبریت کی حامل ہوں، ایک ہی شخص کی تصاویر ایک ہی اشاعت میں ایک سے زائد نہیں چھاپی جانی چاہیے۔ مثلاً بڑی بڑی شخصیات کی تصاویر زیادہ تعداد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں شائع نہیں ہونی چاہئیں۔

(د) جرائم کی تصاویر بہت نمایاں نہیں ہونی چاہئیں۔ ملزمان کے خاندان کی تصاویر چھاپنے سے بھی احتراز کرنا چاہیے۔

(ر) ملکی یا غیر ملکی رسالوں اور اخباروں سے بغیر اجازت تصاویر نقل نہیں کرنی چاہیے۔

(س) موضوع تصویر کی اجازت کے بغیر تصویر میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے لیکن عام اصلاح ری ٹچنگ (Re-touching) تراش خراش (Clipping) اور ادارتی عمل (Editing) سے مستثنیٰ ہیں۔

(ش) کسی مخلوط تقریب یا ایسے معاملات جن میں خواتین و حضرات دونوں شامل ہوں، کی تصاویر خصوصاً رنگین ایڈیشنوں میں مناسب توازن سے پیش کی جانی چاہئیں اور محض لوگوں کی توجہ مبذول کروانے کے لئے خواتین کی بڑی بڑی اور زیادہ تعداد میں تصاویر نہیں چھاپنا چاہیے۔

(6) کارٹون:

کارٹون کی اشاعت میں مندرجہ ذیل باتوں سے احتراز کرنا چاہیے۔

(الف) کوئی کارٹون ایسا نہ ہو جس سے ذم (تضحیک) کا پہلو نکلتا ہو۔

(ب) صدر مملکت، روحانی یا مذہبی رہنماؤں کو کارٹون کا موضوع نہ بنایا جائے۔

(ج) ایسا کارٹون نہ بنایا جائے جس سے افراد کی کسی جماعت، پیشہ یا وابستگی کی تضحیک ہوتی ہو۔

(د) ملکی و غیر ملکی رسائل و اخبارات سے بلا اجازت کارٹون لے کر نہیں چھاپنا چاہیے۔

(ر) ایسے کارٹون نہ چھاپے جانے چاہئیں جو کسی کے جسمانی عیب کو واضح کرتے ہوں۔

(5) اشتہارات:

اشتہارات کے سلسلے میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

(الف) ایسے اشتہار شائع نہ کیے جائیں۔

☆ جن میں بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی تجارتی حریف کی مخالفت کی گئی ہو۔

☆ لاٹری اور انعامی معمول کے اشتہارات جو مشکوک نوعیت کے تجارتی اداروں کی طرف سے آئیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ قسمت کا حال بتانے والے اور تعویذ گنڈے بیچنے والوں کے اشتہارات۔

☆ فحش اشتہارات۔

☆ جنسی بیماریوں کے معالج اور جنسی دوائی کے اشتہارات۔

☆ سینما، رقص و موسیقی کی محفلوں اور شبینہ کلبوں کے اشتہارات جن میں نیم عریاں عورتوں کی تصاویر ہوں۔

☆ کسی مذہبی گروہ، جماعت یا افراد کے خلاف اشتہار جس سے کسی کی دل آزاری یا جذبات مجروح ہونے کا خطرہ ہو۔

(ب) خبروں، مضامین، تصاویر اور فیچروں کے روپ میں جو تجارتی اشتہار آئیں انہیں اس طرح چھاپا جائے کہ صاف معلوم ہو کہ یہ اشتہار ہیں۔ ان کے متن کا ٹائپ Font یا کتابت کا قلم بھی عام خبروں سے مختلف ہونا چاہیے۔

(ج) کوئی غیر قانونی یا غیر اخلاقی فائدہ حاصل کرنے کے لئے کسی مخصوص ادارے یا فرد کا اشتہار چھاپنا بھی غیر مناسب ہے۔

(8) مزاحیہ کالم:

گو مزاحیہ کالموں کا مقصد حالات حاضرہ کے مضحک پہلوؤں کو نمایاں کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح یہ مقصد بھی ناجائز نہیں کہ اپنے سیاسی مخالفین کا مضحکہ اُڑایا جائے مگر اس میں مندرجہ ذیل احتیاطیں ضروری ہیں۔

☆ کوئی غلط بیانی نہ کی جائے۔

☆ کسی کی دل آزاری نہ کی جائے۔

☆ اس طرح مزاح پیدا کیا جائے کہ جو اس کا نشانہ ہو وہ بھی لطف اُٹھائے۔

☆ کوئی ایسی بات نہ لکھی جائے جو کسی کی عزت نفس کو ٹھیس پہنچائے۔

(9) اداریہ:

اداریہ اخبار کی پالیسی کا مظہر ہوتا ہے مگر اس کے ساتھ اس کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ عوام کو اہم مسائل کے متعلق نہ صرف باخبر رکھے بلکہ ان کی صحیح رہنمائی بھی کرے۔ اداریہ لکھتے وقت درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الف) ادارتی تبصروں میں ذاتی مفاد کی بجائے عوامی مفاد کا خیال رکھنا چاہیے۔

(ب) اختلاف اور نکتہ چینی منصفانہ اور معروضی نوعیت کی ہونی چاہیے اور اس سلسلے میں حقائق کو کسی صورت مسخ نہ کرنا چاہیے۔

(ج) ایسے اداریے لکھنے سے احتراز کرنا چاہیے جو:

☆ کسی کی دل آزاری اور استخفاف کا باعث بنیں۔

☆ ملک کی سلامتی اور استحکام کو گزند پہنچائیں۔

☆ مسلح افواج کی وفاداری کو متاثر کر سکتے ہوں۔

☆ مختلف طبقات میں منافرت پھیلانے میں معاون ہوں۔

☆ مزدور، طلباء یا عوام کے کسی گروہ میں بے چینی پیدا کریں۔

(د) خارجی تعلقات کو زیر بحث لاتے وقت ملک کے وسیع تر مفادات اور دوست ملکوں کے ساتھ اپنے قومی تعلقات کی نزاکت کا احترام کرنا چاہیے۔

(ر) عوام کے ہر طبقے کے جائز حقوق کی ہمنوائی اور جائز شکایات کے ازالے کی تعمیری صورتیں تجویز کرنی چاہئیں۔

ایک کثیر الاشاعت اخبار کا ضابطۂ اخلاق:

ہمارے ملک کے ایک کثیر الاشاعت روزنامہ ''جنگ'' میں، جس کی انتظامیہ کے بقول ہمارے اخبار کی کوئی پالیسی نہیں ہے، آفس آرڈر کے ذریعے اس کے صحافی کارکنوں کو جو ہدایات دی جاتی ہیں وہی اس اخبار کی پالیسی اور ضابطۂ اخلاق ہے۔

خبریں شائع کرنے کے انداز اور مضامین کے حوالے سے بظاہر یہ آزاد اخبار بھی اپنے کارکنوں کو کچھ نہ کچھ صحافتی ذمہ داریوں اور ضابطوں کی پابندی ضرور کرواتا ہے۔ وہاں جن چیدہ چیدہ نکات پر سختی سے عمل درآمد کرنے کے لئے کہا جاتا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

(1) (الف) اسلام، رسول کریم ﷺ، خلفائے راشدینؓ، امہات المومنینؓ، صحابہ کرامؓ اور بزرگان دینؒ کی ذات مبارک کے خلاف کوئی مواد شائع نہیں کیا جائے گا۔

(ب) مخرب اخلاق، فحش اور ملکی قوانین کے خلاف کوئی مواد شائع نہیں کیا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ج) صدر، وزیراعظم اور وزرائے اعلیٰ، گورنروں اور دیگر اہم ترین شخصیات کی ذات کے خلاف کوئی مواد شائع نہیں کیا جائے گا۔

(ہ) دوست ممالک کے خلاف کوئی مواد شائع نہیں کیا جائے گا۔

(ر) افواج پاکستان، بانی ٔ پاکستان، نظریہ پاکستان اور علامہ اقبالؒ کی ذات یا افکار کے خلاف کوئی مواد شائع نہیں کیا جائے گا۔

(س) کسی مذہبی فرقے کی دل آزاری پر مبنی مواد شائع نہیں کیا جائے گا، جو ہتک عزت کے قانون کی ذیل میں آتا ہو۔

(2) مواد کی ایڈیٹنگ کرتے وقت آپ کو چاہئے کہ تکرار سے احتراز کیا کریں اور زائد از ضرورت مواد کاٹ دیں۔ تاہم ایسا کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ عبارت کا تسلسل، خبر کی رُوح اور معانی غائب نہیں ہونے چاہئیں۔

(3) ادارے کی پالیسی کے مطابق مختلف نقطہ ہائے نظر کو یکساں اہمیت دینا بھی ضروری ہے۔ علاوہ ازیں یک طرفہ مواد کی اشاعت کو روکنا اور مواد کو متوازن اور سبھی نقطہ ہائے نظر کی ترجمانی کو ہر ممکن مدنظر رکھنا آپ کی ذمہ داری ہے۔

(4) پاکستان کے آئین، قانون، عدالت عظمیٰ، عدالت عالیہ اور دیگر عدالتوں کے خلاف اور مختلف صوبوں، لسانی طبقوں اور ذات برادریوں کے درمیان منافرت پھیلانے والا مواد شائع نہیں کیا جائے گا۔

(5) تصویروں اور سرخیوں میں بھی انہی شرائط کو مدنظر رکھیں اور ان ہدایات پر پوری طرح عملدرآمد کریں کیونکہ ان ہدایات کی خلاف ورزی کو "مس کنڈکٹ" تصور کیا جائے گا۔

یہ بحث الگ ہے کہ اس پالیسی پر کہاں تک عملدرآمد ہوتا ہے۔ اس امر کا اندازہ اس اخبار میں خبروں کی پیشکش کے انداز اور دیگر مندرجات سے لگایا جاسکتا ہے۔

ریڈیو پاکستان کا ضابطہ اخلاق:

پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کے مرکزی شعبۂ خبر نے ایک مرتبہ اپنے لئے بھرتی ہونے والے سب ایڈیٹروں کو خبروں کی تہذیب وترتیب کی تربیت دینے کے لئے جس کورس کا اہتمام کیا تھا اور جس کو اب ایک مستقل تربیتی ادارے کی حیثیت دے دی گئی ہے، اس میں نئے آنے والے صحافیوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحت اور شائستگی کے ساتھ خبروں کی پیش کش کے لئے حسب ذیل باتوں کو خاص طور پر ملحوظ رکھنے کی خاطر ہدایت کی جاتی ہے:

1- صحت خبر:

کوئی ایسی خبر نشر نہ کی جائے جس کی صحت اور صداقت کے بارے میں مکمل اطمینان نہ ہو، غلط خبر سامعین کو گمراہ کرنے کے علاوہ قومی مفاد کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔

2- انصاف پسندی:

کوئی ایسی خبر نشر نہ کی جائے، جس کی صحت اور صداقت کے بارے میں مکمل اطمینان نہ ہو، غلط خبر سامعین کو گمراہ کرنے کے علاوہ قومی مقاصد کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔

3- انصاف پسندی:

کسی واقعے یا بیان کی خبر دینے میں پوری انصاف پسندی سے کام لینا چاہیے، ہر قسم کی رنگ آمیزی، تبصرے اور جانبداری سے پرہیز کرنا چاہیے۔

4- غیر جانبداری:

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ذاتی رجحانات اور نظریات سے قطع نظر کر کے خبر کی خبریت کو اپنا رہنما اصول بنائیں اور اس کی معروضیت کو مجروح نہ ہونے دیں۔

5- وضاحت:

خبر اس طرح لکھی جائے کہ اس کی ہر بات صاف اور واضح ہو۔ سامعین کو کسی سے اس کی تشریح و توضیح کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ خبر میں نئی اور علمی اصطلاحات کے استعمال سے گریز کیا جائے۔

6- سادگی اور اختصار:

خبر بےلاگ انداز میں لکھی جائے۔ سادہ مگر مؤثر زبان استعمال کی جائے، اختصار سے کام لیا جائے اور صرف اہم نکات کم سے کم بیان کئے جائیں۔

7- متانت اور توازن:

خبر ایسے سنجیدہ اور متین انداز میں لکھی جائے کہ ہر قسم کے جذباتی اثرات سے پاک ہو، اُس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کسی طرح کا مزاح اور دل لگی نہ ہو۔ خوش مزاجی اور چیز ہے، وہ ہو سکتی ہے مگر طنز، طعنہ زنی اور پھبتی سے پرہیز لازمی ہے۔ ریڈیو چونکہ گھروں میں سنا جاتا ہے، اس لئے بدذوقی کی کوئی بات نشر نہ ہونا چاہئے اور نہ کبھی سنسنی خیزی کی طرف جانا چاہیے۔

ان بنیادی اور رہنما اصولوں پر ریڈیو پاکستان کی تمام نشریات کا دارومدار ہونا چاہئے۔ خبروں کے علاوہ حالات حاضرہ پر اپنے تبصروں اور دوسرے پروگراموں میں بھی اسے پیش نظر رکھنا چاہئے۔

اسی طرح پاکستان ٹیلی ویژن کو بھی اسلام کے بنائے ہوئے اخلاقی ضابطوں اور ان اصولوں کی پابندی کرنی چاہئے۔ مذکورہ بالا اصول اس کے ضابطۂ اخلاق کی بنیاد بھی سمجھے جانے چاہئیں۔ محض عشق و محبت اور شادی کی کہانیوں کی بجائے ڈراموں میں مقصدیت اور قومی یکجہتی کو اُجاگر کیا جانا چاہئے۔

تعلقات عامہ کا ضابطۂ اخلاق

(Ethical Code of Public Relations)

کسی ادارے یا تنظیم کے وقار کو بلند کرنے کے لئے جو کوششیں کی جائیں وہ "تعلقاتِ عامہ" کے ضمن میں آتی ہیں۔ اپنے کام کے مزاج اور نوعیت کے اعتبار سے یہ بھی صحافت کا ہی ایک شعبہ ہے۔ 1967ء میں جب چند ایک افسران تعلقات عامہ نے مل کر پبلک ریلیشنز ایسوسی ایشن آف پاکستان (Public Relations Association of Pakistan) کی بنیاد رکھی تو ان کے مقاصد میں تعلقاتِ عامہ کا معزز پیشہ اپنانے والوں کے لئے ایک ضابطۂ اخلاق بھی تشکیل کرنا تھا، لیکن 1971ء کے وسط تک کوئی ضابطۂ اخلاق سامنے نہیں آیا، لہٰذا تعلقاتِ عامہ کے طالب علموں کی رہنمائی کے لئے مجبوراً تعلقاتِ عامہ کی امریکی سوسائٹی کا ضابطۂ اخلاق درج کیا جاتا ہے، اس لئے کہ فن تعلقاتِ عامہ کی ابتداء امریکہ سے ہی ہوئی۔

امریکی سوسائٹی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے نومبر 1959ء میں اپنے کارکنوں کے لئے جو ضابطۂ اخلاق مرتب کیا تھا اور جس کی توثیق اس سوسائٹی کی اسمبلی نے 1960ء میں کی تھی، اس کی رُو سے تعلقاتِ عامہ کے پیشہ وارانہ اس معیار میں ردوبدل کیا گیا تھا جس پر 1954ء سے عمل درآمد کیا جا رہا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصول:

تعلقاتِ عامہ کی امریکی سوسائٹی کے ممبران یہ بات تسلیم کرتے ہیں اور عوام کے سامنے اس کا اعلان کرتے ہیں کہ تعلقات عامہ کا پیشہ اپنے مؤکلوں اور انتظامیہ کے جائز مفادات کی خدمت کے لئے بنیادی طور پر اس مقصد کے لئے وقف ہے کہ اس جدید معاشرے کے مختلف افراد، گروہوں، اداروں اور دیگر عناصر کے درمیان بہتر مفاہمت اور تعاون پیدا کیا جائے۔ اس مشن کی تکمیل کے لئے ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ:

(1) ہم اپنی نجی اور پیشہ وارانہ زندگی میں عوامی بہبود کے مطابق خدمات انجام دیں گے۔

(2) اپنی تمام سرگرمیوں میں سچائی، صحت و درستی، دیانت داری اور راست بازی کے تسلیم شدہ اصولوں سے رہنمائی حاصل کریں گے۔

(3) ایسی تمام کوششوں کی پوری پوری حمایت کی جائے گی، جن کا مقصد و مدعا یہ ہوگا کہ اس پیشے کی اہلیت اور صلاحیت میں تعلقاتِ عامہ کے فن کو روبہ عمل لانے کے لئے ٹھوس بنیادوں پر مسلسل تربیت اور بامقصد تعلیم کی ہمت افزائی کی جائے۔

(4) اس ضابطۂ اخلاق کی منظور شدہ دفعات پر پوری طرح عمل درآمد کی غرض سے اس کی ایک نقل ممبر کے پاس رہے گی۔

ضابطۂ اخلاق:

امریکہ کی تعلقاتِ عامہ سوسائٹی نے یہ ضابطۂ اخلاق اس مقصد کے پیش نظر منظور کیا ہے کہ اپنے ممبروں کی عوامی خدمت اور ان کے کردار کے اعلیٰ معیار کو فروغ دیا جائے اور برقرار رکھا جائے تاکہ اس سوسائٹی کی ممبر شپ کو اخلاقی کردار کا طرۂ امتیاز تصور کیا جائے۔ تعلقاتِ عامہ کو ایک معزز پیشہ سمجھا جائے، اس کی دیانت کے متعلق عوام کے اعتماد میں اضافہ ہو اور یہ کہ تعلقاتِ عامہ والے عوامی مفادات کی بہتر خدمت کر سکیں۔ یہ اصول پاکستان میں بھی تعلقات عامہ کے ضابطۂ اخلاق کے لئے رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔

(1) ہر ممبر کا یہ عام فرض ہے کہ وہ اپنے سابقہ اور موجودہ مؤکلوں، اپنے ہم پیشہ رفقاء کار اور عوام کے ساتھ دیانت دارانہ رویہ اختیار کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) ہر ممبر اپنی پیشہ وارانہ زندگی عوامی بہبود کے اصولوں کے مطابق گزارے گا۔

(3) ہر ایک ممبر کی یہ لازمی ذمہ داری ہے کہ وہ صحت و درستی، سچائی اور راست بازی کے مسلمہ معیار پر قائم رہے۔

(4) کوئی ممبر متعلقہ افراد کی اعلانیہ مرضی کے بغیر نزاعی یا تقابلی مفادات کی ترجمانی اس وقت تک نہیں کرے گا، جب تک کہ اسے پورے حقائق سے اچھی طرح آگاہ نہ کر دیا گیا ہو۔

(5) ایک ممبر اپنے سابقہ اور موجودہ مؤکلوں کے اعتماد کا تحفظ کرے گا اور کوئی ایسا معاوضہ یا کام قبول نہیں کرے گا، جس کی وجہ سے اس اعتماد کے نظر انداز ہونے یا اس کے ذریعہ کام لکالنے کا اندیشہ ہو۔

(6) کوئی ممبر کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا جس کی وجہ سے عوامی ابلاغ کے وسائل کی دیانت داری اور غیر جانبداری پر حرف آئے۔

(7) کوئی ممبر دانستہ طور پر غلط یا گمراہ کن اطلاع بہم نہیں پہنچائے گا اور اس امر کا پابند ہوگا کہ کسی غلط یا گمراہ کن اطلاع کی فراہمی سے بچنے کے لئے احتیاط سے کام لے۔

(8) کوئی ممبر اپنی مطلب براری کے لئے کسی ایسے ادارے کو استعمال نہیں کرے گا جو اعلانیہ طور پر کسی خاص مقصد کے لئے وجود میں لایا گیا ہو، لیکن در پردہ طور پر کسی ممبر یا اس کے مؤکل کے خصوصی یا نجی مفاد سے وابستہ ہو۔

(9) کوئی ممبر دیدہ دانستہ طور پر کسی دوسرے ممبر کی پیشہ وارانہ ساکھ یا اس کی خدمات کو مجروح نہیں کرے گا، اگر کسی ممبر کے پاس یہ ثبوت ہوگا کہ ایک دوسرا ممبر غیر اخلاقی، ناجائز یا قابل اعتراض سرگرمیوں میں ملوث ہے اور اس میں وہ سرگرمیاں بھی شامل ہیں جو اس ضابطے کی خلاف ورزی کے ضمن میں آتی ہیں تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس ممبر کے خلاف ضابطے کے مطابق کارروائی کے لئے تمام معلومات متعلقہ افسروں کی خدمت میں پیش کر دے۔

(10) کوئی ممبر کسی دوسرے ممبر کے مؤکل یا ان کی مصنوعات، کاروبار یا خدمات کے خلاف ایسے طریقے اختیار نہیں کرے گا جس سے ان کی اہانت کا پہلو نکلتا ہو۔

(11) کوئی ممبر اپنے مؤکل کی اعلانیہ رضامندی کے بغیر جس کا اظہار پورے حقائق کے انکشاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد کیا گیا ہو، کسی اور شخص سے ان خدمات کے صلے میں کوئی فیس، کمیشن اور دوسری مراعات حاصل نہیں کرے گا۔

(12) کوئی ممبر اپنے کسی مؤکل کو اس بات پر آمادہ نہیں کرے گا کہ کسی مخصوص کام کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہونے کی صورت میں اسے کسی قسم کا کوئی معاوضہ یا صلہ دیا جائے اور نہ اس سلسلے میں کسی فیس کا معاہدہ کرے گا۔

(13) کوئی ممبر اس وقت تک کسی دوسرے ممبر کے پیشہ وارانہ فرائض میں رخنہ اندازی نہیں کرے گا جب تک کہ دونوں کو یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ دونوں کے فرائض میں کوئی تضاد نہیں اور یہ یقین دلایا جائے کہ انہیں تمام معاملات سے باخبر رکھا جائے گا۔

(14) کوئی ممبر اس صورت میں کسی ادارے کو خیر باد کہہ دے گا، جب کہ اسے یہ یقین ہو جائے کہ اسے اپنی ملازمت کے سلسلے میں اس ضابطۂ اخلاق کے منافی سرگرمیوں میں حصہ لینا پڑے گا۔

(15) کسی ممبر کو اگر اس ضابطۂ اخلاق کے سلسلے میں کی جانے والی کسی کارروائی میں گواہ کی حیثیت سے طلب کیا جائے تو اسے لازماً حاضر ہونا پڑے گا۔ تاوقتیکہ سماعت کرنے والا ادارہ مناسب اسباب کی بناء پر اس کی غیر حاضری معاف کردے۔

(16) ہر ایک ممبر اس ضابطۂ اخلاق پر عملدرآمد کے سلسلے میں دوسرے ممبروں کے ساتھ پورا پورا تعاون کرے گا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

8

پاکستان میں صحافت کے مسائل
(THE PROBLEMS OF PRESS IN PAKISTAN)

پاکستان میں صحافت کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کے مسائل میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ عموماً اس کی مشکلات دو اقسام کی ہیں، اوّل مالی مسائل و مشکلات اور دوم آزادی صحافت کا مسئلہ، ان مسائل کی وجہ سے صحافت اپنی ذمہ داریاں کما حقہ، ادا نہیں کر پاتی مگر ان کے باوجود اخبارات کے سٹاف پر شخصی حوالے سے صحافتی اخلاقیات اور ذمہ داریوں کا بوجھ کم نہیں ہوسکتا۔

مالی مشکلات و مسائل:

قیام پاکستان سے قبل شخصی صحافت کا دور تھا مگر پاکستان بننے کے بعد صحافت نے ترقی کی تو اسے لازماً مالی طور پر زیادہ استحکام حاصل کرنے کی ضرورت پڑی۔ موجودہ دور میں اخبارات کو اپنے دفتر اور پریس وغیرہ قائم کرنے کے لئے ایک کثیر رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب تو پاکستان کی صحافت طباعت وتزئین کے کمپیوٹر دور میں داخل ہو چکی ہے۔ کتابت کی جگہ خوبصورت، یکساں اور متوازن کمپیوٹر نستعلیق نے لے لی ہے۔ رنگین تصاویر سادہ انداز سے پازیٹو بنانے کی بجائے نہایت قیمتی درآمد شدہ سکینر پر بننا شروع ہوگئی ہیں۔ جن اخبارات کے پاس یہ جدید سائنسی ایجادات موجود ہیں ان کا لے آؤٹ اور طباعت وتزئین دوسرے تمام اخبارات سے خاصا مختلف، خوبصورت دلکش اور جاذب نظر ہے۔ اب یہ جدید ساز وسامان تقریباً سبھی اخبارات وجرائد کے پاس موجود ہے، اسی بنیاد پر ان کے قارئین کی تعداد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی نسبتاً زیادہ ہے۔ دوسری مشکل یہ ہے کہ سرمایہ دار حضرات اس پیشے کی طرف کم ہی رُخ کرتے ہیں اور جو رُخ کرتے ہیں ان کے پاس اتنا وافر سرمایہ نہیں ہوتا۔ اب اگرچہ حالات میں تبدیلی آ گئی ہے مگر اب بھی ہم ترقی یافتہ ممالک کے قریب نہیں پہنچے۔

خواندگی کی شرح:

ہمارے ملک میں خواندگی کی شرح بہت کم ہے۔ پچھتر فیصد سے زائد آبادی دیہات میں رہتی ہے اور ان کی اکثریت ان پڑھ یا بہت کم پڑھی لکھی ہے۔ اس لئے صحافت کو زیادہ قارئین اور ناظرین میسر نہیں ہیں۔ اس لئے بھی صحافت ہمارے ملک میں زیادہ ترقی نہیں کر سکی۔

کم قوت خرید:

ایک غریب ملک ہونے کی وجہ سے ہماری آبادی کا ایک خاصا بڑا طبقہ اخبار خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا اور وہ لائبریریوں میں، بک سٹالوں یا دکانوں میں جا کر یا کسی سے مانگ کر اخبار پڑھ لیتا ہے۔ اس وجہ سے اخبارات کی تعداد اشاعت میں اضافہ نہیں ہو سکا۔

اشتہارات:

کسی ملک میں جتنی صنعتیں ہوں گی، اتنی ہی تشہیر کے لئے اشتہارات کی ضرورت پڑے گی۔ اشتہارات زیادہ ملنے کی وجہ سے اخبار کو بہت زیادہ مالی سہارا مل جاتا ہے۔ سرکاری اشتہارات سے اخباروں کو زیادہ آمدنی نہیں ہوتی اس لئے نجی سرمایہ کاری کو زیادہ سے زیادہ فروغ حاصل ہونے سے صحافت میں بھی ترقی ہو گی۔ اگر اخبارات کے اخراجات اشتہاروں سے پورے ہوتے ہیں تو اسے حکومت یا کسی اور ادارے کے ہاتھوں صحافتی اخلاقیات سے روگردانی کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ صحافتی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں یہ مالی مسئلہ بھی بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

کاغذ کی گرانی:

کاغذ اگر سستا ہو اور اخبار کی قیمت کم ہو تو پھر بھی اخبار کی اشاعت میں اضافہ ہو سکتا ہے اور صحافت کو فروغ حاصل ہو سکتا ہے۔ صحافت اس شدید مسئلے سے بھی دوچار ہے۔

مواصلاتی ذرائع کی نایابی:

مختلف چھوٹے شہروں اور قصبوں میں اب بھی اخبار صبح صبح پہنچنے کی بجائے خاصی تاخیر سے یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر اگلے روز پہنچتا ہے۔ٹرانسپورٹ اور فضائی سفر کے اخراجات بڑھنے سے اخبار کے اخراجات میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔مسابقت کی دوڑ کی وجہ سے بھی اخبارات کو زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کر کے اسے زیادہ بہتر بنا کر پیش کرنا ضروری ہو گیا ہے۔زیادہ رنگین چھپنے والے اخبارات زیادہ فروخت ہوتے ہیں۔ صحافیوں کی اُجرت بھی کم ہوتی ہے۔کئی اداروں میں صحافیوں کو تنخواہیں تاخیر سے ملتی ہیں اور بعض اوقات ملتی ہی نہیں ہیں۔اس وجہ سے زیادہ پڑھے لکھے لوگ اس پیشے کی طرف آنا پسند نہیں کرتے۔اُجرت کی کمی کی وجہ سے صحافی کو ترغیب یا لالچ دے کر خریدنا آسان ہو گیا ہے اور صحافتی اخلاقیات پر عمل نہ کرنے کا صحافی یہ بھی ایک جواز پیش کرتے ہیں۔

آزادئ صحافت:

سب سے بڑھ کر آزادئ صحافت کا مسئلہ صحت منداور ذمہ دار صحافت کی راہ میں رکاوٹ بنا رہتا ہے۔پاکستان میں حکومتیں اور آئین بدلتے رہے مگر یہ پابندیاں ہر دور میں موجود رہیں۔ایوب خان کے دور میں 1963ء میں پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس کی تلوار صحافت کے سر پر لٹکا دی گئی، جس کی موجودگی میں حکومت اپنے اختیارات کے ذریعے صحافت کو اس کی ذمہ داریوں سے اپنی مرضی کے مطابق روگردانی کرواسکتی تھی۔ضیاء الحق کے طویل مارشل لاء کے بعد عبوری حکومت کے جمہوری دور میں پریس کے اس کالے قانون کو ختم کر کے ترمیم شدہ آرڈی ننس نافذ کر دیا گیا، جس سے پریس کو قدرے سانس لینے کا موقع ملا۔دسمبر 1988ء کو نئی وفاقی حکومت وجود میں آنے سے پریس کو پہلے پہل خاصی آزادی میسر آئی مگر رفتہ رفتہ وہ بھی یک جماعتی آمریت میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔ اس کے بعد کافی آزادی ملنے کے باوجود آزادئ صحافت کا مسئلہ اب بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے اور اس کے ہوتے ہوئے صحافتی ذمہ داریاں اپنی اصل رُوح کے ساتھ ادا نہیں ہو سکتیں اخلاقیات پر پوری طرح عمل مشکل ہے۔

زندگی کا کوئی شعبہ اب ایسا باقی نہیں رہ گیا جس سے شعبۂ صحافت لاتعلق ہو اور اس میں اخلاقی زاویہ نگاہ کا کوئی کردار نہ ہو۔اس بارے میں بہت سی قوتیں اور عوامل اپنا اپنا کام کرتے ہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ صحافتی اخلاق کے وسیع تر تصور کو سمجھنے کے لئے ان مختلف حالات اور صورتوں کا جائزہ لیا جائے جو دُنیا میں اس وقت اس شعبے کو درپیش ہیں اور جن کی وجہ سے صحافتی اخلاقیات اور ذمہ داریوں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح طرح سے عمل نہیں ہو رہا۔

صحافت کے دائرہ کار کو دو اہم شعبوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، اول خبریں حاصل کرنا اور انہیں شائع کرنا اور دوم ملک کے اندرونی اور بیرونی واقعات کا تجزیہ اور ان پر اپنے اپنے نظریات اور پالیسی کے مطابق اظہار رائے کرنا۔ یہ دونوں کام معروضی انداز سے نہیں کئے جاتے بلکہ اخبارات اور اس کے کارکن اپنے اپنے رجحانات، وابستگیوں، مفادات، مصلحتوں اور مجبوریوں کے تحت ان کو عام طور پر اپنا مخصوص رنگ دیتے ہیں۔

ان باتوں کے علاوہ اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ عملاً اخبارات کی مخصوص پالیسیاں اور طرز عمل کیا صورت اختیار کرتے ہیں اور ان پر دباؤ کے سلسلے میں کون کون سے عوامل اثر انداز ہوتے ہیں، جن سے اخلاقی قوتیں مجروح ہوتی ہیں۔ اگر دیانت کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو خبروں کو ان کی اصلی حالت اور نوعیت کے مطابق شائع کرنا چاہیے، لیکن عملاً یہ دیکھا گیا ہے کہ اپنے اپنے مقاصد اور مصلحتوں کے تحت خبروں کو اخبار کے صفحات پر ان کی اہمیت اور حیثیت کے مطابق جگہ نہیں دی جاتی۔

ایسے تمام منفی رجحانات پر جب تنقید ہوتی ہے تو متعلقہ حضرات یہ موقف اختیار کرتے ہیں کہ وہ صحافت کو پیشہ کے طور پر تجارتی نقطۂ نظر سے اپناتے ہیں اور ان کے ساتھ کارکن صحافیوں کی بھی ایک بڑی تعداد کسب معاش کی غرض سے وابستہ ہے۔ اب ان کے لئے از حد ضروری ہے کہ مالی اور تجارتی حیثیت سے وہ اپنے اخبار کو کامیابی سے چلانے کے معروف تقاضے پورے کریں اور ان میں سے ایک تقاضا یہ ہے کہ اخبار کو ہمارے عوام کے ذوق وطلب کے مطابق رنگ دیا جائے۔ ان کا خیال ہے کہ جس طرح عوام فلمی دُنیا میں سنسنی خیزی اور مار کٹائی والی فلموں کو پسند کرتے ہیں، اسی طرح وہ ایک اخبار کو بھی وعظ و نصیحت اور خشک اصول پرستی کی تلقین کا ذریعہ نہیں سمجھتے۔ اس میں ہر ذہنی سطح اور مزاج کے لوگوں کی پسند کا مواد ملنا چاہیے، ورنہ اس کی تعداد اشاعت کو اس سطح پر بھی قائم رکھنا ناممکن ہو جائے گا جو تجارتی نفع ونقصان کے لحاظ سے اسے زندہ رکھنا ضروری ہے۔

اس بات کا جواب اصول پرست حضرات کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ صحافت پر یہ اخلاقی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ عوامی مزاج کو صالح اور تعمیری خطوط پر نشوونما پانے میں مدد دے۔ بگڑے ہوئے ذہنوں کے مطابق صحافت کا ڈھالنا معاشرتی اصلاح اور قومی تعمیر وترقی کے لئے مضر ہے۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ صحافت عوام کی رہنمائی کے لئے نہیں بلکہ ان کے غلط رجحانات اور ذہنی دلچسپیوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تائید وحمایت کے لئے کام کر رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ناپسندیدہ اخلاقی قدروں کو اخبارات کو بڑھا رہے ہیں، عوام کو چاہئے کہ اس روز بروز بڑھتے ہوئے بگاڑ کی مذمت بھی کرتے رہیں لیکن اس مذمت کا فائدہ اس لئے نہیں ہوتا کہ ہر شخص اخبار میں اسی مواد کا دلچسپی سے مطالعہ کرتا ہے جو اسے پسند ہو۔

استعماری طاقتوں کے پاس بروقت خبریں حاصل کرنے کے لئے دُنیا کے کونے کونے میں ترقی یافتہ وسائل موجود ہیں اور جس حکمت عملی اور پس منظر میں وہ ان خبروں کو پیش کرنا چاہتے ہیں، اس کے لئے ان کے پاس ماہر فن صحافی بھی موجود ہوتے ہیں۔ ہماری صحافت کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے اخباروں کے پاس ان خبروں کی صحت کی تصدیق کرنے یا ان میں ملاوٹ کا عنصر متعین کرنے کے ذرائع نہیں ہوتے۔ اس لئے وہ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے ہیں کہ خبر بہم پہنچانے والے ذریعے یا ایجنسی یا مصدقہ ذرائع کا حوالہ دے کر اسے شائع کر دیں۔ بعض بیرونی ادارے صحافت کے میدان میں اس قدر پختہ ساکھ بنا چکے ہیں کہ اخباران کی نشر کردہ خبروں اور سیاسی تبصروں کو نظرانداز نہیں کر سکتے۔ قارئین بھی ان کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ یہ صورت حال ہمارے ہاں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر حکومتی کنٹرول اور اخبارات پر حکومت کی طرف سے مختلف اقسام کے دباؤ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ خبر یا واقعہ کو اصلی اور حقیقی صورت میں پیش نہیں کیا جاتا۔ حکومت کے اپنے سیاسی مفادات کو زیادہ اہمیت حاصل ہو جاتی ہے، نتیجتاً عوام کا بیرونی ذرائع ابلاغ پر انحصار اور اعتماد بڑھتا چلا جاتا ہے۔

ایک اور اہم مسئلہ جو ہماری صحافت کو درپیش ہے وہ یہ کہ حکومتوں کے بلیٹن، اعلامئے اور بے نام کے ترجمان بعض حکومتی پالیسیوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اخبارات کے لئے ان پر ہر طرح کے بیانات کو شائع کرنا بھی ناگزیر ہوتا ہے۔ اخلاق وسیاست کی علیحدگی یہاں بھی کھل کھیلتی ہے اور عوام کو کچھ دینے، ان تک غلط باتیں پہنچانے اور غیر مصدقہ اور اختراع شدہ اعداد و شمار مہیا کرنے کا کام صحافت انجام دیتی ہے۔ صحافت کی یہ مجبوری مختلف شعبوں کے دستِ نگر ہونے کی وجہ سے ہے۔ یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ جب حکومت بدلتی ہے تو نئی حکومت سابقہ حکومت کے فراہم کردہ اعداد و شمار اور سیاسی اقتصادی پالیسیوں کو کسی نہ کسی طرح غلط ثابت کرنے میں مصروف ہو جاتی ہے اور یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہتا ہے۔ ایسے عالم میں اخبارات قومی وملکی زندگی کے متعلق متضاد اور غیر حقیقی خبروں اور آراء شائع کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور ان کے ساتھ قارئین بھی امید و یاس کی کشمکش اور بے یقینی میں مبتلا رہتے ہیں۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں کوئی مربوط، مستقل، پائیدار اور حقیقت پسندانہ رائے قائم کرنا بہت مشکل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا ہے۔

صحافت کا ایک اہم مسئلہ وہ اخبارات اور ذرائع ابلاغ بھی تھے جو براہِ راست حکومت کے کنٹرول اور ملکیت میں تھے، انہیں حکومتی محکمے کی حیثیت حاصل تھی۔ ان میں کام کرنے والے صحافی حضرات کسی طرح بھی صحافتی اخلاقیات اور ذمہ داریوں کو اپنے لئے لازم قرار نہیں دے سکتے۔ وہ آج اگر ایک حکومت کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہے ہوتے تھے تو اگلے روز حکومت بدلتے ہی انہیں اپنے کہے کی خود ہی تردید کر کے نئی حکومت کی مدح سرائی میں مصروف ہونا پڑتا تھا۔ ان اخبارات کی تعدادِ اشاعت عام طور پر لاکھوں تک پہنچ جاتی تھی۔ سرکاری دفاتر اور تعلیمی اداروں کی لائبریریوں میں یہ اخبارات باقاعدگی سے جاتے تھے۔ اس حوالے سے صحافتی حلقوں میں یہ اخبار ایک نرالی مخلوق کی حیثیت رکھتے تھے اور صحافتی اخلاقیات کی قدروں کا منہ چڑھاتے تھے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ ان اخبارات کو بھی غیر جانبدار نجی شعبے کے سپرد کر دیا جائے، چنانچہ نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کے ادوار حکومت میں بتدریج یہ اخبارات نجی شعبے کو فروخت کر دیئے گئے۔

تیسری دنیا کے ممالک میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو پوری طرح حکومتی کنٹرول میں رکھنے سے بھی مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ ان ذرائع کے ذریعے جن سرکاری شخصیتوں اور اداروں کی کارکردگی اور کارناموں کی مسلسل اور بھرپور پبلسٹی کی جاتی ہے، ان پر بنیادی معاشرتی اور عوامی مسائل کی تفہیم و تشریح کی نسبت بہت زیادہ اخراجات اُٹھتے ہیں۔ جمہوریت کا بہت بلند بانگ دعویٰ کرنے والی کوئی حکومت بھی اپنی پبلسٹی کو عوامی مسائل و مشکلات پر قربان نہیں کر سکتی۔ ان ممالک کی نسبت ترقی یافتہ مغربی ممالک میں جہاں فکر و رائے کے اظہار کی آزادی صرف حکومتی عادی یا دستوری زبان ہی میں لوگوں کو حاصل نہیں بلکہ عملاً نافذ ہے۔ یہ ذرائع ابلاغ ہر نقطۂ نظر پیش کرنے کی سہولت دیتے ہیں۔ اس طرح عوام کو ان اداروں سے دلچسپی قائم رہتی ہے اور حکومتیں تبدیل ہونے سے ان کی پالیسیوں اور اندازِ تکلم میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔

اخبارات و جرائد کی مثبت پالیسیوں اور اپنے ضمیر کے مطابق کام کرنے میں ایک اور بڑی رکاوٹ حکومت کے اشتہاروں اور نیوز پرنٹ کی تقسیم کا طریق کار ہے۔ ہمارے ہاں کوئی روزنامہ یا جریدہ اپنے آپ کو مالی لحاظ سے اس وقت تک زندہ نہیں رکھ سکتا، جب تک حکومتی اشتہارات کا سہارا اسے حاصل نہ ہو، اسی لئے ان اشتہارات کے حصول کے لئے مسابقت ہمہ وقت جاری رہتی ہے۔ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشتہارات کی تقسیم حکومت کی پروپیگنڈا پالیسی اور پریس کے ساتھ رابطہ رکھنے کے ذمہ دار افراد کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ ان دونوں شعبوں کے مل جانے سے اشتہارات حاصل کرنے کے لئے کس قیمت اور کن شرائط پر تگ و دو کرنا پڑتی ہے اور ان کے ذریعے اخبارات پر کتنا دباؤ ڈالا جاسکتا ہے۔ ان باتوں کا اندازہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ اصل حقائق دیکھے جائیں تو نہایت ہی مایوس کن اور افسوس ناک صورت سامنے آتی ہے۔ یہ سلسلہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک چل رہا ہے۔

حکومت کی طرف سے یہی ہتھکنڈے نہیں آزمائے جاتے بلکہ پاکستانی پریس کبھی بھی پوری طرح آزاد نہیں ہوتا۔

پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈی ننس، ترمیم شدہ پریس آرڈی ننس، مارشل لاء ریگولیشنز، سنسر شپ، حکومتی دباؤ اور کئی موقعوں پر حکمرانوں کی بالواسطہ اور بلاواسطہ دھمکیاں اس کا مقدر رہا ہے۔ ایسے حالات میں عملاً ایسا ہوتا ہے کہ منتخب جمہوری حکومت کی طرف سے ایک پریس کانفرنس میں آزادیٔ صحافت کا نعرہ لگا کر پریس اینڈ پبلی کیشنز کا سلسلہ ختم کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے اور اسی پریس کانفرنس کے فوراً بعد ایک اینڈ پبلی کیشنز جاری کردی جاتی ہے۔ صحافت پاکستان کے سول اور جمہوری ادوار میں بھی زیر عتاب رہی۔ کئی صحافیوں کو کلمۂ حق کہنے کی پاداش میں نہ صرف اپنے ڈیکلریشن سے ہاتھ دھونا پڑے بلکہ وہ پابند سلاسل بھی رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گھٹن اور جبر کے ماحول میں زبان و حکم سچ بولنے اور لکھنے سے ہچکچانے لگتے ہیں۔ صلاحیتیں کند ہو جاتی ہیں اور صحافت عوام کی ترجمانی کے منصب سے گر کر حکمرانوں کی خوشامد میں مصروف ہو جاتی ہے اور بالآخر ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔ ایسے عالم میں صحافتی ذمہ داریاں ادا کرنا ایک کٹھن فریضہ بن جاتا ہے۔ ایسے وقت میں بھی جن کے قلم اور قدموں میں لغزش نہیں آتی، وہی صحافتی اخلاقیات اور ذمہ داریوں کا صحیح معنوں میں حق ادا کرتے ہیں۔

صحافت کو آج ایک اور نئے مسئلے کا سامنا ہے۔ خبروں سے اپنے نظریات اخذ کرنے اور ان کے زاویئے اپنے نظریات کے مطابق موڑ دینے کا کام اب ایک فن کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس پروپیگنڈہ ٹیکنیک نے بھی صحافتی اخلاقیات اور ذمہ داریوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس فن کے ذریعے بہت بڑے بڑے سیاسی، اقتصادی، استعماری اور جنگی فوائد حاصل کئے گئے ہیں اور اپنے حریفوں کو ہر شعبہ زندگی میں شکست دی گئی ہے۔ صحافت اور پروپیگنڈہ کی موجودہ شکل کی بانی مغربی تہذیب ہے۔ استعماری قوتوں نے اپنے استحصالی تقاضوں کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ کیا۔ نئی نئی ٹیکنیک اور حربے استعمال کرکے اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا۔ اس سلسلے میں ہر جھوٹ، کذب، افترا، بہتان والزام تراشی اور کیچڑ بازی کو جائز تصور کیا گیا۔ رات کو دن اور دن کو رات ثابت کرنا اس فن کا کمال تصور کیا گیا۔ خاصے سنجیدہ لوگ بھی اس رو میں بہتے چلے گئے۔ یوں صحافتی اخلاقیات اور ذمہ داریوں کی شکل بگاڑ کر رکھ دی گئی۔

ایک اور مسئلے کا یہاں ذکر بھی مناسب ہوگا۔ پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس کے خاتمے کے بعد جو ترمیم شدہ آرڈیننس حکومت نے نافذ کیا ہے، اس کے مطابق ڈیکلریشن کے حصول کا طریقہ بہت آسان بنادیا گیا ہے۔ اس سے پاکستان کی صحافت میں ایک نئی صورت حال پیدا ہوگئی ہے۔ بہت سارے نئے جرائد ورسائل منظر عام پر آرہے ہیں۔ ان کے ذریعے مختلف نظریات اور مختلف آوازیں سنائی دینے لگی ہیں۔ اپنا نقطۂ نظر بیان کرنا تو صحافت کا بنیادی مقصد ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ صحافتی اخلاقیات کا پوری طرح خیال رکھنا بھی اشد ضروری ہے، ورنہ اس بات کا خدشہ موجود رہے گا کہ کہیں جرائد ورسائل کا یہ انبار معاشرے میں انتشار اور پراگندگیٔ افکار کا پیش خیمہ ثابت نہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

9

پاکستان میں پریس کونسل
(PRESS COUNCIL IN PAKISTAN)

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے بعد تقریباً ہر حکومت نے صحافت کو اپنی خواہشات کے مطابق چلانے کی کوشش کی ہے۔ فیلڈ مارشل ایوب خان کے مارشل لاء سے قبل جو جمہوری ادوار رہے' ان میں حکمرانوں اور سیاستدانوں کے درمیان کچھ ایسی رسہ کشی رہی کہ انہیں پریس کو کنٹرول کرنے کا زیادہ موقع نہیں مل سکا۔ گورنر جنرل غلام محمد کے دور سے پریس کو خریدنے کا عمل ضرور شروع ہو چکا تھا۔ جو بڑھتے بڑھتے اب ایک عفریت کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے۔

جب ملک میں ایوب خان کا پہلا مارشل لاء لگا تو فرد واحد کی حکمرانی کی وجہ سے انہیں پریس کو کنٹرول کرنے کا خیال شدت سے ستانے لگا اس کی عکاسی ان کے سیکرٹری قدرت اللہ شہاب مرحوم نے اپنی مشہور خود نوشت ''شہاب نامہ'' میں کچھ یوں کی ہے:۔

''صدر ایوب کے ذہن میں یہ بات پتھر پر لکیر کی طرح جمی ہوئی تھی کہ ہمارے معاشرے میں چھپے ہوئے حرف کی بے انتہا قدر و قیمت ہے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ بڑے سے بڑے جھوٹ کو پرنٹنگ پریس کی مشین سے گزار کر کاغذ پر پھیلا دیا جائے تو کئی لوگوں کی نظر میں وہ قابل قبول اور قابل اعتبار بن جاتا ہے۔ اس لئے وہ مذاق سے پرنٹنگ پریس کو ذہنی جنگ کا اسلحہ خانہ کہا کرتے تھے۔ اقتدار میں آتے ہی صدر ایوب نے وزارت اطلاعات کے سربراہ بریگیڈیئر ایف۔ آر۔ خان پر طرح طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے سوالات کی بوچھاڑ کردی۔ اخبارات کے مالکوں کے تعلیمی اور مالی وسائل کیا ہوتے ہیں؟ جرنلزم کا پیشہ اختیار کرنے کے لئے ایڈیٹروں اور صحافیوں کی تعلیم وتربیت اور ٹریننگ کا کیا بندوبست ہے؟ چھاپہ خانہ کے مالکوں کو پرنٹنگ پریس کے ناجائز استعمال سے کس طرح روکا جاتا ہے؟ صحافیوں کی ملازمت کی شرائط اور اجرت مقرر کرنے کا کیا طریق کار رائج ہے؟ صدر ایوب اپنا یہ نظریہ دوٹوک انداز میں بیان کیا کرتے تھے کہ معمولی سے معمولی ڈسپنسری میں مرہم پٹی کرنے اور ٹیکا لگانے کے لئے جو کمپاونڈر رکھے جاتے ہیں۔ انہیں اس کام کی پہلے سے باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے۔ لیکن قوم کے ذہن میں صبح وشام ٹیکا لگانے کے لئے جو لوگ صحافت کا پیشہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے لئے کسی قسم کی ٹریننگ حاصل کرنا بالکل لازمی نہیں۔

بریگیڈیر ایف۔ آر۔ خان صدر ایوب کی نفسیات سے خوب واقف تھے اور ان کی چشم ابرو کا اشارہ سمجھنے میں اس وقت فوجی ٹولہ میں سب سے زیادہ ماہر قیافہ شناس تھے۔ مارشل لاء حکومت کے ترجمان کی حیثیت سے وہ ہر چیز میں کیڑے نکالنے کے رسیا تھے اور زندگی کے ہر شعبہ میں تطہیر اور اصلاح کا راستہ وہ اپنے ''فوجی فلسفہ انقلاب'' میں تلاش کیا کرتے تھے یہ خود ساختہ فلسفۂ انقلاب چند ڈرامائی اقدامات پر مبنی تھا' جو بریگیڈیر صاحب کے جوش خطابت اور جوش عمل کے بل بوتے پر وقتی ابال کی طرح رونما ہوتے تھے' اور کچھ عرصہ کے بعد گیس چھوڑتی ہوئی کوکا کولا کی بوتل کی طرح بدمزہ ہو کر کاٹھ کباڑ میں پھینک دیئے جاتے تھے۔

صدر ایوب کو شکایت تھی کہ پاکستان کا پریس بہت زیادہ زود حس ہے۔ اس کے برعکس بریگیڈیر۔ ایف۔ آر۔ خان کے نزدیک قومی پریس بے حسی کا شکار تھا۔ مارشل لاء حکومت کے چند دوسرے اراکین کا خیال تھا کہ پاکستانی پریس متلون مزاج ہے۔ موقع محل دیکھ کر زود حسی اور نازک مزاجی کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے' اور جب جی چاہتا ہے بے رخی اور بے حسی اختیار کر لیتا ہے۔ جتنے منہ اتنی باتیں صبح سویرے آنکھ کھلتے ہی حکومت کے چھوٹے بڑے سب اراکین سب سے پہلے روزنامہ اخبارات کی سرخیوں سے دوچار ہوتے ہیں۔ کہیں سرکاری توقعات اور خواہشات میں تضاد اور تصادم نظر آتا ہے' کہیں ذاتی احساسات اُبھرتے ہوئے یا کچلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اس لئے سرکاری عہدہ داروں کی اکثریت پریس کی روش اور پریس کے معیار کو اپنے اپنے داخلی پیمانے سے ناپنے کے عادی ہوتے جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس صورت حال کے پیش نظر بریگیڈیر ایف۔ آر۔ خان نے اپنے نوساختہ بیورو آف نیشنل ری کنسٹرکشن میں چند لوگوں کو ٹاسک فورس کا نام دے کر انہیں یہ کام تفویض کیا کہ وہ پاکستان پریس کے نفسیاتی اور دیگر احوال وکوائف پر جلد از جلد ایک مطالعاتی رپورٹ پیش کریں۔ یہ رپورٹ میری نظر سے تو نہیں گزری۔ لیکن میرا اندازہ ہے کہ اس ٹاسک فورس نے تحقیق و تفتیش کا جو پہاڑ کھودا اس میں سے صرف پریس کمیشن کی چوہیا برآمد ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے بریگیڈیر صاحب کی زبان پر ہمہ وقت ''پریس کمیشن کی اصطلاح تکیہ کلام کی طرح جاری ہوگئی اور اب جہاں کہیں اخبارات کے متعلق کوئی سوال اٹھتا تھا۔ وہ نہایت وثوق سے سب کو پریس کمیشن کی رپورٹ کے آنے تک انتظار کرنے کا مشورہ دیتے تھے۔ جس کے بعد ان کے زعم میں پاکستان میں اپنے آپ عہد سعادت کا دور شروع ہو جائے گا۔

پریس کمیشن کا تاریخی پس منظر بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ یہ کمیشن ستمبر 1954ء میں قائم ہوا تھا۔ ہائی کورٹ کا ایک سابق جج اس کا چیئرمین تھا اور کمیشن کے 13 ممبروں میں سے 9 ممبر اخبارات کے ایڈیٹروں پر مشتمل تھے۔ اس زمانے میں پاکستانی ایڈیٹروں کی دو متوازی اور عام طور پر متحارب تنظیمیں کام کر رہی تھیں۔ ایک کا نام آل پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز سوسائٹی تھا اور دوسری کونسل آف پاکستان نیوز ایڈیٹرز کہلاتی تھی۔ ان 9 ایڈیٹروں میں سے کچھ ایک تنظیم کے ساتھ وابستہ تھے۔ کچھ دوسری تنظیم کے ساتھ منسلک تھے۔ غالباً اس وجہ سے کمیشن میں صحافت کے بیشتر معاملات پر اتفاق رائے کا شدید فقدان رہا اور پورے چار برس تک پریس کمیشن کے کام میں کوئی پیش رفت نہ ہو سکی۔

مارشل لاء کے نفاذ سے ایک ماہ قبل حکومت نے ستمبر 1958ء میں پریس کمیشن کی تنظیم نو کی نئی تشکیل کے مطابق کمیشن کا ایک چیئرمین اور 5 ممبر مقرر کیے۔ ان 5 ممبروں میں صرف ایک پیشہ ور صحافی شامل تھا' جسے ممبر سیکرٹری کے طور پر نامزد کیا گیا تھا۔ یہ کمیشن فوجی حکومت کی تخلیق تو نہ تھا' لیکن مارشل لاء لگتے ہی بریگیڈیر ایف۔ آر۔ خان نے اسے اس کے کام میں اس طرح مہمیز کرنا شروع کیا کہ اس نے اپنی رپورٹ آٹھ ماہ کے اندر اندر مکمل کر لی۔ بریگیڈیئر صاحب اپنی دھن کے آدمی تھے۔ انہوں نے پریس کمیشن کی رپورٹ کو آڑ بنا کر وزارت اطلاعات کے لائحہ عمل کو ایسے خطوط پر استوار کیا جس سے ایک اچھا نتیجہ برآمد ہوا اور دوسرا نہایت برا۔

اچھے نتیجے سے میری مراد The Working Jounalists (Conditions of Service) Ordinance No. NVI of 1960

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جو 27 اپریل 1960ء کو صدر پاکستان نے جاری کیا اس آرڈی نینس کے طفیل ملک میں پہلی بار کارکن صحافیوں کی تنخواہ الاؤنس اور شرائط ملازمت کو کسی قدر تحفظ حاصل ہوا۔ وتیج بورڈ قائم ہوئے اور پیشہ ور صحافیوں کے لئے پراویڈنٹ فنڈ جاری کرنا قانونی پابندی قرار پائی۔

اس خوش آئند آرڈی نینس سے صرف ایک روز پہلے 26 اپریل 1960ء کو وہ قانون نافذ ہو چکا تھا۔ جو The Press and Publications Ordinance No. XV of 1963 کے نام سے موسوم ہے اور پاکستان کی دنیائے صحافت میں بجا طور پر ''کالے قانون'' کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس وقت مارشل لاء کا زمانہ تھا۔ مجموعی طور پر ملک بھر کے اخبارات احتیاط پسندی سے کام لے رہے تھے اور جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ کہیں بھی کوئی ایسے حالات رونما نہ ہو رہے تھے جو اس سخت گیر قانون کے نفاذ کو صحیح یا حق بجانب ثابت کر سکتے۔ دراصل فوجی زندگی کی تربیت اور تجربات نے صدر ایوب کو زیادہ تر ''یس سر'' اور ''جی ہاں'' سننے کا خوگر بنا رکھا تھا۔ ان کے نکتۂ نظر پر معمولی سی تنقید یا انحراف ان کو چین بچین کرنے کے لئے کافی ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ صحافت کے متعلق چند ایسے تعصبات بھی تھے جو زمانہ دراز سے ان کی رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے تھے۔ اپنے دوسرے اصلاحی منصوبوں کی طرح وہ جرنلزم کے پیشے کو بھی بزعم خود مثبت خطوط پر منظم کرنے اور سنوارنے کے خواہشمند تھے۔

صدر سے لے کر وزیروں تک اور گورنروں سے لے کر اسمبلیوں کے چیدہ چیدہ ممبروں تک چاروں طرف سے فرمائشوں کی وہ بوچھاڑ شروع ہوئی کہ میرا دم گھٹنے لگا۔ کسی کو گلہ تھا کہ اس کی تصویر نہیں چھپی۔ کسی کو شکایت تھی کہ اس کے بیان یا تقریر کا پورا متن نہیں چھپا۔ کوئی کہتا تھا کہ فلاں تنقید غلط ہے اور حکومت کا وقار گرانے کے لئے اچھالی جا رہی ہے۔ عام مخلوق خدا کی طرح کبھی کبھی کچھ وزیر صاحبان بھی وقتاً فوقتاً بیمار پڑتے رہتے تھے۔ ان میں سے چند ایسے تھے کہ اگر ان کی بیماری کی خبر اخبار میں شائع ہو جاتی تھی، تو وہ اسے شرانگیزی کا شوشہ قرار دیتے تھے جو اخبار والے ان کی وزارت ختم کرنے کے لئے خواہ مخواہ چھوڑتے رہتے ہیں۔ اخباری دنیا میں صدر مملکت کی ذات کے ساتھ شائستگی اور احترام کا سلوک روا رکھنے کی رسم عام تھی اور ذاتی طور پر صدر کو کسی انتہائی شدید اور غیر مناسب تنقید کا نشانہ نہیں بنایا جاتا تھا، لیکن جب گوہر ایوب کے نام گندھارا انڈسٹریز کی منتقلی کا کھڑاگ کھڑا ہوا، تو یہ امتیاز بھی اٹھ گیا اور اس معاملے پر نکتہ چینی اور لے دے کا وہ طوفان برپا ہوا جو اپنی شدت میں بے مثال تھا۔ صدر کے وزیروں اور رفیقوں میں کوئی ایسا نہ تھا۔ جو اس موقع پر انہیں تحمل، تدبر اور ضبط نفس کا مشورہ دے سکتا۔ اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برعکس سب لوگ انہیں ایڑ لگا لگا کر اسی راستے پر گامزن رکھنا چاہتے تھے جو انہوں نے میرے خیال میں غلط طور پر اختیار کر رکھا تھا۔ وزیر خزانہ مسٹر محمد شعیب نے ایک خفیہ سی پریس کانفرنس منعقد کی اور اعداد و شمار کی شعبدہ بازی سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ گندھارا انڈسٹریز کی تجارتی کارروائی میں ہرگز کوئی پیچیدگی نہیں اور یہ انتہائی کھرا' بے لاگ اور صاف سودا ہے' لیکن ان کی منطق کسی کو قائل نہ کر سکی۔ بلکہ الٹا یہ اثر چھوڑ گئی کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے جسے چھپانے کی اتنی بھرپور کوشش ہو رہی ہے۔ ایک وزیر نے تو اسمبلی کے ایوان میں کھڑے ہو کر یہاں تک اعلان کر دیا کہ اگر صدر مملکت کا بیٹا گندھارا انڈسٹریز کا حقدار نہیں مانا جاتا' تو کیا اسے کسی یتیم خانے میں داخل کر دیا جائے؟ ہر وزیر اخبار والوں پر حسب توفیق لعن طعن کر رہا تھا کہ گندھارا انڈسٹریز کی آڑ میں قومی صحافت سربراہ مملکت کے وقار کو مجروح اور حکومت وقت کی بنیاد کو کمزور کرنے میں مصروف عمل ہے۔

کافی عرصہ پہلے سے کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز کے ساتھ میری ایک میٹنگ مقرر چلی آ رہی تھی۔ 25 اگست کو کونسل کا جو وفد راولپنڈی تشریف لایا۔ وہ مسٹر الطاف حسین (ڈان) میر خلیل الرحمٰن (جنگ) مسٹر عبدالسلام (پاکستان آبزرور ڈھاکہ) مسٹر تفضل حسین مانک میاں (اتفاق ڈھاکہ) مسٹر مجید نظامی (نوائے وقت) اور مسٹر کے۔ ایم۔ آصف (پاکستان ٹائمز) پر مشتمل تھا۔

وفد نے مجھے چھ مدیروں کی فہرست دی جنہیں کورٹ آف آنر کے ممبران کی حیثیت سے منتخب کیا گیا تھا۔ یہ کورٹ آف آنر اس مقصد کے لئے قائم ہو رہی تھی کہ صحافیوں کے ضابطۂ اخلاق کی خلاف ورزیوں کا جائزہ لے کر جلد از جلد نمٹاتی رہے۔

وفد نے مجھے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹوں کے پانچ ریٹائرڈ ججوں کے نام بھی دیئے کونسل آف نیوز پیپرز ایڈیٹرز کے خیال میں ان میں سے ہر ایک کورٹ آف آنر کا چیئرمین مقرر ہونے کی اہلیت رکھتا تھا۔ تاہم گورنمنٹ کے ساتھ باہمی تعاون کو فروغ دینے کے لئے انہوں نے اس فہرست میں سے چیئرمین کا حتمی انتخاب حکومت کی صوابدید پر چھوڑ دیا تھا۔

قومی صحافت کے اتنے سربرآوردہ ایڈیٹروں کی یہ پیش کش مجھے بڑی مثبت اور تعمیری نظر آئی۔ اس میٹنگ کی روداد کو میں نے فوراً ایک سرکاری یادداشت میں قلم بند کیا' اور اسے اپنے ساتھ لے کر اسی شام صدر ایوب کی خدمت میں پہنچ گیا' لیکن وہاں کی دنیا ہی بدلی ہوئی پائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دسویں روز 3 ستمبر کو خبر ملی کہ مغربی پاکستان کے گورنر نے پریس اینڈ پبلی کیشنز (ویسٹ پاکستان) (ترمیمی) آرڈی نینس 1963ء نافذ کر دیا ہے۔

West Pakistan Ordinance No. 27 of 1963

(The Central Govt. Press and Publications Ordinance No. XV of 1960 was amenses in its application to the Province of East Pakistan by East Pakistan Ordinance - (i) No. 15 of 1963 (with effect from 3rd September (1963), (ii) No. 18 of 1963 (with effect from 9 Oct. 1963)

اس قانون کا پھندا وقتاً فوقتاً مختلف ترمیموں کے ساتھ آج تک ہماری صحافت کے گلے میں پڑا ہوا ہے۔ کچھ لوگوں کو خوش فہمی تھی کہ ایوب کے دور کے بعد یہ کالا قانون اپنی موت آپ مر جائے گا۔ لیکن ہر دور میں یہ امید نقش بر آب ہی ثابت ہوتی رہی۔ اندھے کے ہاتھ میں ایک بار لاٹھی آجائے' تو وہ اس کے سہارے کے بغیر دو قدم چلنے سے بھی معذور ہو جاتا ہے۔ حکومت ایوب خان کے دور کی ہو یا یحیٰ خان کے یا کسی اور کی' ہر زمانے کے حکمران اسی قانون کی بیساکھیوں کا سہرا۔ لے کر پاکستان کے ارباب عقل و دانش کو برباد اور روشن خیالی اور فہم و فراست کے میناروں کو تاخت و تاراج کرتے رہے ہیں۔ ذہنوں پر روک تھام بندش اور پابندی عائد کرنے والا ہر اقتدار کے دور میں قانون لازمی طور پر قوت تخلیق کو بنجر' بانجھ اور بے ثمر کر دیتا ہے۔ دھونس اور دھاندلی کا نشہ بھی شراب کی مانند ہوتا ہے۔ دونوں میں ایک قدر مشترک یہ ہے کہ چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی۔

صدر ایوب کے آئین کے خلاف چودھری محمد علی نے ایک نہایت سخت اور طویل بیان دیا تھا۔ اس بیان کو سب قومی اخبارات نے نمایاں طور پر شائع کیا تھا۔ صحافتی اصولوں کی پیروی کرتے ہوئے سرفراز نے بھی اسے "پاکستان ٹائمز" میں پورے کا پورا چھاپ دیا۔ اس پر صدر ایوب چراغ پا ہو گئے کہ سرکاری تحویل میں لئے گئے اخبار میں ان کے آئین کے خلاف اس بیان کا پورا متن کیوں شائع ہوا۔ میں نے سرفراز کے دفاع میں صحافتی تقاضوں کا کچھ ذکر کیا' تو صدر ایوب ترشی سے بولے"۔ صحافت جائے بھاڑ میں ہماری بلی اور ہمیں کو میاؤں؟ یہ سرفراز کی شرارت ہے۔ وہ ضرور در پردہ چودھری محمد علی کے ساتھ ملا ہوا ہے"

قدرت اللہ شہاب ایوب خان کے طویل دور حکومت میں کئی اہم اقدامات کے مشورے دیتے رہے۔ ان اقدامات کے نتائج و اثرات کو بہت قریب سے دیکھتے بھی رہے۔ ان کی یہ باتیں پڑھ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہماری حکومتوں کا پریس کے بارے میں رویہ اور مزاج بہت اچھی طرح سامنے آتا ہے۔

اس کے بعد جنرل یحییٰ خان نے اپنے لیگل فریم ورک آرڈر (LFO) کے تحت دسمبر 1970ء میں ملک میں عام انتخابات کا اعلان کر دیا۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ ہر سیاسی جماعت کو اپنے نظریات و افکار پھیلانے کی آزادی دی جائے۔ نتیجتاً عوام کو بہت سے حقائق اور تفصیلات جاننے کا موقع ملا۔ دوسری طرف اس آزادیٔ صحافت کا ہمارے پریس نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور اپنی اپنی ناپسندیدہ سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کی کردار کشی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ چیختی چنگاڑتی سرخیوں غیر مصدقہ متن اور غیر اخلاقی کارٹونوں کے ساتھ اپنے سیاسی مخالفین پر جی بھر کے صحافتی تشدد کیا گیا۔

ذوالفقار علی بھٹو کا ''عوامی راج'' آیا تو صحافتی قوانین اور نیشنل پریس ٹرسٹ تو موجود رہا لیکن عوامی اخبارات ورسائل میں صحافتی اخلاقیات کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔ بھٹو مخالف پریس میں بھی بعض اوقات غیر اخلاقی مواد شائع ہوتا رہا جس کے نتیجے میں حکومت نے صحافتی قوانین کا کوڑا برساتے ہوئے اس کی اشاعت پر پابندی لگا دی۔ لیکن اس ضمن میں حکومتی اخبارات و جرائد مکمل طور پر آزاد رہے۔

جنرل ضیاء الحق مرحوم کا دور آیا تو صحافت پر کڑی پابندیوں کے نتیجے میں صحافتی اخلاقیات کی جبراً پابندی کروائی گئی۔ اس کے باوجود کراچی کے ایک انگریزی اخبار نے ان کے خلاف غیر شائستہ زبان استعمال کی۔ وہ صحافتی تنظیموں کے اجلاسوں میں ضابطۂ اخلاق کی باتیں کرتے رہتے۔ انہوں نے 1978ء میں لاہور میں ایک غیر رسمی پریس کانفرنس میں پریس کونسل بنانے کا ذکر بھی کیا تھا۔ پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس (PFUJ) کے صدر اور آل پاکستان نیوز پیپرز ایمپلائز کونسل (APNEC) کے چیئرمین منہاج برنا نے اس کے جواب میں کہا کہ ایک قومی پریس کونسل کا قیام جس کا مقصد اخبارات کے لئے ایک رضا کارانہ طور پر اختیار کردہ ضابطۂ اخلاق پر عملدر آمد کرانا ہو' صرف اسی صورت میں با معنی اور با مقصد ہو سکتا ہے جب تمام غیر جمہوری قوانین جن میں مارشل لاء اور اس کے ضوابط اور پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈی نینس بھی شامل ہیں' ختم کر دیئے جائیں اور پریس پر سے تمام پابندیاں اٹھائی جائیں۔

انہوں نے اپنے مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ظالمانہ قوانین اور انتظامیہ کے اس رویے کی موجودگی میں' جس کے تحت حکومتی پالیسیوں اور اقدامات پر تنقید کو ریاست اور ملک پر حملہ تصور کیا جاتا ہے۔ صحافیوں کی جانب سے کسی رضا کارانہ ضابطۂ اخلاق کی تشکیل اور ایک پریس کونسل کا قیام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک سعی لاحاصل ہوگی کیونکہ ایک بامعنی پریس کونسل ایک جمہوری ماحول کی پیداوار ہوتی ہے اور صرف ایک جمہوری معاشرے میں پروان چڑھ سکتی ہے۔ اختلاف کرنے والے اخبارات ورسائل پر پابندی قوم وملک کے بنیادی مفادات کے لئے تباہ کن ثابت ہوتی ہے۔

اپریل 1983ء میں کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز (CPNE) کی سٹینڈنگ کمیٹی نے پریس کونسل قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی صحافت کے لئے ایک ضابطۂ اخلاق بنانے کی بھی بات کی۔ اس پر انگریزی ہفت روزہ ''ویوپوائنٹ'' نے اپنی 14 اپریل 1983ء کی اشاعت کا اداریہ PRESS COUNCIL کے عنوان سے تحریر کیا۔ اس میں لکھا گیا کہ:

تقریباً پانچ سال قبل حکومت اور صحافتی نمائندوں کے درمیان طویل مذاکرات کے بعد طے پایا تھا کہ صحافت کے لئے متفقہ طور پر ایک ضابطۂ اخلاق بنانا چاہئے اور دوسرے تمام صحافتی قوانین کو ختم کردینا چاہئے۔ اس کے بعد ایک آزاد اور ذمہ دار صحافت کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔ لیکن بوجوہ حکومت اس معاہدے پر عمل نہیں کرسکی۔ بہت سے ممالک میں پریس کونسلیں مؤثر انداز میں کام کررہی ہیں اور وہ صحافتی اخلاقیات کی خلاف ورزی کرنے والے اخبارات پر چیک اور کنٹرول کا نظام قائم کئے ہوئے ہیں۔

ہمارے ملک میں دیگر صحافتی قوانین کے ہوتے ہوئے پریس کونسل قائم ہونے سے اخبارات پر دوہرا دباؤ پڑ جائے گا۔ پریس کونسل کے سربراہ یعنی سابق جج کو غیر متنازعہ اور غیر جانبدار ہونا چاہیے۔ سی پی این ای کی مجوزہ قائم کردہ پریس کونسل میں اخباری مالکان کو تو نمائندگی دی گئی ہے لیکن عامل صحافیوں کو اس میں نمائندگی نہیں دی گئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں عوام کے دو نمائندے کن بنیادوں پر مقرر کئے جائیں گے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس کونسل کی منظوری سے قبل تمام ممبران اور فریقین کی منظوری لی جائے۔''

ایسے ہی اختلافات اور اعتراضات کی وجہ سے جنرل ضیاء الحق کے دور میں پریس کونسل کا قیام عمل میں نہ آسکا۔

وزیراعظم بے نظیر بھٹو کو اپنے پہلے دور حکومت میں پریس سے شکایات رہیں لیکن جمہوریت بحال کرنے کے دعوے کی وجہ سے وہ اس کے خلاف کوئی اقدام نہ کرسکیں۔ کچھ اسی طرح کی صورت حال کا سامنا اپنے پہلے دور حکومت میں نواز شریف کو بھی کرنا پڑا۔ اسی وجہ سے جنگ گروپ کے خلاف ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محاذ آرائی کا آغاز ہوا۔ اس محاذ آرائی میں ان کے مخالف صحافی کارکن بہت سرگرم عمل رہے اور آزادیٔ صحافت کے لئے کوشاں رہے۔

بے نظیر بھٹو نے دوسرے دورِ حکومت میں اپنے خلاف چھپنے والی کئی خبروں کا بہت برا منایا۔ اسی وقت ان کے میڈیا ایڈوائزروں نے انہیں پریس کونسل بنانے کی تجویز دی۔ کبھی میڈیا محتسب مقرر کرنے کا مشورہ دیا لیکن صحافت کی طرف سے ایسے اقدامات کی مخالفت کی جاتی رہی۔

نواز شریف کے دوسرے دورِ حکومت میں مخالف صحافت کے خلاف کئی اقدامات کئے گئے۔ صحافیوں کے خلاف مختلف حربے آزمائے گئے۔ فرائیڈے ٹائمز" کے نجم سیٹھی، حسین حقانی اور میک لودھی زیرِ عتاب رہے۔ اس دور میں حکومت کی طرف سے پریس کونسل قائم کرنے کی بات کی گئی لیکن حکومت کو پاکستانی صحافت کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔

1997ء میں حکومت نے وزارت اطلاعات وفروغ ذرائع ابلاغ کے ذریعے مجوزہ پریس کونسل کا جو خاکہ اے پی این ایس کی قیادت کو پیش کیا تھا۔ اے پی این ایس نے اسے مسترد کر دیا کیونکہ اسے آزادیٔ صحافت کے مجروح ہونے کا خدشہ محسوس کیا گیا۔ حکومت نے اے پی این ایس کی طرف سے پیش کردہ اعتراضات کو تسلیم کرتے ہوئے وہ مسودہ واپس لے لیا جبکہ مارچ 1980ء میں اے پی این ایس اور سی پی این ای نے صحافت کے لئے جو ضابطۂ اخلاق منظور کیا تھا اور جس سے اس وقت کی حکومت نے بھی اتفاق کر لیا تھا۔ 1997ء میں وزارت اطلاعات نے اسے فائلوں سے نکال کر قبول کر لیا۔ واضح رہے کہ اس ضابطۂ اخلاق پر تمام اخبارات اور جرائد کے مالکان اور ایڈیٹروں نے اتفاق کیا تھا اور مزار قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اس پر عمل کرنے کا حلف بھی اٹھایا تھا۔ اگست 1997ء میں دوسری مرتبہ حکومت اور صحافتی نمائندوں کا مجوزہ پریس کونسل کے متن اور ضابطۂ اخلاق پر اتفاق ہوا تھا۔ اس مسودے کے مطابق اے پی این ایس اور سی پی این ای کے مشورے اور منظوری کے بعد رضاکارانہ طور پر پریس کونسل تشکیل دی جائے گی۔ جو ان دونوں صحافتی تنظیموں کے نامزد ارکان پر مشتمل ہوگی اور ہائیکورٹ کے ریٹائرڈ سینئر جج اس کے صدر ہوں گے۔ اس مجوزہ پریس کونسل میں ضابطۂ اخلاق تجویز کیا گیا، اس کا متن درج ذیل ہے:۔

جیسا کہ اقوام متحدہ کے بین الاقوامی ضابطہ اخلاق میں تحریر کیا گیا ہے کہ معلومات حاصل کرنا اور پریس کی آزادی بنیادی انسانی حق ہے اور اقوام متحدہ کے چارٹر میں بیان کی گئی ہر قسم کی آزادی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہم ہے اور یہی چیز انسانی حقوق کے عالمی ڈیکلریشن میں بھی بیان کی گئی ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 19 میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر شہری کو تقریر اور اظہار رائے کی آزادی حاصل ہوگی اور پریس کو بھی قانون کی طرف سے لگائی گئی چند حدود و قیود کے اندر رہتے ہوئے آزادی حاصل ہوگی۔ یہ حدود و قیود عظمت اسلام، پاکستان کے دفاع تحفظ و سلامتی، غیر ملکی ریاستوں سے دوستانہ تعلقات، امن عامہ، تہذیب اور اخلاقیات سے متعلقہ ہوں گی۔ اس امر کا خیال بھی رکھا جائے گا کہ اس آزادی سے توہین عدالت کا پہلو نہ نکلتا ہو، کسی کی شہرت کو نقصان نہ پہنچے اور جرائم کو ہوا نہ ملے۔

صحافت کا پیشہ ایک عوامی ادارہ ہے جس کو ایسے مقاصد کیلئے استعمال نہیں کرنا چاہئے جو معاشرے کیلئے نقصان دہ ہو اور نہ ہی اس کو ایسے مفادات کیلئے استعمال کرنا چاہئے اور جس سے قوم کے نظریاتی تشخص اور ریاست کی سلامتی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ کسی ایسے لائحہ عمل کو اپنایا جائے جو معاشرے کے بہترین مفاد میں ہیں۔ نیز جس سے پریس کی آزادی سے کام کرنے کی یقین دہانی ہوتی ہو۔ پریس کیلئے ایک ضابطہ اخلاق جاری کیا گیا ہے یہ ضابطہ اخلاق پیشہ ورانہ ضروریات تہذیبی اصولوں ذمہ داری اور آزادی کی جن ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر بنایا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

(1) مندرجہ ذیل مواد کو آرٹیکل، خبر، تصویر یا اشتہارات کے ذریعے شائع کرنے سے گریز کیا جائے گا۔

(a) غیر اخلاقی اور غیر تہذیبی

(b) کسی بھی فرد، ادارے یا گروپ کے خلاف گندے اور نازیبا تاثرات

(c) کسی بھی فرد، ادارے، گروپ، اخبارات کے خلاف جھوٹے اور بری نیت سے گھڑے گئے الزامات

(d) فرقہ واریت، علاقائیت، تعصباتی اور طبقاتی کشمکش کو ہوا دینے والا مواد

(e) جرائم پیشہ افراد کو گلیمرائز کرنا

(f) تشدد کو ہوا دینے والا مواد

(2) کسی فرد کی شہرت اور سالمیت کے حق کی پابندی کرنا اور اس کی نجی زندگی پر تبصروں سے گریز کرنا بشرطیکہ وہ عوامی مفاد کو متاثر نہ کرتی ہو۔

(3) خبریں اور واقعات پر تبصرے با مقصد اور حقیقی ہوں گے اور جان بوجھ کر حقائق سے چشم پوشی نہیں کی جائے گی۔ سرخی خبر کو بگاڑ کر نہیں بنائی جائے گی۔ آف دی ریکارڈ گفتگو شائع نہیں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گی۔ خبروں' آرٹیکل اور تصویروں سے متعلقہ تاریخ پر عائد پابندی پر سختی سے عمل کیا جائے گا۔

(4) صحافی کو اپنی معلومات کا ذریعہ صیغہ راز میں رکھنے کا حق حاصل ہوگا۔

(5) تمام تجارتی اعلانات' آرٹیکل اور اشتہارات کی نشاندہی کی جائے گی۔

(6) کوئی بھی اخبار کسی غیر ملک' ادارے یا ایجنسی سے یا ان کے نمائندے سے کسی بھی شکل میں مالی امداد یا مادی فوائد حاصل نہیں کرے گا تاہم اس کا اطلاق اشتہارات پر نہیں ہوگا۔

(7) پریس کے نمائندے کسی بھی شکل میں رشوت نہیں لیں گے اور نہ کسی شخص کو پریس کی غیر جانبداری یا انصاف پر اثر انداز ہونے کی اجازت دیں گے۔

(8) پریس کوئی بھی ایسا مواد چھاپنے سے باز رہے گا جس سے کسی دوست ریاست کے سربراہ کے خلاف نفرت پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اور جس سے اس کی بے عزتی کا پہلو نکلتا ہو۔

(9) غلط اطلاع کی بنیاد پر اخبارات و جرائد اور نیوز ایجنسیوں میں چھپنے والے مواد کی تردید یا تکذیب کو ہر ممکن کم وقت میں چھاپا جائے گا تاکہ غلط خبر چھپنے سے پیدا ہونے والے تاثر کو زائل کیا جاسکے۔

(10) پریس ایسی کوئی خبر' تبصرہ' تصویر یا اشتہار نہیں چھاپے گا۔ جس سے ریاست کی سلامتی اور قوم کے اتحاد اور نظریاتی تشخص پر آنچ آنے کا خدشہ ہو۔

(11) پریس کوئی بھی ایسی چیز چھاپنے سے باز رہے گا جس سے دفاعی افواج اور سول مسلح فورسز کی وفاداری پر حرف آنے کا خدشہ ہو۔

(12) پریس مسلح افواج کو سیاست میں ملوث کرنے سے باز رہے گا اور افواج کی کارکردگی اور کردار پر صائب تبصرہ کرے گا۔

(13) صوبائی اسمبلیوں اور پارلیمنٹ کی کارروائی رپورٹ کرتے وقت وہ حصہ شائع نہیں کیا جائے گا جس کو سپیکر نے اسمبلی کی کارروائی سے حذف کروادیا ہو اور یہ کوشش کی جائے گی کہ قارئین تک پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے تمام طبقات کی طرف سے کئے گئے تبصرے ہر ممکن بہتر طریقے سے پیش کئے جائیں۔

(14) عدالتی کارروائی کی رپورٹنگ کرتے ہوئے اس امر کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا کہ کسی فریق کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقطہ نظر کو دبایا نہیں جائے گا۔

اکتوبر 2002ء میں صدر جنرل پرویز مشرف نے ایک صدارتی پریس کونسل آرڈی نینس جاری کیا۔ جس کے مطابق ایک پریس کونسل تشکیل دی جائے گی۔ جس کے ایک چیئرمین سمیت 19 ممبران ہوں گے۔ چیئرمین کا تقرر صدر پاکستان' سپریم کورٹ کے کسی ریٹائرڈ جج یا ایک جج کی اہلیت کے کسی شخص کا کرے گا۔ ممبران کی نامزدگی کا فارمولا درج ذیل ہوگا:۔

(ا) چار ممبران اے پی این ایس سے لئے جائیں گے۔

(ب) چار ممبران سی پی این ای سے لئے جائیں گے۔

(ج) چار ممبران عامل صحافیوں کی پیشہ ورانہ تنظیموں سے لئے جائیں گے۔

(د) پاکستان بار کونسل کا وائس چیئرمین بھی ممبر ہوگا۔

(ر) ہائر ایجوکیشن کمیشن کا سربراہ یا اس کا نامزد فرد ممبر ہوگا۔

(س) قومی اسمبلی کا لیڈر آف دی ہاؤس بھی ممبر ہوگا۔

(ط) قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر بھی ممبر ہوگا۔

(ظ) ابلاغیات کا ایک ماہر تعلیم بھی ممبر ہوگا۔

(ع) ویمن کمیشن آف پاکستان کی طرف سے بھی ایک خاتون ممبر نامزد کی جائے گی۔

اس کے بعد پریس کونسل میں اپیل دائر کرنے کا طریق کار وضع کیا گیا۔

اس پریس کونسل آرڈی نینس میں عملی صحافت کا ایک ضابطہ اخلاق بھی وضع کیا گیا۔ جس میں شائستگی' پیشہ ورانہ اصولوں' آزادیٔ صحافت اور ذمہ داری کو مفاد عامہ کے لئے اختیار کرنے' خبروں' آراء اور تبصروں میں آزادانہ بہاؤ کے ساتھ ساتھ ایمانداری' معروضیت اور معقولیت کو صحافت میں رہنما اصولوں کے طور پر اختیار کیا جائے گا۔ ان سبھی باتوں کا خبروں' مضامین' کارٹون وغیرہ' تصاویر اور اشتہارات وغیرہ سبھی صحافتی مندرجات میں خیال رکھا جائے گا۔ صحافتی ضابطہ اخلاق کے درج ذیل رہنما اصول وضع کئے گئے:۔

(1) پریس کو اخلاقیات کی بالادستی کا خیال رکھنا چاہیے اپنی اشاعت میں نقالی اور کسی کی ہتک عزت سے لازماً بچنا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) پریس کو کسی واقعہ یا معاملہ کے تمام لازمی اور متعلقہ حقائق سامنے لانے چاہییں اور یہ یقین بنانا چاہیے کہ تمام معلومات درست اور متوازن رہیں۔

(3) پریس کو متعصبانہ رپورٹنگ' غیر مصدقہ مواد کی اشاعت' غیر ذمہ دارانہ تبصروں کے اظہار ملے جلے طے شدہ حقائق' ایک فرد یا افراد کے ایک چھوٹے گروپ کی عمومی باتوں سے بچنا ہوگا۔

(4) پریس کو فرد یا افراد کی نجی زندگی کا احترام کرنا ہوگا اور نجی' خاندانی یا گھریلو زندگی میں مداخلت نہیں کرنی ہوگی۔

(5) افواہوں اور غیر مصدقہ رپورٹوں سے بچنا ہوگا اور اگر یہ شائع کرنا پڑیں تو پہلے ان کی شناخت اور تصدیق کرنا ہوگی۔

(6) جو اطلاع اور تصویر جاری یا شائع کی جائے وہ سچی اور حقیقی ہونی چاہیے۔

(7) پریس کو ایسے کسی مواد کی اشاعت اور اظہار سے احتراز کرنا ہوگا' جس میں کسی فرد یا گروپ کی نسل' مذہب' ذات' فرقے' قومیت' قوم پرستی' جنس' معذوری' علالت یا عمر کے حوالے سے کوئی تعصب پایا جاتا ہو۔

(8) پریس اپنے طور پر جرائم کی زبردست کاموں کی حیثیت سے تشہیر نہیں کرے گا یا مجرموں کو اسیر بنا کر پیش نہیں کرے گا۔

(9) پریس کو ایک خودمختار ملک کی حیثیت سے پاکستان' اس کے عوام یا اس کی سلامتی اور یکجہتی کو نقصان پہنچانے والا کوئی مواد شائع یا جاری نہیں کرنا ہوگا۔

(10) پریس کو آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کی دفعہ 19 کی خلاف ورزی کرنے والا کوئی مواد یا بیان شائع نہیں کرنا ہوگا۔

(11) پریس کو فوری طور پر کسی غیر مصدقہ یا خلاف حقیقت مواد شائع کرنے پر معذرت نمایاں جگہ پر شائع کرنا ہوگا۔ پریس کو تنقید یا تبصرہ شدہ فرد یا افراد کو جواب دینے کا جائز حق دینے کا موقع فراہم کرنا ہوگا۔ جب معاملے کو کافی اہمیت حاصل ہو۔

(12) طبی معاملات و واقعات کی رپورٹنگ کرتے ہوئے بہت احتیاط کی جائے گی اور ایسی سنسنی خیزی سے احتراز کیا جائے گا جس سے قارئین میں بے بنیاد خوف یا غلط توقعات پیدا ہونے کا خدشہ ہو۔ ابتدائی طبی تحقیقات کو شائع نہیں کرنا چاہیے تا کہ وہ حتمی یا تقریباً حتمی محسوس نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔

(13) سنسنی خیزی، تشدد یا مظالم کے فروغ سے بچا جائے گا۔ رپورٹنگ کو مبنی بر حقیقت ہونا چاہیے بالخصوص جب عدالتی سماعت جاری ہو اور ایک ملزم کو مجرم یا قصوروار کے طور پر پیش نہیں کرنا چاہیے جب تک عدالت اپنا کوئی حتمی فیصلہ نہ دے دے۔

(14) جنسی الزامات و جرائم، بچوں اور خواتین کے خلاف جرائم و مقدمات کی صورت میں ان کے نام اور شناخت ہونے والی ان کی تصاویر شائع نہیں کرنا چاہییں۔

(15) بریفنگ اور انٹرویو وغیرہ میں پریس کو باہمی اعتماد اور آف دی ریکارڈ باتوں کو منظر عام پر نہیں لانا چاہیے۔

(16) رائے عامہ کے سروے کے نتائج شائع کرتے ہوئے پریس عوام کا معاملہ، جغرافیائی یا رہائش علاقہ اور سروے کروانے والے ادارہ وغیرہ کا ذکر ضرور کرنا چاہیے۔

(17) کسی فرد کو ملنے والا کسی قسم کا استحقاق، مرتبہ یا مالی فائدہ وغیرہ کی صورت میں جس کی وجہ سے مفادات کا تصادم پیدا ہونے کا خدشہ ہو یا کوئی عہدہ یا ترقی وغیرہ جس کی وجہ سے پیشہ ورانہ فرائض کی کارکردگی پر اثر پڑتا ہو، ایک آزاد اور ذمہ دار پریس اس سے لازمی طور پر اجتناب کرے گا۔

حکومت نے پریس کونسل 2002ء کے اس قانون پر تادم تحریر عمل نہیں کیا اور نہ پریس کونسل قائم کی اور نہ ہی پریس سے اس ضابطۂ اخلاق کی پابندی کا تقاضا کیا ہے۔ حکومت ایسے قوانین کو پریس پر محض دباؤ کے لیے استعمال کرتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

10

صحافت کا اسلامی ضابطۂ اخلاق
(ISLAMIC ETHICAL CODE OF PRESS)

کسی قوم کی اخلاقی قدروں اور اصولوں کی بنیاد اس کا عقیدہ اور نظریہ زندگی ہوتا ہے جس کے بدل جانے سے پورا نظام اخلاق بدل جاتا ہے، اس لئے مغرب کے ضابطہ ہائے اخلاق مسلم معاشرے کی صحافت کے لئے موزوں نہیں ہیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ ہم صحافت کے شعبے میں رہنمائی کے لئے بھی قرآن وسنت کی طرف رجوع کریں۔

اِسلام نے ذرائع ابلاغ کے لئے ایک ضابطۂ اخلاق مقرر کیا ہے جس کی پابندی کے بغیر صحافی اور اہل قلم مثبت اور تعمیری کردار ادا نہیں کر سکتے۔ اس ضابطۂ اخلاق کے چند بڑے بڑے اصول قرآن وحدیث میں یہ بیان کئے گئے ہیں:۔

1- حق گوئی:

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو۔ اگر چہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات یا تمہارے والدین اور رشتے داروں ہی پر کیوں نہ پڑتی ہو، فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے۔ لہٰذا تم اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے نہ ہٹو، اگر تم نے لگی لپٹی بات کی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے"۔(النساء:135)

"(اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے"(الفرقان:72)

2-شہادت حق:

"اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ، جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ سے آلودہ ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے"۔(البقرہ:282)

3-حق کو چھپانے سے گریز:

"باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور جان بوجھ کر حق کو چھپانے کی کوشش نہ کرو"۔ (البقرہ:42)

4-صاف اور سیدھی بات:

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، صاف سیدھی اور کھری بات کیا کرو"(احزاب:70)

"اور رسولؐ پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے"(العنکبوت:18)

5- کھلی بات:

"اور لوگوں سے ہمیشہ کھلی بات کیا کرو"۔(البقرہ:83)

6-دعوت بطریق احسن:

"اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو، حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے سے جو ہر لحاظ سے بہترین ہو"(النحل:125)

"اور اے محمدؐ! تمہیں ہم نے اس کے سوا اور کسی کام کے لئے نہیں بھیجا کہ (جو مان لے اسے) بشارت دے دو اور (جو نہ مانے اسے) متنبہ کر دو"۔(بنی اسرائیل:105)

"اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، ان سے تعرض مت کرو، انہیں سمجھاؤ اور ایسی نصیحت کرو جو ان کے دلوں میں اُتر جائے"۔(النساء:63)

7-بہترین انسدادی تدبیر:

"برائی کو اس طریقے سے دفع کرو جو تمہارے نزدیک بہترین ہو"(المومنون:96)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’بدی کو اپنے ہاتھ سے روکنا اور مٹانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اگر ہاتھ سے نہ مٹا سکے تو زبان سے مٹائے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اس کو دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کی سب سے کمزور حالت ہے‘‘۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

8- تحریف کی ممانعت:

’’جو لوگ یہودی بن گئے ہیں ان میں کچھ لوگ ہیں جو الفاظ کو ان کے محل سے پھیر دیتے ہیں‘‘ (النساء: 46)

’’جو لوگ ہماری آیات کو اُلٹے معنی پہناتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں‘‘۔

(حم السجدۃ: 30)

9- گمان اور قیاس کی ممانعت:

’’اور اے محمدؐ! اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے، وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں‘‘۔

(الانعام: 116)

10- لالچ سے اجتناب:

’’اللہ کے عہد کو تھوڑے سے فائدے کے بدلے میں نہ بیچ ڈالو، جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اگر تم جانو‘‘۔ (النحل: 95)

11- بدی کے بدلے نیکی:

’’نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں۔ تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی، وہ جگری دوست بن گیا ہے‘‘۔ (حم السجدۃ: 41)

12- امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

’’تم سب میں سے کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں‘‘۔ (آل عمران: 104)

’’اب دُنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اُٹھایا گیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور (ایسا اس لئے کرتے ہو) کہ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔ (آل عمران:110)

"اور اے محمدؐ! میرے بندوں سے کہہ دو کہ زبان سے وہ بات نکالا کریں جو بہترین ہو۔ دراصل یہ شیطان ہے جو انسانوں کے درمیان فساد ڈلوانے کی کوشش کرتا ہے"۔ (بنی اسرائیل:153)

13- شرطِ تحقیق:

"اس وقت تم کیسی سخت غلطی کر رہے تھے، جب تمہاری ایک زبان سے دوسری زبان اس جھوٹ کو لیتی چلی جا رہی تھی اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جا رہے تھے جس کے متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا۔ تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے، جب کہ اللہ کے نزدیک یہ ایک بڑی بات تھی"۔ (النور:15)

"اور اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو بنا جانے بوجھے نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ"۔ (الحجرات:6)

"آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی دلیل ہے کہ وہ جو کچھ سنے، اسے آگے بیان کردے"۔ (حدیث نبوی ﷺ، صحیح مسلم)

14- حد سے تجاوز نہ کیا جائے:

"کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کردے کہ انصاف سے پھر جاؤ"۔ (المائدہ:8)

"اور اگر تم شیطان کی طرف سے اُکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو"(حم السجدۃ:36)

15- نجی زندگی کا تحفظ:

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو، جب تک گھر والوں سے اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیجو۔ یہ طریقہ تمہارے لئے بہتر ہے، توقع ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے پھر اگر وہاں کسی کو موجود نہ پاؤ تو داخل نہ ہو، جب تک کہ تمہیں اجازت نہ مل جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ، یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے"۔ (النور:28-27) "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے"، نہ اُس پر ظلم کرتا ہے، نہ اُس کی مدد سے باز رہتا ہے، جو شخص اپنے بھائی کی کسی حاجت کو پورا کرنے میں لگ جائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو کسی مصیبت سے نکالے گا۔ اللہ اسے روزِ قیامت کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت سے نکال دے گا اور جو شخص کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی عیب پوشی کرے گا۔

(حدیث نبویؐ، روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ)

16- کھوج وکرید سے گریز:

''اور تجسس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔ دیکھو تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔(الحجرات:12)

''جو شخص مسلمانوں کے عیب ڈھونڈنے کے درپے ہوگا، اللہ اس کے درپے ہو جائے گا اور اللہ جس کے درپے ہو جائے اسے اس کے گھر میں رسوا کر کے چھوڑتا ہے''۔(حدیث نبویؐ، ابوداؤد)

17- فحاشی اور بے حیائی سے گریز:

''جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والے گروہ کے اندر فحاشی پھیلے وہ دُنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں''۔(النور:109)

''اور (ایمان لانے والے) لغویات سے دور رہتے ہیں''۔(المومنون:3)

''اور فحاشی کے قریب ہرگز نہ پھٹکو خواہ وہ کھلی ہو یا چھپی''(انعام:151)

''اور کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہو جائے تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں''۔

(الفرقان:72)

''اے بنی آدم! ایسا نہ ہو کہ شیطان پھر اسی فتنے میں مبتلا کر دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوا دیا تھا اور ان کے لباس ان کے جسم پر سے اُتروا دیئے تھے تاکہ ان کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھولے۔ وہ اور اس کے ساتھی تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ ان شیاطین کو ہم نے ان لوگوں کا سرپرست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔(الاعراف:27)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، جو کوئی اس کی پیروی کرے گا وہ اسے فحاشی اور بدی پھیلانے کا حکم دے گا''۔(النور:21)

''شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا اور فحاشی پھیلانے کا حکم دیتا ہے''۔(البقرہ:169)

18- احترام آدمیت اور مذاق اُڑانے سے اجتناب:

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، نہ مرد ایک دوسرے کا مذاق اُڑائیں نہ عورتیں ایک دوسرے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذاق اڑائیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو"۔ (الحجرات:11)

"مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے"

(حدیث نبویؐ، بخاری، کتاب الایمان)

"ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان، مال اور عزت حرام ہے"۔

(حدیث نبوی، مسلم، ترمذی)

"مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ اس کی تذلیل نہیں کرتا، ایک آدمی کے لئے یہی شر بہت ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے"۔

(حدیث مسند احمد)

"بدترین زیادتی کسی مسلمان کی عزت پر فاسق حملہ کرنا ہے"۔ (حدیث نبویؐ، ابوداؤد)

19- خودنمائی سے اجتناب:

"جو شخص اسلوب کلام میں اس لئے ادل بدل کرتا ہے کہ اس کے ذریعے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنائے، خدا قیامت کے دن اس کا فدیہ اور توبہ قبول نہ کرے گا"۔ (حدیث نبویؐ، ابوداؤد)

20- بے جا حمایت سے گریز:

"قیامت کے دن بدترین حال میں وہ شخص ہوگا جس نے دوسروں کی دُنیا بنانے کی خاطر اپنی آخرت برباد کر ڈالی"۔ (حدیث نبویؐ، مشکوٰۃ، ابو اسامہ)

21- عصبیت سے گریز:

"وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی دعوت دے اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں ہے، جو عصبیت کی بنیاد پر جنگ کرے اور ہم میں سے وہ بھی نہیں ہے جو عصبیت کی حالت میں مرے"۔

(حدیث نبویؐ، ابوداؤد، جبیر بن مطعمؓ)

22- مذہبی دل آزاری سے گریز:

"یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن معبودوں کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو۔ (الانعام:108)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

23-نیکی میں تعاون:

"نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو"۔(المائدہ:20)

24-بدی میں عدم تعاون:

"اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں سے کسی سے تعاون نہ کرو، صرف اللہ سے ڈرو، اس کی سزا بہت سخت ہے"۔(المائدہ:20)

25-غیبت سے گریز:

"اور تم ایک دوسرے کی برائی پیٹھ پیچھے نہ کیا کرو"۔(الحجرات:12)

26-بدگمانی سے پرہیز:

"گمان کرنے سے پرہیز کیا کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں"۔(الحجرات:12)

27-اظہارِ خیال میں شائستگی:

"ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اس خیرات سے بہتر ہے، جس کے پیچھے دُکھ ہو۔اللہ بے نیاز ہے اور بردباری اُس کی صفت ہے"۔(البقرہ:263)

"اہل کتاب کے ساتھ بحث نہ کرو مگر احسن طریقے سے"۔(العنکبوت:46)

اور لوگوں سے بھلی بات کہنا"۔(البقرہ:83)

28-خواتین کے معاملے میں خصوصی احتیاط:

"جو لوگ پاک دامن، بے خبر، مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں، ان پر دُنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔وہ اس دن کو نہ بھول جائیں، جب ان کی اپنی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔اس دن اللہ انہیں بھرپور بدلہ دے گا جس کے وہ مستحق ہیں اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ ہی حق ہے، سچ کو سچ کر دکھانے والا"۔

(النور:23تا25)

29-خدا کی بجائے حاکم کی خوشنودی سے اجتناب:

"جس نے حاکم کو راضی کرنے کے لئے وہ بات کی جو اُس کے رب کو ناراض کر دے وہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دین سے نکل گیا۔(حدیث نبویؐ، کنز العمال)

"بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے"۔(حدیث نبویؐ)

یہ وہ چیدہ چیدہ اصول ہیں جو قرآن وحدیث سے مختصر طور پر لئے گئے ہیں۔ان اصولوں کے مطابق سرخی، خبر اور تمام صحافتی مندرجات میں سچ بولنے اور سچ لکھنے سے لے کر فحاشی پھیلانے سے اجتناب تک اور احترام آدمیت سے لے کر موجودہ دور میں پھیلتی ہوئی عصبیت سے گریز کرنے تک کے تمام بنیادی اصول وضع کر دیئے گئے ہیں، انہی اسلامی اصولوں سے مزاحیہ تحریروں اور کالموں کی حدود وقیود کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ کارٹون بناتے وقت کہاں تک مضحکہ خیزی کی جاسکتی ہے۔اسلامی معاشرے میں ریڈیو اور ٹی وی کی تمام نشریات کو کن اصولوں کے تابع ہونا چاہئے۔ اشتہارات میں فحاشی اور مبالغہ آمیزی کے بارے میں اسلامی احکامات کیا ہیں۔تعلقات عامہ کے شعبے میں کام کرنے والوں پر اصلاح تعلقات اور حقائق بیان کرنے کے ضمن میں کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔صحافت کے ان تمام شعبوں کے متعلق یہ اسلامی اصول رہنمائی کرتے ہیں۔صحیح اسلامی معاشرے کے قیام کے لئے اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ ذرائع ابلاغ عامہ کو ان اصولوں کا پابند بنا دیا جائے، اسی طرح انسانیت کو فلاح وبہبود، امن وخوشحالی اور ترقی وکامرانی حاصل ہوسکتی ہے۔

ایک مسلمان صحافی کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ صرف اپنی ذاتی زندگی ہی میں اسلام کے احکام وتعلیمات پر عمل نہ کرے بلکہ اپنے پیشہ وارانہ فرائض میں بھی اس بات کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھے کہ اس کا قلم اور زبان ٹھیک ٹھیک اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے استعمال ہوں۔یوں ایک مسلمان صحافی کا کردار دعوت دین کے ایک داعی اور مبلغ کی طرح ہوتا ہے۔اُسے اپنی پوری مساعی کے نتیجے میں انسانوں کی خوشنودی یا اپنے نام ونمود کی بجائے صرف آخرت میں نجات کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اُس کے ذہن ودل میں یہ احساس بہت قوی اور پختہ ہوتا ہے کہ میری زبان وقلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ قیامت کے دن میرے اعمال کی گواہی دے گا اور جزا وسزا کی بنیاد بنے گا۔

اِسلام مشاورت کا درس دیتا ہے، جس طرح کوئی غلط مشورہ دینا' غلط اور غیر ذمہ دارانہ حرکت ہے اسی طرح خلاف حقیقت، گمراہ کن اور تہذیب وشائستگی کے منافی اطلاعات وخیالات جس سے فساد فی الارض کا اندیشہ ہو، پھیلانا بھی صحیح نہیں ہوسکتا۔مسلمان صحافی کو حقیقی اور مہذب انداز سے خبر کی تشہیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر کے روشنی پھیلانے کا فریضہ ادا کرنا چاہئے۔

اسلام نے تحریر و تقریر کی آزادی کو انسان کا بنیادی حق قرار دیا ہے۔ عہد نبویؐ اور خلفائے راشدین کے دور میں اس آزادی کی جو تاریخی اور روشن روایات قائم ہوئیں، ان کی مثال دُنیا کے کسی اور نظام میں نہیں دی جا سکتی، اسی طرح مسلمان صحافی کو آزادی میسر ہے مگر وہ اسلامی ضابطۂ اخلاق کی پابند کر دی گئی ہے اور اسے اس کی پابندی کرنی چاہئے۔

مسلمان صحافی کو کسی ایسے اخبار میں ہی کام کرنا چاہئے جس کی پالیسی اس کے ایمان اور عقیدے کے مطابق ہو یا پھر وہ اخبار جو مسلم معاشرے کی بھلائی اور بہتری چاہتا ہو، اس کے علاوہ کوئی ایسا اخبار جو غیر اسلامی نظریات کا علمبردار ہو، اس میں مسلمان صحافی کا کام کرنا شرعاً ممنوع ہے۔

مسلمان صحافی کو نیکی کے فروغ اور بدی کے انسداد کے لئے کبھی کسی قسم کی مصلحت، دُنیاوی خواہش، طمع، حرص یا لالچ کا شکار نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی اُسے خوشامد، چاپلوسی اور بلا استحقاق مدح سرائی کے راستے کو اختیار کرنا چاہئے۔ اُسے حق و انصاف کی سربلندی کی نسبت کاروباری مصلحتوں کو مقدم نہیں جاننا چاہئے۔

مسلمان صحافی کو کسی بھی طرح کے تعصب، پارٹی بازی، دوستی یا عداوت کی بنا پر کوئی بات نہیں لکھنی چاہئے اور نہ غیر اسلامی نظریئے یا طاقت کی حمایت کرنی چاہئے، البتہ کسی اچھی بات کی حمایت کرنی چاہئے اور مخالفت برائے مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔

مسلم صحافی کا کام یہ ہے کہ وہ اطمینان بخش یا خوفناک خبر کو سنتے ہی شائع نہ کر دے، بلکہ اس کی صحت کو اچھی طرح جانچے، پرکھے اور خود کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو اپنے ادارے کے کسی ایسے ذمہ دار رکن سے مشورہ کر لے جو خبر کو جانچنے پرکھنے کی مہارت رکھتا ہو تا کہ وہ اسے شائع کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کر سکے۔ روایات کو پرکھنے کے لئے محدثین نے جو اصول اپنائے اس ضمن میں وہ ایک عمدہ مثال ہیں۔ محض لوگوں کے کہنے پر ہی خبر شائع نہیں کرنی چاہئے۔

نفسیاتی یا سرد جنگ اور پروپیگنڈے کے جنون میں جھوٹی افواہیں پھیلانے اور جھوٹی خبریں گھڑ گھڑ کر دُنیا کو گمراہ کرنے کا جو فن ایجاد ہوا ہے، یہ اسلام تو کیا کسی بھی معیار اخلاق کے بالکل منافی ہے۔ اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھنے والا کوئی صحافی یہ حرکت نہیں کر سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج کل سیاسی اور سفارتی رپورٹنگ میں حالات وواقعات کی کڑیاں ملانے اور قیاس آرائی سے کام لے کر نتائج اخذ کرنے سے بھی خبریں بنتی ہیں، جن کو صحافی کی رائے، تبصرے یا تجزیئے کی حیثیت حاصل ہوتی ہے، ان میں کوئی لفظ بھی بدنیتی کی بنیاد پر نہیں لکھنا چاہئے۔

مسلمان صحافی کو چاہئے کہ وہ معاشرے کی برائیوں کا ذکر اس طرح نہ کرے کہ لوگ ان سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے ان کے فروغ میں زیادہ دلچسپی لیں، یعنی مجرم کو ہیرو بنا کر نہ پیش کیا جائے، اسی طرح عدالتی کارروائی کی خبریں بڑھا چڑھا کر اور نمک مرچ لگا کر پیش کرنا صحافت کی اسلامی اقدار کے منافی ہے۔ ان تمام معاملات میں آخرت کے جوابدہی کے احساس کے ساتھ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جمہوری نظام کے تحت منتخب ہونے والے تمام افراد کے ساتھ کوریج اور اہمیت کے اعتبار سے مساوی سلوک کیا جائے اور جان بوجھ کر یا کسی مالی مفاد کے پیش نظر کوئی امتیاز نہ برتا جائے۔

اداریہ نگار کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ رائے عامہ کی تشکیل اور رہنمائی کے لئے ہمیشہ اصلاح اور فلاح کی بات کرے۔ اس کا قلم کبھی فساد وعناد کا سبب نہ بنے۔

ایک مسلم مزاح نگار کے لئے ضروری ہے کہ اس کے نشتر ظرافت سے کبھی کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ تحریر میں طعنہ زنی، انتقامی جذبہ، بدنیتی یا پھکڑ پن پیدا نہ ہونے پائے۔ طنز ومزاح کا کمال تو یہ ہے کہ جس پر زد پڑے وہ بھی لطف محسوس کرے۔ مزاح پیدا کرنے کے لئے جھوٹ اور تحقیر کا سہارا نہ لیا جائے۔

عام تحریر یا اشتہار بازی میں جنس اور حسن کی طرف راغب کرنے والی تصویریں شائع یا پیش کر کے لذت کا سامان پیدا کرنا سراسر غیر اسلامی فعل ہے۔ مسلم صحافی کو اشتہار شائع کرتے وقت اور تاجر کو شائع کرواتے وقت مادیت کے پھیلاؤ یا انعامات کے لالچ کا باعث نہیں بننا چاہئے۔ مبالغہ یا جھوٹ سے کام نہیں لینا چاہئے، اس کے علاوہ نشہ آور اور حرام اشیاء کی اشتہار بازی نہیں کرنی چاہئے۔

تعلقات عامہ کے ماہرین کو خوشامد یا چاپلوسی کی بجائے اسلامی تعلیمات کے مطابق سچائی، صحت و درستی اور دیانت داری پر ہمیشہ عمل پیرا رہنا چاہئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریڈیو اور ٹیلی ویژن جیسے مؤثر ذرائع ابلاغ کے پالیسی سازوں کو بھی اپنی تمام نشریات کو ترتیب دیتے وقت ہمیشہ اسلامی احکامات کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ انہیں نظریاتی، اخلاقی، معاشرتی، ثقافتی اور تہذیبی اصول واقدار کی پابندی کرنا چاہیے۔ مغرب کی تقلید میں مخلوط رقص و موسیقی کے پروگرام، بے ہودہ فلمیں، عشق و عاشقی کا درس دیتے ڈرامے اور لچر گانے کسی طرح بھی اسلامی معاشرے کے ذرائع ابلاغ کی نشریات نہیں ہوسکتیں۔

غرض مسلمان صحافی اپنے قلم، زبان اور بیان کو ہمیشہ اللہ کی امانت سمجھتا ہے اور اس امانت کی حفاظت وہ اپنی ماں، بہن اور بیٹی کی عصمت کی طرح کرتا ہے۔ وہ کسی قیمت پر اسے فروخت کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا، اس لئے کہ اسے ایک ایک عمل اور ایک ایک لفظ کا حساب آخرت کے دن اپنے خالق حقیقی کو دینا ہے۔ یہی احساس اسے راہِ راست سے بھٹکنے نہیں دیتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

11

انٹرنیٹ اور اخلاقیات
(INTERNET AND ETHICS)

پاکستانی معاشرے میں انٹرنیٹ کا استعمال تیزی سے بڑھتا جارہا ہے۔ یہ اب گھروں، تعلیمی اداروں، دفاتر اور نیٹ کیفے پر عام ہوتا جارہا ہے۔ اب ہر عام فرد بڑی آسانی سے سستے داموں اس تک رسائی حاصل کرسکتا ہے۔ یوں تو انٹرنیٹ دُنیا بھر کی معلومات واطلاعات کا ایک وسیع سمندر ہے۔ مارچ 2000ء میں کیے گئے ایک اخباری سروے کے مطابق انٹرنیٹ کے صارفین کی پاکستان میں تعداد ایک لاکھ 63 ہزار سے تجاوز کرچکی تھی، جو لازماً اب بہت زیادہ ہے۔ لاکھوں ویب سائٹس ہر اہم موضوع پر معلومات فراہم کرتی ہیں۔ یہ تحقیق کرنے والے محققین سے لے کر عام طالب علموں تک بہت معاون اور مددگار ثابت ہورہا ہے۔ ایک سیمینار میں ایک اخبار کے ایڈیٹر نے اپنے کلیدی مقالے میں جب یہ تجویز پیش کی کہ پاکستان کو زیادہ صوبوں میں تقسیم کردینا چاہیے تو اپنی اس تجویز کی تائید میں انہوں نے دُنیا کے کئی ملکوں کے زیادہ صوبوں کی مثالیں بھی دیں۔ یہ ساری معلومات انہوں نے انٹرنیٹ کے ذریعے حاصل کی تھیں۔ حکومت پاکستان کے مختلف محکمے بھی اپنے اِردگرد کے ممالک کی تقلید میں اپنی حکومت کے مختلف اداروں کی ویب سائٹس بنا کر اسے الیکٹرانک گورنمنٹ کی شکل دینے میں مصروف رہتے ہیں۔ موجودہ دورِ حکومت میں اس جانب خاصی پیش رفت ہوئی ہے، لیکن ان اداروں کی آمدن اور اخراجات کے حسابات اور دیگر اہم معلومات سے یہ ویب سائٹس خالی ہیں۔ حکومت نے 2002ء میں جو آزادی اطلاعات کا قانون متعارف کروایا تھا۔ اس کی رُو سے بھی تمام معلومات ان حکومتی اداروں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ویب سائٹس پر موجود ہونی چاہئیں، لیکن اسی قانون کے دوسرے حصے پر حکومت زیادہ عمل پیرا رہتی ہے، یعنی جن اطلاعات اور معلومات کو وہ چاہے، خصوصی (classified) اطلاع قرار دے کر اس پر پابندی لگا سکتی ہے۔

انٹرنیٹ کا استعمال زیادہ تر اپنے عزیز و اقرباء کو ای میل وغیرہ کرنے کے لئے بھی کیا جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ذریعے علمی استفادے کا رجحان زیادہ مستحکم نہیں ہو سکا، بلکہ اسے بھی تفریح کا ایک نیا ذریعہ سمجھ لیا گیا۔ کمپیوٹر عام ہونے کی وجہ سے ایک نیا سی ڈی کلچر وجود میں آ گیا۔ اب آڈیو اور ویڈیو سی ڈی کے ذریعے گانے سننے اور فلمیں دیکھنے کے رجحان میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ گھروں کے علاوہ سرکاری اور نجی دفاتر میں یہ چلن عام ہے۔ کچھ یہی سلوک ہمارے معاشرے کی اکثریت نے انٹرنیٹ کے ساتھ بھی کیا ہے۔ محققین اور بالخصوص طالب علموں نے اسے اپنی اسائن منٹس اور تحقیقی کام کے لئے ایک آسان اور شارٹ کٹ کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ بات اکثر مشاہدے میں آتی ہے کہ اکثر طالب علم کسی بھی موضوع پر نیٹ پر دستیاب مواد پرنٹر کے ذریعے کاغذ پر منتقل کر لیتے ہیں اور اسے پڑھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے اور اسے اسی طرح آگے چلا دیتے ہیں، بلکہ کئی بار وہ اسلام اور پاکستان مخالف ویب سائٹس سے بھی مواد لے کر بغیر حوالے کے پیش کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنے سے علم اور سچائی کی تلاش کے لئے جستجو اور تحقیق کرنے کی روایت دم توڑتی جا رہی ہے اور حوالہ نہ دینے کی وجہ سے علمی بد دیانتی کے رجحان میں بھی اضافہ ہو رہا ہے، حالانکہ صحافتی اخلاقیات ان باتوں کی قطعی اجازت نہیں دیتیں۔

انٹرنیٹ کے آزادانہ استعمال کا سب سے نقصان دہ پہلو یہ ہے کہ نوعمر اور نابالغ بچے ممنوعہ ویب سائٹس تک آسانی سے رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ وہ اپنی معصومیت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ان کے علیحدہ کمروں میں موجود ان کے ذاتی کمپیوٹر یا نیٹ کیفے اس افسوس ناک اور مذموم مقصد کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ روزنامہ ''ڈان'' کے رسالے "The & Review" کی 8 تا 14 جولائی 2004ء کی اشاعت میں یہ بتایا گیا کہ انٹرنیٹ کیفے میں 70 فیصد افراد بیس سال سے کم عمر کے بطور گاہک آتے ہیں۔ ان میں سے 80 فیصد نوجوان مختلف ذرائع سے عریاں اور مخرب اخلاق تصاویر اور فلمیں دیکھنے پر یقین رکھتے ہیں اور وہ سماجی اور معاشی طور پر نچلے طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں، جن بڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور فیشن ایبل گھرانوں میں بچوں پر آزادانہ طور پر نیٹ دیکھنے کی پابندیاں عائد ہیں، وہ بھی ان نیٹ کیفے کا رُخ کر لیتے ہیں۔ اکثر بچوں کے والدین ان کی ایسی سرگرمیوں سے بے خبر اور بے نیاز رہتے ہیں، حالانکہ اپنے کمپیوٹر پردہ (History Folder) کے ذریعے یہ جان سکتے ہیں کہ اس پر کون کون سی ویب سائٹس دیکھی جا چکی ہیں، اگر انہیں چالاکی سے (Remove) نہ کر دیا گیا ہو۔ کچھ سوفٹ ویئر کے ذریعے ایسی ویب سائٹس کو فلٹر بھی کیا جا سکتا ہے اور بچوں کو نعم البدل کے طور پر اچھی اور تعمیری ویب سائٹس بھی فراہم کی جا سکتی ہیں۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ نمبر 292 کے تحت غیر اخلاقی مواد کسی بھی صورت میں فراہم کرنا جرم ہے۔ ایک مجوزہ قانون کے مطابق بچوں کو ایسا مواد فراہم کرنے والے کو دس سال قید اور ایک لاکھ روپے جرمانے کی سزا دی جا سکے گی۔

قانون بنانے کی نسبت زیادہ اہم کردار ضابطۂ اخلاق اور اس پر صحیح طرح عمل کرنے کا ہوتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہمارے معاشرے میں کاریگر لوگ قانون کی گرفت سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس لئے مذہب اور معاشرے کی طرف سے عائد کردہ اخلاقی ضابطوں کی پابندی کرنا زیادہ اہم ہے، لیکن اس سلسلے میں حکومت یا کسی ادارے یا تنظیم کی طرف سے کوئی باقاعدہ ضابطۂ اخلاق ابھی تک سامنے نہیں آیا ہے۔

یوں تو دنیا میں انٹرنیٹ 1970ء کی دہائی سے کام کر رہا ہے لیکن گزشتہ چند برسوں سے اس کے استعمال میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت دنیا کے 160 سے زائد ممالک انٹرنیٹ کے ذریعے باہم منسلک ہیں۔ صرف جنوب مشرقی ایشیاء میں 20 سے 30 ملین افراد انٹرنیٹ کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ رکھتے ہیں' اور یہ تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کے بڑھتے ہوئے استعمال کے ساتھ ساتھ ہر معاشرے میں اس کے لئے ضابطۂ اخلاق بنانے اور قوانین وضع کرنے کے لئے دباؤ بھی بڑھتا جا رہا ہے کیونکہ اس پر موجود بے شمار ویب سائٹس (Websites) ہر عمر کے سبھی افراد کے دیکھنے کے لئے نہیں ہیں۔ ترقی پذیر معاشروں میں بالخصوص اس کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے' جہاں شرح خواندگی بہت کم اور غربت بہت زیادہ ہے۔ ان ممالک میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ انٹرنیٹ کی سہولت رکھنے والے افراد معلومات کے آزادانہ بہاؤ کی وجہ سے زیادہ لبرل ہوتے ہیں اور انٹرنیٹ پر ثقافتی اور اخلاقی بالادستی کی زیادہ پرواہ نہیں کرتے۔ اس لئے چھوٹی عمر کے بچے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی اس سے اثرات قبول کر رہے ہیں۔

سین میک برائڈ کمیشن کی نیو ورلڈ انفارمیشن آرڈر کے سلسلے میں سفارشات کے آرٹیکل 12 میں کہا گیا تھا کہ۔

"کسی فرد کی پرائیویسی' خاندان' گھر یا خط و کتابت میں
یکطرفہ طور پر کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔"

اگرچہ عملاً ذاتی خط و کتابت' کتب کی وصولی اور شائع شدہ مواد کے حصول میں اس آرٹیکل کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ آرٹیکل 29 میں انسانی حقوق پر عمل کرتے ہوئے کوئی حدود و قیود باقی نہیں رہیں۔

آرٹیکل 19 کے تحت آزادیٔ اطلاعات کے سلسلے میں کوئی فرد جغرافیائی حدود سے بالاتر ہو کر پوری دنیا میں کہیں بھی رابطہ کر سکتا ہے۔

مارچ 1996ء میں سیڈرڈ میں اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو کا ایک اجلاس انٹرنیٹ پر کاپی رائٹ کے مسئلے پر بحث کرنے کے لئے منعقد ہوا تھا۔

انٹرنیٹ کا بین الاقوامی ضابطہ اخلاق

انٹرنیشنل فیڈریشن آف انفارمیشن پروفیشنلز (IFIP) نے 1990ء میں یہ ضابطۂ اخلاق نہ صرف انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ماہرین کے لئے انفرادی طور پر مرتب کیا ہے بلکہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ملٹی نیشنل تنظیموں اور عوامی پالیسیوں اور قوانین سے متعلقہ پوری کمیونٹی کے لئے وضع کیا ہے۔ یہ ہدایات بین الاقوامی اور بین الثقافتی ہیں۔ ان سے کوئی مخصوص نظریہ یا عقیدہ نہیں جھلکتا ہے۔ یہ توقع کی گئی ہے کہ وضع کردہ ضابطہ اخلاق دنیا بھر میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعمیری ترقی اور اطلاق میں اہم کردار ادا کرے گا۔

انفرادی پیشہ ورانہ اخلاقیات:

(1) سماجی ذمہ داری:

انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ماہرین اپنی فنی مہارتوں کو بین الاقوامی انسانی بہبود اور مختلف اقوام کے شہریوں کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے وقف کرتے ہیں۔ وہ اس سلسلے میں اپنی اخلاقی ذمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طریقوں اور ان کو زندگی میں ہدایت دینے والے عوامل کو دھمکاتا ہے۔ ٹیکنالوجی کی بنیاد پر تہذیبوں کے لئے یہ تبدیلیاں اس تیزی سے حرکت میں آ رہی ہیں کہ ان کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔

انسانوں کو عام بھلائی اور یک جہتی کی کوشش کے لئے نئی انفارمیشن ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ کو اقوام کے اندر اور مابین ایک مضبوط ارادے کے ساتھ باخبر رکھنے اور رہنمائی کرنے کی ضرورت ہے۔ بلاشبہ یہ ٹیکنالوجی انسانی مشکلات کو حل کرنے' افراد کی مکمل ترقی کو آگے لے جانے اور انصاف' محبت اور امن سے چلائی جانے والی دنیا کو تخلیق کرنے کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ تبھی ممکن ہے جب انٹرنیٹ کو واضح مضبوط اخلاقی اصولوں کی روشنی میں استعمال کیا جائے۔ ایسا کرنے سے ہر ایک کو فائدہ حاصل ہوگا۔

انٹرنیٹ کا فروغ خبروں کے بھیس میں راز داری' اعداد و شمار کی حفاظت' حق تصنیف' فکری اثاثوں کا قانون' فحش نگاری' بُرے نظاروں' افواہوں کا پھیلاؤ اور کردار کشی جیسے بہت سے معاملات کے بارے میں کئی اخلاقی سوال اٹھاتا ہے۔

انٹرنیٹ کے کئی ہلا دینے والے رخ ہیں۔ یہ غیر معمولی حد تک برقی رفتار' فوری' عالمی' کسی مرکزی پابندی سے آزاد' اپنے مواد اور پہنچ (Access) میں لامحدود اضافے کی صلاحیت رکھنے والا' لچکدار اور ڈھل جانے والا ہے۔

انٹرنیٹ لوگوں کو آزادی اور جمہوریت کے بارے میں خدمت سرانجام دے سکتا ہے۔ یہ زندگی کے مختلف شعبوں میں موجود مواقع میں اضافہ کرنے' وسیع تعلیمی اور ثقافتی موضوعات اور انسانی ترقی کے کام آ سکتا ہے۔ یہ الفاظ اور تصاویر کے عالمی سطح پر فراہمی کی بنیاد پر دنیا بھر میں لوگوں کے درمیان نہ صرف سیاسی اور معاشی تعلقات میں اضافہ کر رہا ہے بلکہ دنیا بھر میں افہام و تفہیم پیدا کر رہا ہے۔ یہ خیال سے بالاتر ناممکنات کو ممکن بنا رہا ہے۔ یہ انسانی فطرت میں موجود باہمی ثقافتوں کی اقدار کو ملنے میں مدد دیتا ہے۔ انٹرنیٹ اور دوسرے سماجی ذرائع ابلاغ محبت کی ایک تہذیب تشکیل دے سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ لوگوں کو متحد کر سکتا ہے۔ لیکن یہ ان کو تقسیم بھی کر سکتا ہے۔ یہ نظریات' سیاست' نسل اور قومیتوں کی بنیاد پر لوگوں کو تقسیم کر سکتا ہے۔ اس سے قبل بھی اسے بہت جارح انداز میں استعمال کیا جا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چکا ہے۔اسے جنگ کے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کی وجہ سے لوگ ''انٹرنیٹ کے ذریعے دہشت گردی Cyber Terrorism کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ بہت تکلیف دہ امر ہوگا کہ لوگوں کو قریب اور اکٹھا کرنے والا میڈیا سرد جنگ اور بین الاقوامی سطح پر تصادم پیدا کرنے کا ذریعہ بن جائے۔

انٹرنیٹ کے ہمہ پہلو استعمال کو روکنا اب بہت مشکل ہو چکا ہے۔انٹرنیٹ کی دنیا میں آزاد روی کے سبب لوگوں میں کئی غیر اخلاقی اور منفی رویے بھی فروغ پا رہے ہیں۔ان میں کاپی رائٹس کو چرانا تو بہت عام ہے۔ یہ چلن تو اب اتنا عام ہو چکا ہے کہ اکثر لوگ اسے کوئی جرم ہی نہیں سمجھتے۔شہرت کی خاطر کئی لوگ دوسروں کی ذہنی وفکری تخلیقات کو اپنے نام سے پیش کرتے رہتے ہیں۔لوگوں کی ذاتی ای میل میں دخل اندازی کے واقعات میں بھی رونما ہوتے رہتے ہیں۔اس کے ذریعے مجرمانہ ذہنیت کے لوگ دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔انٹرنیٹ پر غیر اخلاقی مواد کو پیش کرنے کا کاروبار عروج پر ہے۔انٹرنیٹ کو عوام میں غلط معلومات پھیلانے اور افواہیں عام کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔تحقیقی مواد کے بے جا اور غلط استعمال کے لئے بھی یہ انفارمیشن ٹیکنالوجی بہت کارآمد ہے۔اس کے ذریعے کریڈٹ کارڈ یا کریڈٹ انفارمیشن کی چوری بھی ہوتی ہے۔کچھ کمپنیوں نے ای میل کے ذریعے ان چوریوں کو تسلیم کیا ہے اور انہوں نے اس کے خلاف عملی اقدامات بھی کئے ہیں۔انہوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ چور نے اس کا کریڈٹ کارڈ نمبر انٹرنیٹ کے ذریعے حاصل کیا۔

ہمیں کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے تمام منفی رجحانات پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔اس بارے میں اخلاقیات کو بہتر بنانے کا انحصار اس پر ہے کہ ہم انٹرنیٹ پر ایک دوسرے کا احترام کرنا سیکھیں۔ہم یہ عہد کریں کہ ہم:۔

(1) کمپیوٹر کو لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لئے استعمال نہیں کریں گے۔

(2) کمپیوٹر کو دوسرے لوگوں کے کاموں میں دخل اندازی کے لئے استعمال نہیں کریں گے۔

(3) دوسرے لوگوں کی فائلوں اور ای میل میں مداخلت نہیں کریں گے۔

(4) کمپیوٹر کو کسی قسم کی چوری کرنے کی خاطر استعمال نہیں کریں گے۔

(5) کمپیوٹر کو غلط ثبوت کے طور پر یعنی مصنوعی ای میل وغیرہ کے لئے استعمال نہیں کریں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طریقوں اور ان کو زندگی میں ہدایت دینے والے عوامل کو دھمکاتا ہے۔ ٹیکنالوجی کی بنیاد پر تہذیبوں کے لئے یہ تبدیلیاں اس تیزی سے حرکت میں آرہی ہیں کہ ان کا جواب نہیں دیا جاسکتا۔

انسانوں کو عام بھلائی اور یک جہتی کی کوشش کے لئے نئی انفارمیشن ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ کو اقوام کے اندر اور مابین ایک مضبوط ارادے کے ساتھ باخبر رکھنے اور رہنمائی کرنے کی ضرورت ہے۔ بلاشبہ یہ ٹیکنالوجی انسانی مشکلات کو حل کرنے' افراد کی مکمل ترقی کو آگے لے جانے اور انصاف' محبت اور امن سے چلائی جانے والی دنیا کو تخلیق کرنے کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہوسکتی ہے۔ یہ تبھی ممکن ہے جب انٹرنیٹ کو واضح مضبوط اخلاقی اصولوں کی روشنی میں استعمال کیا جائے۔ ایسا کرنے سے ہر ایک کو فائدہ حاصل ہوگا۔

انٹرنیٹ کا فروغ خبروں کے بھیس میں راز داری' اعداد و شمار کی حفاظت' حق تصنیف' فکری اثاثوں کا قانون' فحش نگاری' برے نظاروں' افواہوں کا پھیلاؤ اور کردار کشی جیسے بہت سے معاملات کے بارے میں کئی اخلاقی سوال اٹھاتا ہے۔

انٹرنیٹ کے کئی ہلا دینے والے رخ ہیں۔ یہ غیر معمولی حد تک برقی رفتار' فوری' عالمی' کسی مرکزی پابندی سے آزاد' اپنے مواد اور پہنچ (Access) میں لامحدود اضافے کی صلاحیت رکھنے والا' لچکدار اور ڈھل جانے والا ہے۔

انٹرنیٹ لوگوں کو آزادی اور جمہوریت کے بارے میں خدمت سرانجام دے سکتا ہے۔ یہ زندگی کے مختلف شعبوں میں موجود مواقع میں اضافہ کرنے' وسیع تعلیمی اور ثقافتی موضوعات اور انسانی ترقی کے کام آسکتا ہے۔ یہ الفاظ اور تصاویر کے عالمی سطح پر فراہمی کی بنیاد پر دنیا بھر میں لوگوں کے درمیان نہ صرف سیاسی اور معاشی تعلقات میں اضافہ کر رہا ہے بلکہ دنیا بھر میں افہام و تفہیم پیدا کر رہا ہے۔ یہ خیال سے بالاتر ناممکنات کو ممکن بنا رہا ہے۔ یہ انسانی فطرت میں موجود باہمی ثقافتوں کی اقدار کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ انٹرنیٹ اور دوسرے سماجی ذرائع ابلاغ محبت کی ایک تہذیب تشکیل دے سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ لوگوں کو متحد کرسکتا ہے۔ لیکن یہ ان کو تقسیم بھی کرسکتا ہے۔ یہ نظریات' سیاست' نسل اور قومیتوں کی بنیاد پر لوگوں کو تقسیم کرسکتا ہے۔ اس سے قبل بھی اسے بہت جارح انداز میں استعمال کیا جا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چکا ہے۔ اسے جنگ کے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کی وجہ سے لوگ ''انٹرنیٹ کے ذریعے دہشت گردی Cyber Terrorism کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ بہت تکلیف دہ امر ہوگا کہ لوگوں کو قریب اور اکٹھا کرنے والا میڈیا سرد جنگ اور بین الاقوامی سطح پر تصادم پیدا کرنے کا ذریعہ بن جائے۔

انٹرنیٹ کے ہمہ پہلو استعمال کو روکنا اب بہت مشکل ہو چکا ہے۔ انٹرنیٹ کی دنیا میں آزاد روی کے سبب لوگوں میں کئی غیر اخلاقی اور منفی رویے بھی فروغ پا رہے ہیں۔ ان میں کاپی رائٹس کو چرانا تو بہت عام ہے۔ یہ چلن تو اب اتنا عام ہو چکا ہے کہ اکثر لوگ اسے کوئی جرم ہی نہیں سمجھتے۔ شہرت کی خاطر کئی لوگ دوسروں کی ذہنی و فکری تخلیقات کو اپنے نام سے پیش کرتے رہتے ہیں۔ لوگوں کی ذاتی ای میل میں دخل اندازی کے واقعات میں بھی رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے ذریعے مجرمانہ ذہنیت کے لوگ دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ انٹرنیت پر غیر اخلاقی مواد کو پیش کرنے کا کاروبار عروج پر ہے۔ انٹرنیٹ کو عوام میں غلط معلومات پھیلانے اور افواہیں عام کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ تحقیقی مواد کے بے جا اور غلط استعمال کے لئے بھی یہ انفارمیشن ٹیکنالوجی بہت کارآمد ہے۔ اس کے ذریعے کریڈٹ کارڈ یا کریڈٹ انفارمیشن کی چوری بھی ہوتی ہے۔ کچھ کمپنیوں نے ای میل کے ذریعے ان چوریوں کو تسلیم کیا ہے اور انہوں نے اس کے خلاف عملی اقدامات بھی کیے ہیں۔ انہوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ چور نے اس کا کریڈٹ کارڈ نمبر انٹرنیٹ کے ذریعے حاصل کیا۔

ہمیں کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے تمام منفی رجحانات پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ اس بارے میں اخلاقیات کو بہتر بنانے کا انحصار اس پر ہے کہ ہم انٹرنیٹ پر ایک دوسرے کا احترام کرنا سیکھیں۔ ہم یہ عہد کریں کہ ہم:۔

(1) کمپیوٹر کو لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لئے استعمال نہیں کریں گے۔

(2) کمپیوٹر کو دوسرے لوگوں کے کاموں میں دخل اندازی کے لئے استعمال نہیں کریں گے۔

(3) دوسرے لوگوں کی فائلوں اور ای میل میں مداخلت نہیں کریں گے۔

(4) کمپیوٹر کو کسی قسم کی چوری کرنے کی خاطر استعمال نہیں کریں گے۔

(5) کمپیوٹر کو غلط ثبوت کے طور پر یعنی مصنوعی ای میل وغیرہ کے لئے استعمال نہیں کریں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6) کوئی ایسی کاپی یا سافٹ ویئر وغیرہ استعمال نہیں کریں گے جس کی ہم نے قیمت ادا نہ کی ہو۔

(7) اختیار حاصل کئے بغیر دوسرے لوگوں کے کمپیوٹر کے ذرائع استعمال نہیں کریں گے۔

(8) دوسرے لوگوں کے ذہنی نتائج کو اپنا ظاہر نہیں کریں گے۔

(9) جو پروگرام کے معاشی نتائج کے بارے میں سوچے گا وہ اس کے بارے میں لکھے گا۔

(10) اس طریقے سے کمپیوٹر استعمال کریں گے جس میں عزت اور احترام کا پہلو موجود رہے۔

ان تمام پہلوؤں کے پیش نظر اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ انٹرنیٹ کے محتاط اور ذمہ دارانہ استعمال کے لئے تمام ممالک اپنے اپنے طور پر بہت واضح ضابطۂ اخلاق اور قوانین وضع کریں اور ان پر عملدرآمد بھی کروائیں۔

●●●

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

12

کیبل ٹیلی ویژن اور اخلاقیات

(CABLE TV AND ETHICS)

ٹیلی ویژن نے کچھ برسوں میں اپنے رنگا رنگ پروگراموں کی وجہ سے لوگوں کو اپنا اسیر بنالیا ہے۔ یہاں تک کہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی ایجاد بھی اس کی قیمت کم نہیں کر سکی، کیونکہ انہیں حاصل کرنا اور انہیں استعمال کرنا ہر کسی کے بس کے بات نہیں، جبکہ ٹی وی کے لئے بس ایک بٹن دبانا پڑتا ہے اور ایک نئی دُنیا پریشانیاں اور دن بھر کی تھکن مٹانے کے لئے سامنے آموجود ہوتی ہے۔

ٹی وی نے ہماری زندگی پر بہت گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ پہلے لوگ آپس میں مل جل کر بیٹھتے تھے اور کئی موضوعات اور مسائل پر باتیں ہوتی تھیں اور ان کا حل نکالا جاتا تھا۔ خوشیاں منانے اور لطف اندوز ہونے کے طریقے ڈھونڈے جاتے تھے۔ بچے رات کو دادا دادی سے کہانی سننے کی فرمائش کرتے تھے۔ سب کے دُکھ سکھ مشترکہ ہوتے تھے۔ رسم ورواج کی مکمل پاسداری کی جاتی، اپنے معاشرتی نظام کی اقدار وروایات پر نا صرف عمل کیا جاتا تھا بلکہ یہ قابل فخر بات تھی۔ سب کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے عزت واحترام ہوتا تھا۔ بچے اپنے والدین اور بزرگوں کی بات کو حکم کا درجہ دیتے تھے۔ ٹی وی کے بعد اب یہ باتیں ماضی کا قصہ بن چکی ہیں۔ اب بچے دادی سے کہانی سننے کی بجائے ٹی وی پر کارٹون دیکھنا پسند کرتے ہیں اور نوجوان نسل بزرگوں کی بات پر کان دھرنے کی بجائے موسیقی، ڈراموں اور فیشن زدہ پروگراموں میں مست ہوتے ہیں۔ اب یہ وقت آگیا ہے کہ عام گھروں میں ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے خاندان کے تمام افراد آپس میں باتیں نہیں کرتے بلکہ ٹی وی کی جانب ٹکٹکی باندھے دنیا ومافیہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ متمول اور امیر گھرانوں میں تو ہر کمرے میں علیحدہ ٹی وی ہونے کی وجہ سے یہ روایت بھی ختم ہو گئی ہے۔

ٹی وی کو اب پوری دُنیا میں ذرائع ابلاغ کی دُنیا میں بہت اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ اس کے ذریعے پاکستانی معاشرے میں بھی بہت مؤثر اور مثبت تبدیلیاں آئی ہیں۔ سیٹلائٹ چینلز اور کیبل ٹی وی نیٹ ورک کی وجہ سے اب دُنیا کے ہر کونے میں رُونما ہونے والے تمام تازہ واقعات کی فوری اطلاع ہو جاتی ہے۔ حالات حاضرہ پر مختلف پہلوؤں سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ لوگوں کا علم اپ ڈیٹ رہتا ہے، اس سے انسانی ذہن پر پڑی جہالت کی گرد بڑی حد تک صاف ہو گئی ہے اور کائنات کے علم اور نئی معلومات نے ذہنی گرہوں کو کھول دیا ہے۔ اب تفریح کے لئے انسان صرف ریسٹورنٹس، پارکوں اور پلے لینڈز وغیرہ کا محتاج نہیں رہا۔ اب ٹی وی آن کیا، کارٹون دیکھے، موسیقی سے لطف اندوز ہوئے۔ ڈراموں کی کہانیوں میں کھو گئے۔ نئے نئے کھانے بنانے سیکھے اور فیشن پروگرامز دیکھ کر لباس، میک اپ اور رہائش وغیرہ میں جدت پیدا کر لی اور ماڈرن ہو گئے۔

ان تمام مثبت پہلوؤں کے ساتھ ساتھ سیٹلائٹ اور کیبل چینلوں کی وجہ سے غیر ملکی چینلز کی بھرمار ہو گئی ہے۔ ان میں ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان کے چینلز زیادہ شوق سے دیکھے اور پسند کئے جاتے ہیں۔ یہ چینلز اپنی فلموں اور گانوں کی وجہ سے ہماری ثقافت اور اقدار پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ ہمارا معاشرہ جس تبدیلی کی طرف گامزن ہے، اس کی منزل صرف ہماری اخلاقی تنزلی اور تباہی ہے۔

کیبل ٹی وی کی کامیابی کی وجہ اس کے بے شمار چینلز اور پروگرام ہیں۔

میاں امجد فرزند علی (چیئرمین پاکستان فلم پروڈیوسرز ایسوسی ایشن) نے ایک سیمینار میں اپنا مؤقف بیان کرتے ہوئے کہا کہ: فلم ایک تخلیقی آرٹ ہے اور ایک طاقتور میڈیا بھی جو دیکھنے والوں کے ذہنوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس میڈیا سے آپ دُنیا کو اپنی تہذیب و ثقافت اور اسلامی اقدار سے روشناس کروا سکتے ہیں اور اپنی آواز دُنیا تک پہنچا سکتے ہیں اور عالمی دُنیا کو بھی آگاہ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ہماری فلمی صنعت کو سرکاری طور پر انڈسٹری کا درجہ مل چکا ہے، مگر اسے ان تمام مراعات سے محروم رکھا گیا ہے جو دوسری صنعتوں کو ملتی رہتی ہیں۔ بلاشبہ ہماری فلمی صنعت کو ایک (Neglected Child) کا مقام حاصل ہے، جس کو چاہتے ہوئے بھی نہیں چاہا جاتا، یہ صنعت اپنی مدد آپ کے تحت چل رہی ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگاتار نقصانات اُٹھا کر بھی قائم ہے۔ جو فلمیں فلمساز اپنی محنت اور تگ و دو کے بعد باہر کی دُنیا میں کسی ملک کو بھیجتا ہے اس پر کوئی (Rebate) یا ٹیکس کی چھوٹ نہیں ملتی۔

پاکستانی فلمی صنعت کو کیبل آپریٹروں سے شکایت ہے کہ انہوں نے فلمی صنعت کے تابوت میں آخری کیل VCR / ویڈیو سی ڈی / سیٹلائٹ اور کیبل ٹی وی سسٹم کے ذریعے ٹھونک دی ہے جس کی وجہ سے فلمسازوں کو ان کی لاگت بھی واپس نہیں ملتی، کیونکہ کیبل والے بلا لحاظ و مروت ہر اس فلم کی ویڈیو جو مارکیٹ میں سے ان کو ملتی ہے۔ کیبل پر چلا دیتے ہیں، وہ یہ اخلاقی سرقہ کرتے وقت یہ بھی نہیں سوچتے کہ اس فلم کو سینماؤں پر ابھی کتنا اور چلنا ہے۔ وہ اس فلم کو چلا کر (Clean Bold) کر دیتے ہیں۔ وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ اس ملک میں (Copy Right Act) یعنی بنیادی حقوق کا نفاذ ہے اور بغیر فلمساز سے حقوق حاصل کیے، فلموں یا ان کے گانوں کی کیبل پر نمائش کرنا چوری کے زمرے میں آتا ہے اور یہ چوری بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ کی جاتی ہے۔

حکومت پاکستان اور پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (PEMRA) کو خصوصی طور پر اس طرف توجہ دینی چاہیے تاکہ فلمساز لاکھوں کے نقصان سے بچ سکیں۔ اس کے علاوہ غیر سنسر شدہ ڈرامے اور پروگرام موشن پکچرز اور آرڈیننس کی صریحاً خلاف ورزی کر کے نشر کیے جاتے ہیں اور یہ پروگرام فلم انڈسٹری کے ساتھ ساتھ نوجوان معاشرے پر برے اثرات مرتب کر رہے ہیں۔

میں پوچھتا ہوں کہ:

کیا PEMRA نے انہیں ہمسایہ ممالک کی فلمیں، ڈرامے اور گانے بغیر سنسر کے چلانے کی اجازت دی ہے؟

کیا وہ غیر ملکی انگریزی و غیر سنسر شدہ فلمیں چلا سکتے ہیں؟

کیا وہ ہمسایہ ملک یا غیر ملکی اشتہارات کی تشہیر کر سکتے ہیں؟

کتنی ستم ظریفی کی بات ہے کہ 4/5 لاکھ روپیہ انویسٹمنٹ کرنے والے کیبل کے ذریعے لاکھوں کما رہے ہیں، جبکہ کروڑوں کی لاگت لگانے والے ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے ہیں۔ فلمی صنعت سے لاکھوں افراد کا روزگار وابستہ ہے۔ فلمی صنعت تفریحی ٹیکس، انکم ٹیکس اور دیگر ٹیکس ادا کرتی رہتی ہے۔ اس کے بدلے چند ہزار روپے میں لائسنس لے کر گھر گھر انڈین فلمیں، گانے، غیر سنسر شدہ انگریزی فلمیں اور ڈرامے چلانے والے نوجوان نسل کو تباہ کر کے معاشرتی برائیوں کو جنم دے رہے ہیں (انڈیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ایک وزیر نے یہ تک کہہ دیا کہ ہم نے اپنے فلمی میڈیا کے ذریعے آدھا پاکستان فتح کرلیا ہے۔

ضروری ہے کہ کیبل ٹی وی سیلائٹ کو پابند کیا جائے کہ وہ کوئی بھی پاکستانی فلم یا اس کا کوئی بھی حصہ یا گانے اس وقت تک کیبل کے ذریعے نہ دکھائے جب تک کہ وہ اس کے مالک سے اس کے حقوق حاصل نہ کرلے اور اس کی نمائش کے لئے فلمسازوں کی انجمن پاکستان فلم پروڈیوسرز ایسوسی ایشن سے NOC حاصل نہ کرلے اور جو کوئی کیبل آپریٹر بھی کوئی فلم بغیر حقوق حاصل کئے چلائے، اس کو جرمانہ کیا جائے اور جرمانے سے حاصل شدہ رقم پاکستان فلم پروڈیوسر ایسوسی ایشن PFPA کو دی جائے، تاکہ وہ یہ رقم اس کے مالک کو پہنچادے۔

PEMRA کا قیام:

عالمگیریت، نج کاری اور حکومتی ضابطوں سے مختلف شعبوں کو نسبتاً آزاد اور خود مختار ماحول فراہم کرنے کے اُبھرتے ہوئے رجحانات کی روشنی میں ایک عرصے سے محسوس کیا جارہا تھا کہ پاکستان میں بھی اگر ذرائع ابلاغ کو اپنی ساکھ اور آزاد حکمت عملی کو برقرار رکھنا ہے تو ذرائع ابلاغ کو حکومتی ضابطوں سے آزاد کرنا ہوگا۔ اس احساس اور تاثر کو فروغ دینے میں خود ہمارے معاشرتی ماحول اور تاریخی حقیقتوں نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔

نشریاتی میڈیا کے میدان میں ترقی اگر ایک طرف عوام کے لئے تفریح، معلومات اور حصول علم کے بہتر مواقع فراہم کرنے کا ذریعہ بنی ہے تو دوسری طرف ترغیبی اطلاعات کے ذریعے غیر موافق نظریات اور تہذیبی اقدار کی صورت میں منفی اثرات بھی مرتب کرتی ہے۔ بین الاقوامی سطح پر آزادی تقریر وانتخاب پیشہ کے اس دور میں درپیش نئے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک طرف اگر قومی نشریاتی میڈیا کے نیٹ ورک کو ترقی دینے کی ضرورت تھی تو دوسری طرف اس میدان میں پرائیویٹ سیکٹر کو شمولیت کی اجازت دینا بھی وقت کا اہم تقاضا تھا تاکہ مقابلہ کی فضاء میں بہتر سے بہتر تفریحی اور معلوماتی پروگرام پیش کرنے کی دوڑ میں لوگوں کے لئے غیر ملکی نشریاتی میڈیا کے پروگراموں کے مقابلے میں قومی میڈیا کو مؤثر بنایا جاسکے، چنانچہ ان مقاصد کے حصول کے لئے پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پمرا) آرڈیننس 2002ء کے تحت ایک اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا صدر دفتر اسلام آباد میں ہے اور شکایات کی وصولی واندراج کے لئے اس کے ذیلی دفاتر شکایات اسلام آباد اور چاروں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صوبائی دارالحکومتوں میں واقع ہیں۔ اس کے علاوہ ہر طرح کی نشریات اور کیبل ٹیلی ویژن اسٹیشنوں کی نگرانی کے لئے بڑے شہروں میں بھی دفاتر قائم کئے جا رہے ہیں۔

پمرا آرڈیننس کے مقاصد حسب ذیل ہیں:

(i) اطلاعات، تعلیم اور تفریح کے معیار کی بہتری۔

(ii) پاکستانی عوام کو خبروں، حالات حاضرہ، مذہبی معلومات، فن و ثقافت، سائنس، ٹیکنالوجی، معاشی ترقی اقتصادی پیش رفت، موسیقی، عوامی دلچسپی کے امور نیز کھیلوں اور ڈراموں کی مناسبت سے میسر سہولتوں میں انتخاب کی زیادہ وسعت اور مواقع کی فراہمی۔

(iii) مقامی اور علاقائی سطح پر ذرائع ابلاغ کی بہتر سہولتیں فراہم کرتے ہوئے اختیارات اور ذمہ داری کو نچلی سطح تک اس طرح لے جانا کہ قومی امور میں عوام کی زیادہ سے زیادہ شرکت کو یقینی بنایا جا سکے۔

(iv) اطلاعات کے وافر مواقع اور تیز بہاؤ کی مدد سے قومی سطح پر احسن انداز حکمرانی (Good Governance) کے ساتھ احتساب اور شفاف حکومتی پالیسی کی طرح ڈالنا۔

اسی طرح پمرا آرڈیننس کی دفعہ 4 کی رو سے اتھارٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ بین الاقوامی، قومی، صوبائی، ضلعی، علاقائی یا خاص سامعین کے لئے قائم تمام نشریاتی اور کیبل ٹیلی ویژن اسٹیشنوں کی تنصیب اور نشریات کو منضبط کرے۔

لائسنس کا اجراء:

دفعہ نمبر 18 کی رو سے اتھارٹی بین الاقوامی، قومی، صوبائی، علاقئی یا کسی طبقہ (کمیونٹی) کی سطح کے نشریاتی اسٹیشنوں کے لئے اور خاص مقاصد یا موضوعات کے لئے مخصوص اسٹیشنوں اور کیبل ٹیلی ویژن نیٹ ورک اسٹیشنوں کے لئے لائسنس جاری کرے گی۔ دفعہ نمبر 19 کی رو سے اتھارٹی کو بلا شرکت غیرے اس بات کا حق حاصل ہوگا کہ وہ بشمول کیبل ٹیلی ویژن نیٹ ورک سٹیشن تمام نشریاتی اسٹیشنوں کی تنصیب اور انہیں چلانے کے لئے انصاف اور ایمانداری کے اصولوں کے مطابق شفاف نیلام کے ذریعے لائسنس جاری کرے جس کے لئے درخواست دہندگان کی اہلیت کے معیار کا اعلان پہلے کیا جائے گا۔ اس آرڈیننس کے تحت لائسنس حاصل کئے بغیر کوئی شخص نشریات یا کیبل ٹیلی ویژن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چلانے میں ملوث نہیں ہوگا۔لائسنس مقررہ شرائط کے تحت مقررہ فیس کی ادائیگی پر جاری کیا جاتا ہے۔

پمرا آرڈیننس کے تحت لاگو قواعد مجریہ 2002ء کے قاعدہ نمبر 11 کی رو سے آرڈیننس کی دفعہ نمبر 19 میں مذکورہ شرائط، معیار اور ضوابط کار کے بارے میں اطمینان کر لینے کے بعد اتھارٹی نیلام کے ذریعے متعین فیس اور مقررہ زرضمانت (سیکورٹی) کی وصولی پر لائسنس جاری کرے گی۔ذیلی قاعدہ نمبر 2 کی رو سے اتھارٹی شیڈول میں مذکور عمومی قواعد کے علاوہ لائسنس دار کو حسب ضرورت مزید قواعد و ضوابط کا پابند بنا سکتی ہے۔ذیلی قاعدہ نمبر 4 کی رو سے اگر اتھارٹی اس نتیجے پر پہنچے کہ کسی خاص فرد کو لائسنس جاری کرنا عوامی مفاد میں نہیں ہے تو وہ اس کی وجوہات قلمبند کرتے ہوئے متعلقہ شخص کو سماعت کا موقع دینے کے بعد لائسنس جاری کرنے سے انکار کرسکتی ہے۔

لائسنس کی شرائط وضوابط:

پمرا آرڈیننس دفعہ نمبر 20 کی رو سے لائسنس کے تحت نشریات یا کیبل ٹیلی ویژن چلانے والے شخص کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ:

(a) پاکستان کی خودمختاری، بقاء اور سالمیت کا احترام کرے۔

(b) قومی، تہذیبی، معاشرتی اور مذہبی اقدار اور آئین میں دیئے ہوئے قومی پالیسی کے اصولوں کا احترام کرے۔

(c) اس بات کو یقینی بنائے کہ دیئے ہوئے پروگرام اور اشتہارات، تشدد، دہشت گردی اور قبائلی، نسلی، لسانی اور مذہبی یا مسلکی امتیاز، انتہا پسندی، جنگجویانہ رویئے یا نفرت پھیلانے کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے اور نہ ہی بے راہ روی پر اُکسانے والے اور شرافت کے مسلمہ اصولوں کے منافی دیگر مواد نشر کرنے کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

(d) اس آرڈیننس کے تحت بنے ہوئے قواعد پر عمل کریں گے۔

(e) پروگراموں کو نشر یا تقسیم کرنے میں قومی مفادات کا خیال رکھیں گے جن کا تعین وفاقی حکومت نے یا اتھارٹی نے حکومت کے دیئے ہوئے طریق کار کے مطابق کیا ہو۔

(f) پروگراموں اور اشتہارات کے لئے اتھارٹی کی طرف سے منظور شدہ ضوابط کار کی پابندی کریں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(g) کسی پروگرام یا اشتہار کو نشر یا تقسیم کرنے میں حق تصنیف یا کسی دوسرے حق جائیداد کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔

(h) نشریات کی ترسیل سے متعلق سسٹم یا کیبل سسٹم درآمد کرنے سے پہلے پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی اور اس کے متعلقہ بورڈ سے لائسنس حاصل کریں گے۔

پمرا آرڈیننس 2002ء کے شیڈول ب (Schedule-B) کے رول نمبر 24 کے مطابق:

میڈیا براڈ کاسٹرز اور کیبل ٹیلی ویژن آپریٹرز کیلئے ضابطۂ اخلاق:

پروگرامز:

(1) کوئی ایسا پروگرام نشر یا تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

(الف) جس میں کسی مذہب، فرقے یا جماعت کے بارے میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے گئے ہوں یا الفاظ اور تصویروں کے ذریعے کسی فرقے یا جماعت کے بارے میں توہین کا پہلو نکلتا ہو اور جس کی وجہ سے فرقہ وارانہ انتشار پھیلنے کا اندیشہ ہو۔

(ب) ایسا پروگرام جس میں فحش، عریاں اور نازیبا مواد شامل کیا گیا ہو یا جس کے ذریعے اخلاقی قدریں پامال ہونے کا اندیشہ ہو۔

(پ) ایسا پروگرام جس میں توہین آمیز کلمات کے ذریعے کسی فرد، جماعت یا افراد کے بارے میں محض نسل، ذات، قومیت، مذہب، زبان، رنگ، فرقہ، جنس، عمر یا ذہنی اور دماغی کمزوری کی بنیاد پر نفرت پھیلائی گئی ہو۔

(ت) ایسا پروگرام جو کسی بھی فرد یا ادارے کی رسوائی کا باعث ہو یا حقائق پر مبنی نہ ہو۔

(ٹ) ایسا پروگرام جو لوگوں کو تشدد پر اُکسائے یا امن عامہ برقرار رکھنے میں رکاوٹ پیدا کرنے کا باعث ہو یا ملکی اور قومی مفاد کے خلاف تحریک پیدا کرے۔

(ث) ایسا پروگرام جس سے عدلیہ کی توہین کا پہلو نکلتا ہو۔

(ج) ایسا پروگرام جس میں عدلیہ اور افواج پاکستان پر حرف آتا ہو۔

(چ) ایسا پروگرام جس میں الفاظ کے ذریعے کسی فرد، جماعت یا کسی ملک کی سماجی، عوامی اور اخلاقی طرز معاشرت کی تضحیک کی گئی ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ح) ایسا پروگرام جو بنیادی ثقافتی اقدار، ضابطہ اخلاق اور اعلیٰ ذوق کے منافی ہو۔

(خ) ایسا پروگرام جس میں ایک آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے پاکستان کی سالمیت اور پاکستانی عوام کے بارے میں توہین کا پہلو نکلتا ہو۔

(د) ایسا پروگرام جس میں کسی ایسے فعل کی اعانت کی گئی ہو یا ترغیب دی گئی ہو جو تعزیرات پاکستان کی رُو سے قابل دست اندازیٔ پولیس ہو۔

(ڈ) ایسا پروگرام جس میں مختلف اشکال کے ذریعے خواتین اور مرد حضرات کو بدنام اور رسوا کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔

(ذ) ایسا پروگرام جس میں بچوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔

(ر) ایسا پروگرام جس میں جرم اور مجرم کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہو۔

(ز) ایسا مواد جو دیگر ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات پر منفی اثرات مرتب کرے۔

(2) اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ بچوں کے لئے پیش کئے جانے والے پروگرام میں قابل اعتراض زبان استعمال نہیں کی گئی یا ایسے پروگرام سے متاثر ہو کر بچے والدین اور بزرگوں کا احترام کرنا چھوڑ دیں۔

(3) ایسے پروگرام پیش نہ کئے جائیں جن کے ذریعے گھر، خاندان اور ازدواجی زندگی کا تقدس مجروح کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔

(4) پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلیوں کی کارروائی کی رپورٹنگ کرتے وقت کارروائی کے ایسے حصے جو چیئرمین یا سپیکر کے حکم سے حذف کئے گئے ہوں ہرگز نشر یا تقسیم نہیں کئے جائیں گے اور ہر ممکن کوشش کی جائے گی کہ پارلیمنٹ صوبائی اسمبلیوں کی کارروائی درست اور معروضی انداز میں نشر کی جائے۔

اشتہارات سے متعلق ضابطہ اخلاق:

(1) کسی نشریاتی یا کیبل ٹیلی ویژن اسٹیشن پر نشر ہونے والے اشتہارات ایسے طریقے سے ڈیزائن کئے جائیں گے جو ملکی قوانین سے ہم آہنگ ہوں اور اخلاق، شائستگی اور ملکی عوام کے مذہبی جذبات یا کسی فرقے کے خلاف نہ ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) کسی بھی ایسے اشتہار کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

(i) جو ملک میں بغاوت، لاقانونیت یا تشدد کو فروغ دے رہا ہو۔

(ii) جو آئین پاکستان یا کسی مروجہ قانون کی کسی شق کے خلاف ہو۔

(iii) جو لوگوں کو جرم پر اُبھارنے والا یا انتشار، تشدد یا قانون کی خلاف ورزی کا سبب بننے والا ہو یا کسی بھی حیثیت سے تشدد اور بے حیائی کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہو۔

(iv) جو حرام کاری، شہوت پرستانہ خیالات یا شراب نوشی یا غیر اسلامی اقدار کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہو۔

(v) جو تاریخی حقائق، ملکی روایات یا کسی قومی رہنما یا کسی ملکی شخصیت کی ذات یا شخصیت کو مسخ کرنے والا ہو۔

(vi) جو نسلی، ملکی، مقامی، علاقائی یا گروہی تعصب کو ہوا دینے والا ہو۔

(vii) جو معاشرتی عدم مساوات کو فروغ دینے والا ہو یا انسانی وقار اور محنت کی عظمت کے خلاف ہو۔

(viii) جو گھر، خاندان اور شادی کے تقدس کے خلاف ہو۔

(ix) جو کلی طور پر یا زیادہ تر مذہبی یا سیاسی نوعیت کا ہو۔

(x) جو لوگوں کو کسی مصنوعات یا ان کے کسی اجزاء کے بارے میں یہ باور کرانے والا ہو کہ ان میں کوئی خاص خوبی یا خاصیت موجود ہے جسے ثابت نہ کیا جا سکے۔

(3) مشتہر شدہ اشیاء یا خدمات انسانی صحت کے لئے ضرر رساں نقص کی حامل نہیں ہوں گی۔ اشیاء کے بارے میں گمراہ کن دعوے نہیں کیے جائیں۔

(4) زیادہ تر بچوں کے پسندیدہ اشتہار بچوں کو یا ان کے والدین کو کسی خاص برانڈ کی اشیاء خریدنے پر نہیں اُبھاریں گے۔

(5) سارے اشتہارات واضح طور پر قابل شناخت اور پروگراموں سے علیحدہ ہونے چاہئیں اور کسی بھی حیثیت سے خبروں یا دستاویزی مواد کے مشابہ نہیں ہونے چاہئیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جرائم اور سزائیں:

پمرا آرڈیننس کی دفعہ نمبر 33 کی رُو سے پمرا آرڈیننس کی کسی شق کی خلاف ورزی پر نشریات جاری کرنے والے یا کیبل ٹیلی ویژن آپریٹر کو یا اس کی خلاف ورزی پر اُبھارنے والے کو 10 لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی اور ایسے جرم کے دوبارہ ارتکاب پر وہ تین سال تک قید یا جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا اور اگر ایسے جرم کا ارتکاب کسی غیر لائسنس یافتہ شخص نے کیا ہو تو وہ چار سال تک قید یا جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

واضح رہے:

1- چینلز کی فہرست میں سے ہر چینل کو پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی سے رجسٹرڈ کرانا ضروری ہے۔ بصورت دیگر نشریات کی تقسیم غیر قانونی شمار ہوگی۔

2- اس فہرست میں پاکستان ٹی وی کے چینلز شامل نہیں ہیں جن کو دکھانا لازمی ہے۔

3- کیبل ٹی وی آپریٹر کے لئے ضروری ہے کہ تمام منظور شدہ چینلز کی نشریات کے دوران ایسے غیر اخلاقی حصوں کو متعلقہ آلات یعنی (Mosaicing Equipments) کے ذریعے حذف کریں جو پمرا کے پروگرام اور اشتہارات کے ضابطۂ اخلاق سے مطابقت نہیں رکھتے۔

4- کیبل ٹی وی آپریٹرز اور چینل ہولڈرز کو کاپی رائٹ کے ضابطوں کی پابندی کرنا ہوگی۔

5- مذکورہ بالا چینلز کی منظوری اور اجازت کے باوجود کیبل ٹی وی آپریٹرز یا چینل کے حقوق حاصل کرنے والے کسی بھی صورت میں پمرا آرڈیننس اور قواعد و ضوابط کی پابندیوں سے ماوراء نہیں ہوں گے اور نہ ہی لائسنس کے حقوق حاصل کرنے کے بعد یا کسی ٹی وی چینل کی منظوری سے وہ پاکستان میں کسی قسم کے ڈی کوڈر یا ڈی سکریمبلر فروخت کرنے کے مجاز ہوں گے۔

6- موجودہ فہرست میں نئے چینلز کو شامل کرنے کے لئے دلچسپی رکھنے والوں کے اہل کاروں یا چینل ہولڈرز کو ان نئے چینلز کے پروگراموں کے مندرجات سے اتھارٹی کو آگاہ کر کے پمرا سے رجسٹریشن یا لائسنس حاصل کرنا ضروری ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عوامی آراء کی روشنی میں پمرا کی طرف سے منظور شدہ چینلز کی فہرست

غیر ملکی سیٹلائٹ ٹیلی ویژن کے منظور شدہ چینلز

پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی نے عوام کے صائب الرائے افراد اور کیبل ٹی وی ویژن آپریٹرز کے ساتھ باہمی صلاح مشورے سے مندرجہ ذیل چون (54) غیر ملکی سیٹلائٹ چینلو کو پاکستان میں ریلے کرنے/تقسیم کرنے کی اس شرط پر اجازت دینے کا فیصلہ کیا ہے کہ ہر چینل کا لائسنس دیا جائے گا اور چینل کے مالکان یا تقسیم کاروں سے باقاعدہ اجازت حاصل کی جائے گی۔ ان چینلو کے نام قومی اخبارات میں باقاعدہ شائع کیے گئے تا کہ دلچسپی رکھنے والے افراد کے علاوہ متعلقہ رائے ساز افراد یا اداروں کی آراء اور تجاویز حاصل کی جائیں، تقریباً تمام افراد اور اداروں نے ان چینلو کو تقسیم کرنے یا ریلے کرنے کے بارے میں اتفاق رائے کیا، لہٰذا اس تجویز کو اتھارٹی نے اپنے نویں اجلاس میں منظور کیا۔

چینلو کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مذہبی چینلز

نمبر شمار	چینل کا نام	نمبر شمار	چینل کا نام
1	قرآنی چینل بذریعہ ویڈیو	2	اقراء چینل

نیوز چینلز

نمبر شمار	چینل کا نام	نمبر شمار	چینل کا نام
1	سی این این (انٹرنیشنل)	2	سعودی چینل 2&1
3	بی بی سی ورلڈ	4	سکائی نیوز
5	یورو نیوز	6	ڈبلیو نیوز
7	الجزیرہ	8	بلومبرگ
9	ورلڈ نیٹ		

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلیمی/معلوماتی چینلز

نمبر شمار	چینل کا نام	نمبر شمار	چینل کا نام
1	نیشنل جیوگرافک چینل	2	ڈسکوری
3	ایڈونچرون	4	کویت سپیس چینل
5	ٹریول	6	سی این بی سی
7	اینمل پلانیٹ	8	ٹیک ٹی وی

بچوں کے لئے چینلز

نمبر شمار	چینل کا نام	نمبر شمار	چینل کا نام
1	کارٹون نیٹ ورک	2	نکلوڈین
3	فاکس کڈز	4	کے ٹی وی
5	کرمٹ	6	سکائی کارٹون

سپورٹس چینلز

نمبر شمار	چینل کا نام	نمبر شمار	چینل کا نام
1	سپر سپورٹس 1	2	سپر سپورٹس 2
3	سپر سپورٹس 3	4	سپر سپورٹس 4
5	سپر سپورٹس 5	6	سٹار سپورٹس
7	ای ایس پی این	8	دوبئی سپورٹس
9	فوکس سپورٹس	10	سکائی سپورٹس
11	ٹین سپورٹس	12	ایم یو ٹی وی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفریحی چینلز

نمبر شمار	چینل کا نام	نمبر شمار	چینل کا نام
1	سنٹرل چائنہ ٹی وی 3 (چینی)	2	سنٹرل چائنا ٹی وی 4 چینی
3	بنگلہ دیش ٹی وی	4	ترکش ٹی وی
5	ڈی فلم چینل	6	ٹی سی ایم فلم چینل

تفریحی چینلز انگریزی اور اُردو زبانوں میں

نمبر شمار	چینل کا نام	نمبر شمار	چینل کا نام
1	ایچ بی او	2	سٹار موویز
3	سٹار ورلڈ	4	ہال مارک
5	بی بی سی پرائم	6	ای بی سی
7	جام جم/آئی آر آئی ایم	8	جام جم 2 آئی آر آئی ایم 2
9	ڈریم ٹی وی	10	ایم بی سی مڈل براڈ کاسٹنگ
11	ڈزنی چینل		

یہ تمام تفصیلات یہاں اس لئے دی گئی ہیں تا کہ عام قارئین اور ناظرین بھی آگاہ ہوسکیں کہ حکومت کیبل ٹی وی آپریٹرز کے لئے کیا کیا اقدامات کر رہی ہے اور ان کے لئے کیا ضابطۂ اخلاق وضع کیا گیا ہے۔ PEMRA والوں کو عوام سے اکثر یہ شکایت رہتی ہے کہ ہمیں وہ بروقت اطلاع نہیں دیتے کہ کون کب ان قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ جن کے بارے میں ہمیں شکایات ملتی ہیں۔ ہمارا عملہ فوراً ان آپریٹرز کے خلاف کارروائی کرتا ہے ان کو جرمانہ کرنے کے علاوہ ان کی لائسنس بھی منسوخ کر دیتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میدان میں ایک نیا بحران اس وقت پیدا ہونے کا خدشہ ہے جب نئی ٹیکنالوجی ڈائریکٹ ٹو ہوم DTH آ چکی ہے۔ اس کے آ جانے سے ٹی وی کو کیبل لگانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اور سینکڑوں چینلز دکھائی دیں گے۔ PEMRA نے اس سلسلے میں معاہدے تو کر لئے ہیں لیکن اپنے ہی وضع کردہ ضابطۂ اخلاق پر عملدرآمد کروانا اس کے لئے ایک نیا اور بڑا چیلنج ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

13

فلم سنسرشپ کے اخلاقی اصول
(ETHICAL PRINCIPLES OF FILM CENSORSHIP)

فلم بڑی سلور سکرین اور اپنے تمام پر کشش مندرجات کی وجہ سے ابلاغ کا پاورفل میڈیم ہے۔اور اس خطے کے عوام کی توجہ کا شروع سے مرکز ہے۔1918ء سے برصغیر پاک وہند میں ایک سینما ٹوگراف ایکٹ نافذ تھا۔جس کے تحت کسی فرد یا افراد کو فلموں کی نمائش کے لئے پبلک اور ٹورنگ سینما ہاؤس قائم کرنے کے لئے حکومت سے لائسنس حاصل کرنا لازم قرار دیا گیا تھا۔1962ء میں حکومت مغربی پاکستان نے مختلف ترامیم واضافے کے بعد اسے نافذ کیا۔1963ء میں حکومت نے ایک فلم سنسر بورڈ قائم کیا' جس کے ذمے لگایا گیا کہ وہ ہر فلم کا اچھی طرح جائزہ لے اور اسے پبلک نمائش کرنے کا اجازت نامہ جاری کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرے۔اس بورڈ کو فلم کے قابل اعتراض حصوں کو کاٹ دینے کا بھی اختیار دیا گیا۔

1979ء میں مذکورہ بالا قانون کو مزید ترامیم واضافے کے ساتھ''موشن پکچرز آرڈی نینس'' کے نام سے نافذ کر دیا گیا۔1980ء میں فلموں کی سنسرشپ کے لئے نئے قواعد وضوابط بنائے گئے۔26 جنوری 1981ء میں فلم سنسر بورڈ نے ایک پنجابی فلم ''مولا جٹ'' کو نمائش کے لئے یکم جنوری 1979ء سے جاری کردہ سرٹیفکیٹ واپس لے لیا۔اس کی وجہ لاہور ہائی کورٹ میں دائر کی گئی ایک رٹ کا فیصلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس میں یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ اس فلم میں تشدد آمیز مکالمے اور مناظر ہیں، جن کی وجہ سے معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ پاکستانی سینما کی تاریخ میں باکس آفس پر سب سے زیادہ بزنس کرنے والی اس فلم کو ایک جوابی رٹ کے فیصلے کے مطابق دوبارہ نمائش کی اجازت دے دی گئی۔ اس کے بعد ایسی فلموں کا ایک سیلاب آ گیا۔ البتہ اس وقت فلموں کی سنسر شپ کے قواعد و ضوابط کا مسئلہ زیادہ شدت سے سامنے آیا۔ 1979ء میں ''موشن پکچرز آرڈی نینس'' کے تحت فلموں کی سنسر شپ کا حکومت نے ایک ضابطۂ اخلاق وضع کیا، جس کا متن حسب ذیل ہے:۔

(a) فلم بینوں کی اکثریت کے مفاد میں فلم میں آزادیٔ اظہار دی جائے گی۔ ایسی آزادی جس کے تحت فلم آرٹسٹ معاشرے کی اکثریت کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے خود بخود ذمہ داری اور حساسیت کا مظاہرہ کرے گا۔

(b) فلمساز کو یہ حق دیا جائے گا کہ وہ ناظرین کے تصورِ زندگی اور انسانی مشکلات کا پس منظر دیتے ہوئے سماجی پہلوؤں کے بارے میں آگاہی پیدا کرے۔ وہ ان اصل حقائق کی نشاندہی کرے جو موجودہ زمانے میں انسانی کے روزمرہ معمولات میں عدم برداشت، رشوت، بے ایمانی، عدم مساوات، انتشار کے رجحانات کو فروغ دے رہے ہیں۔ وہ عصرِ حاضر یا تاریخ کے مناظر میں نہ صرف سچائی کو اجاگر کرنے کا حق رکھتا ہے بلکہ اسے ناظرین کی زندگی کے ساتھ اس کا تعلق بھی ظاہر کرنا چاہیے۔ سب سے بڑھ کر اسے حدود و قیود کے اندر رہتے ہوئے فنکارانہ اظہار کے ساتھ نئے تصورات و تجربات فلم میں پیش کرنے چاہیں اور چاہییں ناظرین کو بڑھتی ہوئی جمالیاتی تسکین بھی فراہم کرنی چاہیے۔

(c) ہر فلم کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے بورڈ کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہر فلمی حصے، منظر، گانے، واقعے یا مکالمے کا جائزہ فلم کے مجموعی تناظر میں لیا جائے۔

(d) درآمد شدہ فلموں کے سلسلے میں وہ فلمیں جن کے موضوعات کردار اور برتاؤ کے حوالے سے پاکستان کی معاشرتی اقدار اور اخلاقیات کے طے شدہ معیاروں سے متصادم ہونے کی اجازت دیتے ہوں۔ اُن کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے۔

(e) اتھارٹی کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ کسی بھی ایسی فلم یا اُس کے متعلقہ حصے کی نمائش روک لی جائے جس میں کوئی ایسا واقعہ، مکالمہ، گیت یا رقص موجود ہو جو:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(i) جرم یا برائی کی تائید کرتے ہوئے معاشرتی اقدار اور مروجہ اخلاقی اقدار کو نقصان پہنچاتا ہو۔

(ii) عوام کے کسی طبقے کو تکلیف دیتا ہو یا لوگوں کے کسی مخصوص گروہ کے جذبات مجروح کرتا ہو۔

(iii) قومی جذبات کو مجروح کرتا ہو۔

(2) مندرجہ ذیل مرتب شدہ اصولوں کی روشنی میں ایک فلم کو عوامی نمائش کے لئے نامناسب تصور کیا جائے گا اگر یہ بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر:

(I) پاکستان کی سلامتی' اس کے قانون و حکومت کو نقصان پہنچاتی ہو۔

(a) پاکستان یا اُس کے لوگوں کی تحقیر کرتی ہو یا بطور ایک آزاد ریاست اس کے سالمیت اور استحکام کو نقصان پہنچاتی نظر آتی ہو۔

(b) قانون کے کسی ضابطے یا کسی وقتی طور پر مروجہ قانون کی خلاف ورزی کرتی ہو۔

(c) ملک میں بغاوت' مزاج' یا تشدد کی حمایت کرتی ہو یا اُسے ہوا دیتی ہو۔

(d) قانون میں رخنہ اندازی ڈالنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہو یا قانون شکنی کے لئے ہمدردی پیدا کرتی ہو۔

(e) مسلح افواج' پولیس یا کسی اور دستے کی تحقیر کرتی ہو۔

(f) مسلح افواج یا پولیس کی حقارت آمیز وردی میں تصویر کشی کرتی ہو یا پھر کوئی ایسی وردی جو کہ موجودہ وردی کے مطابق نہیں ہے۔

(g) جو عناصر زبردستی کرتے ہو یا تشدد اور جرم میں شامل ہوتے ہوں اُن کی پردہ پوشی کرے۔

(II) بین الاقوامی تعلقات:

(a) کسی غیر ملکی ریاست کی حمایت میں پروپیگنڈا پر مشتمل ہو جس میں کہ اُس ریاست اور پاکستان کے مابین مسئلے پر نکات شامل ہوں یا پھر پاکستان اور اس کے کسی دوست ریاست کے مابین اچھے تعلقات کو بگاڑتی ہو۔

(b) ایسے واقعات کی تصویر کشی کرتی ہو جو کہ دوسری اقوام کی تحقیر کرتے ہوں' اُنہیں بدنام کرتے ہوں یا اُن کا غلط تصور پیش کرتے ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(III) مذہب:

(a) اسلام کا چہرہ مسخ کرتی ہو۔

(b) کسی مذہب' طبقہ' ذات یا مسلک کی تضحیک' یا تحقیر کرے یا اُس پر حملہ آور ہو۔

(c) مذہبی طبقوں' ذاتوں یا مسلکوں کے درمیان اختلافات کا باعث بنتی ہو۔

(d) مذہبی اہمیت کی جگہوں مثلاً مقبروں اور مساجد میں اس طرح سے تقریبات دکھائی جائیں جو مذہب کی بے ادبی کرتی ہوں۔

(e) نبی کریم ﷺ' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا آئمہ کو کردار کی شکل دی گئی ہو۔

(IV) بدکرداری اور فحاشی:

(a) بدکاری' مخلوط ماحول' جذبہ شہوت' بدمستی اور بہت زیادہ شراب نوشی کو ہوا دیتی ہو۔

(b) ایسے مناظر پیش کرتی ہو جو زیادتی' جنسی حرکات اور گراوٹ' اسقاط حمل' بچے کی پیدائش اور ایسے جراحی آپریشنز پر مشتمل ہو اور وہ شائستگی کی حدود سے باہر ہوں یا پلاٹ کے لئے ناگزیر ضرورت ہوں: بشرطیکہ اس کا اطلاق مخصوص پبلک کے لئے مختص کی گئی تکنیکی اور سائنسی دستاویزی فلموں پر نہیں ہوگا۔

(c) ایسے مکالموں' گیتوں' تقاریر' رقص' چٹکلوں یا تاثرات پر مشتمل ہوں جو یقینی طور پر بازاری' فحش اور غیر شائستہ ہوں۔

(V) برہنگی:

انسانی جسم کو برہنہ حالت یا نازیبا لباس میں اس طرح سے پیش کرتی ہو جو حقیقتاً اخلاقی قیود سے آزاد ہو اور جنسی جذبات کو ابھارتا ہو۔

(VI) رقص:

ایسے رقص پیش کرتی ہو جو ناشائستہ اور بازار حرکات و جذبات کو ظاہر کرتے ہوں۔ بدکاری' جرم' تشدد' چور بازاری' سمگلنگ' رشوت' بدعنوانی اور دوسری کسی معاشرتی برائی کو چمکا کر پیش کرتی ہو۔

(VII) قومی جذبات:

(a) قومی پرچم کے لئے بے ادبی ظاہر کرتی ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(b) قومی نظریے یا مقصد کے کسی پہلو کی تحقیر کرتی ہو۔

(c) نسلی، فرقہ وارانہ، مقامی، لسانی، علاقائی یا طبقاتی نفرت کو ہوا دیتی ہو۔

(d) تاریخی حقائق کا چہرہ مسخ کرتی ہو۔ جیسے پاکستان، اس کی روایات یا ہیروز کی تحقیر۔

(VIII) عنوانات:

ناشائستہ، بازاری اور بے حرمتی والے عنوانات پیش کرتی ہو۔

(IX) حیوانیت:

(a) جانوروں پر بے لگام ظلم کی نمائش کرتی ہو۔

(b) مبالغہ آمیز قسم کا تشدد، خوف اور ظلم دکھاتی ہو۔

(c) بہت زیادہ خون نکلنے اور پاش پاش کر دینے کی تصویر کشی کر دیتی ہو۔

(d) بے رحم قسم کی لڑائی اور ہولناک قتل کی تصویر کشی کرتی ہو۔

(X) چربہ سازی:

ایسی فلم جس میں دوسری مقامی یا غیر ملکی فلموں کی چربہ سازی کی گئی ہو۔

نوٹ:

تاہم یہ پیرا گراف کچھ مناسب معاملات میں اس چیز سے منع نہیں کرتا کہ مشہور کلاسیکی فلموں یا لوک کہانیوں کی تجدید نہ کی جائے یا پاکستان میں ایک پروڈیوسر دوسرے پروڈیوسر کی اجازت سے ایک فلم کو دوسری پاکستانی زبان میں ترجمہ کرے یا پھر ایک پروڈیوسر اپنی ہی فلم کی دوبارہ بہتر شکل تخلیق کرے۔

ستمبر 2000ء میں روزنامہ ''جنگ'' لاہور کے سنڈے میگزین میں معروف براڈ کاسٹر جناب آغا ناصر کی یادداشتیں ''کچھ یادیں کچھ باتیں'' کے عنوان سے قسط وار شائع ہوتی رہیں۔ وہ پاکستان فلم سنسر بورڈ کے 1972ء سے 1997ء تک ایک طویل عرصہ ممبر بھی رہے۔ انہوں نے اس بورڈ کو کئی حکومتوں کے زمانے میں کام کرتے دیکھا ہے۔ انہوں نے ''سنسر پالیسی ہر حکمران کے مطابق تبدیل ہو جائے'' کے عنوان سے لکھا کہ:۔

> ''قانون اور ضابطے وہی رہتے ہیں جو برسوں پہلے مرتب کر کے
> نوٹیفکیشن کی صورت میں اس وقت کی حکومت نے بنائے تھے مگر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہر حکومت اپنی پسند اور اپنے مزاج کے مطابق ممبر سنسر بورڈ نامزد کرتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے قواعد وضوابط کے باوجود پالیسی یکسر بدل جاتی ہے......

سنسر شپ اگر آپ ایمانداری سے غور کریں تو کوئی بری چیز نہیں ہے۔ بس بدنام زیادہ ہوگئی ہے اور ہر کوئی اس کے صرف ایک ہی معنی نکالتا ہے یعنی "بے جا پابندی" اس بدنامی میں زیادہ حصہ ہماری حکومتوں اور خاص طور پر مارشل لاء حکومتوں کا ہے کہ جنھوں نے واقعتا ریڈیو، ٹیلی ویژن، سینما اور اخبارات ورسائل پر طرح طرح کی پابندیاں لگائیں اور ابلاغ کے ان اداروں کو وہ کردار ادا کرنے پر مجبور کیا جو سرکاری پالیسی کے نقطۂ نظر سے قومی مفاد یعنی ان حکومتوں کے اپنے مفاد میں تھا۔ بعد ازاں یہ صورت حال صرف مارشل لاء اور آمرانہ حکومتوں تک محدود نہیں رہی بلکہ عوامی اور جمہوری حکومتوں نے بھی یہی وتیرہ اختیار کیا اور بعض حالات میں تو ان سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر سنسر شپ کی سختیوں کو میں نے اپنی آنکھوں سے پروان چڑھتے دیکھا ہے۔

پاکستان کے ابتدائی دور میں اتنا کچھ نہیں تھا۔"

جناب آغا ناصر کی اس تجرباتی رائے کے بعد بھی فلم سنسر شپ کے قواعد وضوابط کی اہمیت کم نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ محسوس ہوتا ہے اس سلسلے مین بھی سنسر بورڈ کو اعتدال' توازن اور حقیقت پسندی سے کام لینا چاہیے تاکہ فلم کی اصل کہانی اور اس کی روح متاثر نہ ہو اور سنسر شپ کے ان مذکورہ اصولوں پر بھی عمل ہو جائے۔ البتہ یہ کام بہت محنت اور خلوص کا طالب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

14

اشتہاریات اور اخلاقیات
(ADVERTISING AND ETHICS)

دنیا میں جب کاروبار کا آغاز ہوا تھا' کسی نہ کسی صورت میں اشتہارات کا آغاز بھی اسی وقت ہوگیا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فن اشتہاریات بھی ترقی کرتا چلا گیا۔ موجودہ دور میں یہ تجارت اور کاروبار کو فروغ دینے کے لئے وہ مؤثر ترین فن ابلاغ بن چکا ہے۔ جو پلک جھپکتے ہی اپنا اثر دکھاتا ہے۔ اشتہارات پل بھر میں اپنے دیکھنے' سننے اور پڑھنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں۔ ہر اچھا اشتہار کم سے کم وقت میں اپنے مطلوبہ مقاصد پورے کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر اچھی تحریر یا اچھے پروگرام کی طرح اشتہارات بھی بہت شوق سے پڑھے' دیکھے اور سنے جاتے ہیں۔ یہ لوگوں کی پسندیدگی کا مرکز بنے رہتے ہیں اور وہ اپنی روزمرہ زندگی میں اس کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں۔

آج کے دور میں صنعت وتجارت کا اشتہارات کے بغیر تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لئے ہر کاروبار یا تجارت میں بجٹ کا ایک بڑا حصہ اشتہارات کے لئے مختص کرنا پڑتا ہے۔ دنیا بھر کے تمام معاشروں میں اس کا کوئی نہ کوئی انداز ضرور موجود رہتا ہے۔

اشتہارات بچوں سے لے کر بڑوں تک سبھی کو متاثر کرتے ہیں۔ ایک باپ کا کہنا ہے کہ:۔

"جب ٹیلی ویژن کی سکرین پر آتش بازی کے پٹاخوں کی طرح اشتہارات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو میرا 16 ماہ کا بچہ ٹی سیٹ کے قریب پہنچ جاتا ہے"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور پلکیں جھپکائے بغیر اپنی نظریں اس پر جما لیتا ہے۔ اشتہار کے خاتمے سے پہلے وہ اِدھر اُدھر دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ میں اس کے فطری ردعمل سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔ ٹی وی کمرشل کے دوران کوئی بھی اس کا پسندیدہ کھلونا اسے پریشان کئے بغیر اس سے چھین سکتا ہے۔''

اشتہارات اتنے جادو اثر کیوں ہوتے ہیں۔ کراچی میں صحافت کے پروفیسر سلیم مغل لکھتے ہیں کہ:۔

''اشتہارات کی تیاری میں جس بات کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے وہ ہے ''کم سے کم وقت میں مؤثر ترین ابلاغ'' اس مقصد کے حصول کے لئے ضروری معلومات کے علاوہ عام فہم زبان میں متوجہ کرنے والے جملے اور تصاویر اور ان کے ساتھ ساتھ اپنے مخاطب کی نفسیات' ذہنی سطح' خواہشات اور ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے پیکنگ کے انداز کو خوبصورت بنایا جاتا ہے۔ اپنے تیز تر عمل اور مؤثر ابلاغ کی بدولت اشتہارات کے لئے اب تو یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ''اشتہارات کے ذریعے مٹی کو سونے کے بھاؤ بیچا جا سکتا ہے۔'' اشتہارات کی یہ تعریف دراصل اشتہارات کی خوبی بھی ہے اور خامی بھی۔''

اشتہارات زیادہ تر مصنوعات کے فروغ کے لئے تیار کئے جاتے ہیں لیکن ان سے خدمات کا اعتراف اور نظریات کے فروغ کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ چین اور سابق سوویٹ روس میں ایسے لاتعداد ہورڈنگز نظر آتے تھے جن پر ماؤزے تنگ' مارکس' لینن اور دیگر کمیونسٹ لیڈروں کے افکار و اقوال جلی حروف میں لکھے نظر آتے تھے۔ وہاں تمام ادارے حکومت کے کنٹرول میں ہونے اور عوام سے قوت انتخاب چھین لینے کی وجہ سے مصنوعات وغیرہ کے اشتہارات تو نظر نہیں آتے تھے لیکن اطلاعاتی (یعنی صرف مطلع کرنے والے) اور نظریاتی (یعنی کیمونزم اور سوشلزم کے نظریات کا پرچار کرنے والے) اشتہارات وہاں بھی موجود تھے۔

جرمن نازیوں نے جنگ عظیم اول اور دوم میں ایسے اشتہارات کا بے تحاشا استعمال کیا جن کا مقصد لوگوں میں وطن کی خاطر لڑنے اور مرنے کا جذبہ بیدار کرنا تھا۔ جنگ عظیم کے پس منظر میں لکھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے ایک اشتہار کا ترجمہ ہے کہ ''اے ماؤں۔ اپنے بیٹوں کو بیدار کرو۔ اے بہنو۔ اپنے بھائیوں کو جھنجھوڑو۔''

امریکہ جیسی لبرل سوسائٹی اور کئی مغربی ممالک کے کئی ٹیلی ویژن چینلز پر عیسائیت کی تبلیغ پر مشتمل اشتہارات اکثر نظر آتے ہیں۔ ایسے اشتہارات کو دیکھ کر ہمارے ذہنوں میں یہ سوال اٹھنا فطری امر ہے کہ کیا تبلیغ اسلام یا اسلام کی اخلاقی تعلیمات کے فروغ کے لئے اشتہارات استعمال نہیں ہو سکتے۔ ماضی میں ایسے کچھ اشتہارات کی مثالیں دی جا سکتی ہیں لیکن موجودہ دور میں ایسے اشتہارات کی تعداد بہت ہی کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ لہٰذا اشتہارات کی پہلی اخلاقیات تو یہ ہے کہ ہمیں اپنے دین اسلام کی تعلیمات اور تحریک پاکستان کے رہنماؤں یعنی قائداعظم ؒ اور علامہ اقبالؒ وغیرہ کے ارشادات و افکار پر مشتمل اشتہارات قابل توجہ تعداد میں ضرور دکھانے چاہئیں۔ ہمارے مذہبی اور قومی تہواروں کے موقع پر اخبارات و رسائل اور ریڈیو ٹی وی پر ایسے اشتہارات اکثر نظر آتے ہیں جو قومی سوچ اور مذہبی فکر میں رچے بسے ہوتے ہیں۔

مختلف سماجی مسائل اور معاملات کے حوالے سے بھی ایسے اشتہارات نظر آتے ہیں جو اسلامی تعلیمات اور قرآنی آیات کے حوالے سے آراستہ ہوتے ہیں اور جن کا مقصد اجتماعی بھلائی ہوتا ہے۔ رمضان المبارک کے دوران ایسے اشتہارات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسے اشتہارات میں عطیۂ خون، انسداد منشیات، بجلی کے خرچ میں کفایت اور باہم اتحاد و اتفاق سے رہنے کی تلقین کے موضوعات شامل ہیں۔ ایسے اشتہارات میں قرآنی آیات کا استعمال جہاں اچھی بات ہے وہاں دوسری طرف مصنوعات کے اشتہارات میں آیات کا استعمال ایک خطرناک رجحان ہے مصنوعات کی فروخت کے لئے قرآنی آیات کا استعمال یقیناً اسلام کے منافی ہے اور اس طریقے سے قرآن کی آفاقی حیثیت مجروح ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان ٹیلی ویژن نے کافی محتاط پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ لیکن کئی اخبارات و رسائل اس سلسلے میں محتاط نہیں رہتے۔

سب سے بڑی حقیقت اور توجہ طلب بات یہ ہے کہ

فیشن اور مغرب زدگی کے اس دور میں بہت سے ادارے لغو اور بے ہودہ اشتہارات بھی پیش کر رہے ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام میں اشتہارات کو ضابطۂ اخلاق سے کافی حد تک آزاد رکھا جاتا ہے۔ زیادہ تر اشتہارات ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ہوتے ہیں اور ان اشتہارات میں بین الاقوامیت یعنی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گلوبلائزیشن کے رجحانات کو زیادہ تر مدنظر رکھا جاتا ہے۔ ان کمپنیوں کے مالکان نا صرف اپنی مصنوعات نہیں بیچ رہے ہوتے بلکہ اپنے ملک کے کلچر' وہاں کے طور طریقوں رجحانات' وہاں کے فیشن وہاں کی مخلوط زندگی اور ناقابل برداشت بے ہودگیوں کو بھی فروغ دے رہے ہوتے ہیں۔ چونکہ ایسے اشتہارات کا تناسب بہت زیادہ ہے اور ان کی پیش کش کا انداز بھی پر کشش ہوتا ہے۔ اس لئے عام لوگ ایسے اشتہارات کا اثر جلد قبول کر لیتے ہیں۔

ایک اہم مسئلہ اشتہارات میں عورت کا بطور ماڈل بے جا اور بے تحاشا استعمال ہے۔ اس سے عورت کا شدید استحصال بھی ہوتا ہے۔ عورت جو شرم وحیا کا پیکر ہے اس کے وجود کو اشیاء کی فروخت کے لئے استعمال کرنا ہر اعتبار سے قابل مذمت ہے۔ زیادہ سے زیادہ حسین عورت کو بطور ماڈل لانے کے رجحان میں اب بہت اضافہ ہو چکا ہے۔ اسی وجہ سے مخلوط معاشرت کا تصور بہت عام ہو رہا ہے اور ہمارے معاشرے میں منفی اقدار اور دیات عام ہوتی جا رہی ہیں۔ ہماری نشریات اور ہمارے اشتہارات کے درمیان ایک عجیب طرح کا افسوسناک تضاد پایا جاتا ہے۔ ان تضادات کی وجہ سے اجتماعی بے حسی اور دین سے دوری پیدا ہو رہی ہے۔ اس منفی عمل میں اشتہارات کا بڑا حصہ ہے۔ اشتہارات غیر ضروری اشیاء کی خواہش پیدا کرتے ہیں اور فضول خرچی میں اضافہ کرتے ہیں۔ آمدنی سے زیادہ اخراجات کرنے سے معاشرے میں بے چینی' فرسٹریشن اور جرائم پھیلتے جاتے ہیں۔

اشتہاریات کے ان تمام پہلوؤں کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ:

☆ ذرائع ابلاغ کو اشتہارات کے سلسلے میں ضابطۂ اخلاق کے نئے تصور سے آگاہ کیا جائے اور اس سے عملی نفاذ کے لئے براہ راست یا بالواسطہ دباؤ ڈالا جائے۔

☆ حکومت کو مجبور کیا جائے کہ وہ اشتہارات میں غیر ضروری مبالغے اور غلط اطلاعات کا نوٹس لے۔

☆ تمام اشتہاری اداروں کو یہ احساس دلایا جائے کہ وہ حقیقت کے برعکس اشتہارات تیار نہ کریں۔

☆ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نظریے اور اقدار و روایات کے خلاف اور بے مقصد اشتہارات کے خلاف تحریک چلائی جائے۔

☆ اشتہارات کے ذریعے مسلمانوں کی تیار کردہ مصنوعات کو خریدنے کی رغبت دلائی جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ اسلامی اور اصلاحی فکر رکھنے والے تخلیقی لوگوں کی ایسی ٹیمیں تیار کی جائیں' جو اشتہارات کی تیاری کے تمام علوم وفنون پر دسترس رکھتے ہوں اور معیاری اشتہارات تیار کرسکیں۔ ان میں کمرشل آرٹسٹ' ویژولائزر' کیمرہ مین' پروڈیوسر اور کاپی رائٹر وغیرہ شامل ہیں۔

☆ اشتہاری کوششوں کی بنیاد پر اسلامی دنیا کے مختلف ممالک کو معاشی طور پر بھی ایک دوسرے کے قریب لانے کی عملی کوششیں کی جائیں۔

مہذب ملکوں میں اشتہارات ایک ضابطۂ اخلاق کی پابندی کرتے ہوئے تیار کیے جاتے ہیں۔ پاکستان میں اشتہارات بھی قومی سیاست کا ایک حصہ بن چکے ہیں۔ ایک انگریزی رسالے ''کنزیومر وائس'' کے مطابق حکومت میڈیا کے ذریعے اپنی اشتہاری مہمیں چلاتی ہے یہ کوشش کرتی ہے کہ خبروں کا ایجنڈا اس کی ہدایت اور ضروریات کی روشنی میں مرتب کیا جائے۔ حکومت اپنی ''اچھی کارکردگی'' کی تشہیر کے لئے سرکاری خزانے کو بے دریغ استعمال کرتی ہے۔ جس میں عمل کی بجائے الفاظ اور تصویروں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اکثر اخبارات بڑی آسانی سے قیمتی سرکاری اشتہارات کے عوض اپنی ادارتی آزادی کا سودا کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ یہ سودا مختلف صورتوں میں ہوتا ہے مثلاً اخبار حکومت کے بارے ناقدانہ اور نقصان دہ خبریں کالم اور فیچر وغیرہ چھاپنے سے گریز کرتے ہیں یا حکومت کے حق میں اداریے اور خبریں وغیرہ شائع کرتے ہیں۔ اس میں اخبار خریدنے والے کا نقصان ہوتا ہے یا آزادیٔ صحافت کا اصول قربان کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ان اشتہارات میں صدر یا وزیراعظم کی بڑی بڑی تصاویر شائع کی جاتی ہیں یا حکومت کی دیگر اہم شخصیات کی خدمات کی تعریف کی جاتی ہے اور انہیں مبارکبادیں دی جاتی ہیں۔ ''سلام ٹیچر ڈے'' کی مہم اور ''پڑھا لکھا پنجاب'' کی مہم اسی طرح کی اشتہار بازی کی مثالیں ہیں۔

بڑے بڑے اخباری گروپوں کو خوش کرنے کے لئے سرکاری خزانے کے ناجائز استعمال کا ایک نیا طریقہ نکالا گیا ہے۔ عوام کا خون نچوڑ کر جمع ہونے والی دولت سے بڑے بڑے خصوصی ضمیمے (سپیشل سپلیمنٹ) شائع کئے جاتے ہیں۔ اندرون ملک بھی اور بیرون ملک بھی ان خصوصی اشاعتوں میں بالکل یکطرفہ معلومات اور حکومتی سیاسی شخصیات کے بے فائدہ پیغامات ہوتے ہیں اور بعض اوقات ان کے کالج کے زمانے کی تصاویر بھی ہوتی ہیں۔

غریب عوام کی یہ دولت خودستائی اور عوام کو گمراہ کرنے والی اشتہاری مہم کی بجائے کسی بہتر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقصد کے لئے بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔ یہ پاکستانی میڈیا کے ساتھ بدترین سانحہ ہے۔

پرنٹ میڈیا کے لئے کوئی ایسی ریگولیٹری باڈی نہیں ہے جس کے ذریعے وہ خود درست اشتہارات کی اشاعت کو ممکن بنا سکے۔ لیکن الیکٹرانک میڈیا بالخصوص ٹی وی کا ایک مفصل ضابطۂ اخلاق موجود ہے لیکن خود پاکستان ٹیلی ویژن اس کی کھلے عام خلاف ورزی کرتا ہے۔ مثلاً صابن اور دھلائی اور بالوں سے متعلق استعمال ہونے والی مصنوعات کے اشتہارات میں میڈیکل ڈاکٹروں کی آوازیں اور تصاویر استعمال کی جاتی ہیں، جن میں ان اشیاء کو ''ڈاکٹر کی نمبرون چوائس'' قرار دیا جاتا ہے۔ ٹیلی ویژن کے اشتہاری ضابطۂ اخلاق کے ضمیمہ میں واضح طور پر ایسے دعووں کے استعمال پر پابندی لگائی گئی ہے۔

ضابطۂ اخلاق کے اس ضمیمے کے سیکشن (اول) میں موٹاپا کم کرنے (سلمنگ) اور وزن کم کرنے والی یا قد بڑھانے والی اشیاء کے اشتہارات کو ''نا قابل قبول'' قرار دیا گیا ہے۔ ایسے اشتہارات صرف اسی صورت میں پیش کیے جا سکتے ہیں جب وہ ادارے درج ذیل پانچ کڑی شرائط پوری کرتے ہوں اور ان کا دستاویزی ثبوت بھی پیش کریں:۔

(1) کمپنی پاکستان میں قانونی طور پر رجسٹرڈ ہو۔

(2) وزن کم کرنے میں خصوصی مہارت (سپیشلائزیشن) رکھتی ہو۔

(3) اس کے پاس باقاعدہ طبی ڈاکٹر (رجسٹرڈ کوالفائیڈ) موجود ہوں۔

(4) اس نے اپنے کاروبار کی جگہ تبدیل نہ کی ہو۔

(5) درج بالا امور کے تصدیق نامے اور تنخواہوں / معاوضوں کی تفصیل سے ان شرائط کی تکمیل جائے۔

پی ٹی وی کے چینلز پر ان ضابطوں کی خلاف ورزی کرنے والے اشتہارات اکثر دیکھے جاتے ہیں۔ سماجی مقاصد مثلاً انسانی عزت اور وقار کا احترام یا خوف اور ڈر پیدا کرنے والے مناظر سے گریز بھی صرف ضابطۂ اخلاق کا حصہ ہیں۔ ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ کولڈ کریم کے اشتہارات میں بروقت شادی کا یقین دلایا جاتا ہے۔ خطرناک بیماریوں کے اشتہارات میں دل کو دہلا دینے والے مریضوں کے مناظر پیش کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح کئی اشیاء جو اس ضابطۂ اخلاق کی ممنوعہ فہرست کا حصہ ہیں ٹی وی سکرین پر اپنی جگہ بنا لیتے ہیں۔

اس ضابطۂ اخلاق کی دفعہ 16 کے مطابق اشتہارات میں سنائی دینے والا مواد لازماً حد سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ شور والا اور تیز نہیں ہونا چاہیے۔ جبکہ کئی اشتہارات میں اس کی بھی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔ اشتہاری کمپنیوں اور حکومت نے نوٹوں کے ڈھیر دکھانے کا جو سلسلہ شروع کیا وہ بھی ایک اختلافی معاملہ ہے۔ پرائیویٹ کمپنیاں عوام کو لاٹری کے ٹکٹ خریدنے پر آمادہ کرنے کے لئے لاکھوں روپے کے انعامات کے وعدے کرتی ہیں۔ زیادہ زور مصنوعات پر نہیں بلکہ نقد اور کیش پر ہوتا ہے جو آپ کو راتوں رات امیر بنادے گا۔ ان اشتہارات سے زر پرستی کے جنون میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

ضابطۂ اخلاق کی دفعہ 18 میں بیان کیا گیا ہے کہ ''ایسی اشیاء اور خدمات کے اشتہارات جن میں ایسے انعامات کی پیش کش کی گئی ہو جن میں لاٹری یا بالواسطہ جوئے کا عنصر شامل ہو' نا قابل قبول ہوں گے۔ یہ پابندی اس صورت میں لاگو نہیں ہوگی جہاں تحفہ یا انعام قیمت میں کمی کی صورت میں ہو یا مصنوعات کے فروغ کی نوعیت رکھتا ہو۔'' اگر ایک مزدور 560 روپے کے 24 لاٹری ٹکٹ خرید لیتا ہے اور اسے کوئی انعام نہیں ملتا تو ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس میں جوئے کا کوئی عنصر شامل نہیں ہے۔ ایسے اشتہاروں کے مطابق ایک دودھ بیچنے والا راتوں رات کروڑ پتی بن سکتا ہے۔

پی ٹی وی کے فیملی چینل جو ایک طرف بجلی کے بلوں کے ساتھ اپنی لائسنس فیس جبراً وصول کرتا ہے تو دوسری طرف ملک کے بڑے حصے پر اپنی پہنچ اور رسائی کی اجارہ داری کے باعث اشتہارات کی مارکیٹ پر بھی چھایا ہوا ہے۔ پرائیویٹ ٹی وی چینلوں کی ابھی یہ صورت حال نہیں ہے۔ مغرب اور امریکہ میں اشتہار دینے والوں اور میڈیا کے اداروں کو بعض اوقات اشتہارات کے باعث پیدا ہونے والی بیماریوں سے مرنے والوں کے ورثاء کو لاکھوں ڈالر کے ہرجانے ادا کرنے پڑتے ہیں۔

اگر تشہیری معیارات کے ضابطۂ اخلاق پر میڈیا صحیح طور پر عمل نہیں کرتا تو ہماری عدالتوں کو بھی چاہیے کہ عوام کو گمراہ کرنے والی اشتہاری مہموں کا راستہ روکنے کے لئے مستعدی کا مظاہرہ کریں اور ایسے معاوضے اور ہرجانے ادا کرنے کے فیصلے سنائیں۔ اعداد و شمار کی ہیرا پھیری کے اس دور میں خود صارفین کو اس سلسلے میں بہت فعال اور متحرک ہونے کی ضرورت ہے اور اپنے حقوق کی جنگ خود لڑنی چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

15

صحافتی اخلاقیات
مشاہیر کی نظر میں
(PRESS ETHICS AND EMINENT JOURNALISTS)

وہ اہلِ فکر ونظر جو اپنی زندگی کے بڑے حصوں میں امور صحافت انجام دیتے رہے یا صحافت کی سرپرستی کرتے رہے، ان کی رائے صحافتی اخلاقیات اور ذمہ داریوں کے بارے میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس باب میں چند منتخب اور نامور مشاہیر کے نظریہ ہائے صحافت اور اخلاقی ذمہ داریوں کے بارے میں ان کے خیالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان نظریات اور موجودہ صحافت میں پائے جانے والے رجحانات کا اگر موازنہ کیا جائے تو عہد ماضی کے صحافیوں کی عظمت اور اب تک ان کے زندہ و جاوید ہونے کے اسباب کا پتہ چلتا ہے۔ یہ صحافتی نظریات ہمارے لئے آج بھی مشعلِ راہ ہیں۔

سید جمال الدین افغانی مرحومؒ:

پان اسلام ازم کے علمبردار اور عظیم مسلم مصلح سید جمال الدین افغانی" وہ پہلے مسلم رہنما ہیں جنہوں نے صحافت کے مقاصد اور افادیت کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

> "اخبار وہ بے مثل صناعت ہے کہ اس کا موضوع عوام کے احوال اخلاقی و قومی اور اس کی غایت اصلاح اخلاق اُمت و جلب سعادت و امن و امان اپنی قوم بلکہ تمام قوموں کے لئے ہے"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1- ایسا اس لئے ہے کہ جریدہ (اخبار نامہ) ارباب فضائل کی فضیلت بیان کرنے میں مسابقت کرتا ہے۔ اول تو ان کی بجا مدح کرنے کے خیال سے جو صاحب فضیلت کا حق ہے اور ثانیاً اس لئے کہ اس مدح کو پڑھ کر دوسروں کو فضائل حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو۔

2- اور رزائل پر نکتہ چینی کرتا ہے کیونکہ ان کے ضرر متعدی ہیں اور اس طرح وہ دوسروں کو روکتا ہے، ان حرکات کے ارتکاب سے جو رزائل کرتے ہیں۔

3- اخلاقِ جمیلہ کے منافع کا ایسا بیانِ شافی کرتا ہے کہ عوام اس سے فائدہ اُٹھا سکیں اور خواص بھی بے بہرہ نہ رہیں۔ ہر روز وہ اپنا فرض انجام دیتا ہے اور بری خصلتوں اور ان کی معزتوں کو عام انسانوں سے دل پذیر عبارتوں میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

4- عام لوگوں کے لئے علوم کے فوائد کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ ہر شخص کو یقین ہو جائے کہ اُمت کی سعادت علوم حقہ اور معارف حقیقی کی وجہ سے ہے، بغیر ان کے نہیں اور جہل کے نقصان و خسارہ کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ ہر جاہل و غبی اعتراف کر لے کہ ہر بلا اور مصیبت و نقصان جو اس کو پہنچا ہے، جہل کی وجہ سے پہنچا ہے۔

5- علوم کے درجات کو عالم انسانی میں ان کے فوائد کی نسبت سے قرار دیتا ہے اور ہر ایک کے لوازم کی مقدار کو دلیل سے ثابت کرتا ہے تاکہ نادان اپنی عمروں کو ضائع نہ کریں اور اس فائدہ سے جو حصول علم میں مشغول رہنے سے حاصل کیا جاتا ہے، محروم نہ رہیں۔

6- اور منافع کی ضرورت کو جو عالم مدنیت میں علوم کا نتیجہ ہے، ثابت کرتا ہے اور دلائل سے یہ ثابت کرتا ہے کہ بغیر صناعت میں ترقی کئے رفاہیت حاصل نہیں ہوتی۔

7- اور تمام معارف ضروریہ کا مثلاً جغرافیہ، طبیعات، فلکیات، زراعت، حرفت، طب، تربیت منزلی، تنظیم بلاد، تربیت اولاد کا اس طرح ذکر کرتا ہے کہ عوام الناس ان سے بہرہ ور ہوں۔

8- فضیلت انسانیت کی تشریح کر کے اغنیا اور ارباب دولت کو اس کی طرف دعوت دیتا ہے اور مضامین لکھ کر علوم و معارف و صنائع اور قیام دارالشفاء وغیرہ کی ترغیب دیتا ہے۔

9- اور جنسوں کو بڑھانے اور نفوس کو زندہ کرنے کی غرض سے بزرگان سلف و اجداد سابقہ کا ان کے اولادوں کے سامنے ذکر کرتا ہے، اس طرح کہ وہ بھی ان کی روایات کو اپنا فرض سمجھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-10 گزری ہوئی قوموں کے احوال و اخبار کو تفصیل کے ساتھ درج کرتا ہے تا کہ صاحبان سیاست اپنے حال کو اس کے مطابق کریں اور اہل قوم ان کے حال پر نظر کر کے اگر اہل سعادت ہیں تو اجتہاد کریں اور اصلی اسباب کو سمجھ کر اپنی ہمت بڑھائیں اور غیرت وحمیت کو متحرک کریں اور اگر شقا ہیں تو عبرت حاصل کر کے اس کے اسباب سے اجتناب کریں۔

-11 حاکم کو عدل کی دعوت دیتا ہے اور اس کے فوائد بیان کرتا ہے اور رعیت کی وکالت کرتا ہے اور ان کی شکایتیں حکومت تک پہنچاتا ہے اور حکام کے ظلم کا دفع کرتا ہے اور حکام رشوت خوار کا انسداد کرتا ہے، حوادث وواقعات کی تحقیقات کر کے ارباب حل وعقد کو اطلاع کرتا ہے تا کہ اس کا علاج کر سکیں اور حکومت اور رعیت ایسے حکام کے ضرر سے محفوظ رہے۔

-12 اور اگر شخص غیر قوم کے متعلق نامناسب بات کہے تو دلیلوں اور براہین سے جو عقلمندوں کے نزدیک تلوار سے زیادہ موثر ہیں اپنی قوم کا دفاع واجب جانے۔

-13 اور ہر عاقل کے افکار کو تمام عقلا تک پہنچائے اور اہل دُنیا کو ایک دوسرے کے خیالات سے مطلع کرے۔

-14 حکایات لطیفہ اور ظرافت واشعار بلیغ اپنے قارئین کے لئے کبھی کبھی شائع کرے۔

-15 قوم کے اجزاء واعضائے منتشر کو جمع کر دے اور حیات تازہ سے ان کو زندہ کرے۔

-16 اور اپنے قارئین کا سیر وسیاحت دُنیا سے گھر بیٹھے دل شاد کرے۔

-17 بیماروں کو جو مزمنہ بیماریوں میں مبتلا ہوں، اطباء اور ماہرین تک پہنچائے اور جاہلوں کی علماء تک رہبری کرے۔

-18 قوم کے دوست کو دشمن سے تمیز کرائے اور دھوکا اور فریب کو نہ چلنے دے۔

اور فی الجملہ اخبار ایسے انسانوں کے لئے جو نیکی وسعادت چاہے ایک جہاں نما دُور بین ہے، ایک طبیب شفیق ہے، ایک سچا ناصح ہے، ایک متواضع معلم ہے، ادب سکھانے والا ہے اور آنکھ ہے۔ بیدار اور چوکیدار ہے ہوشیار، معالج ہے کاہل عوام کے لئے اور تریاق شافی ہے تمام لوگوں کے واسطے اور تنبیہ کرنے والا ہے۔ غافلوں کو اور رُوح بخش ہے، دل ہائے مردہ کے لئے اور جگانے والا ہے افکار افسردہ کو۔ تنہائی میں جلیس ہے وحشت میں انیس ہے، علماء کا سرمایہ ہے۔ تاجروں کا رہبر اور حکام کا مشیر معدلت گستر، زراعت پیشہ لوگوں کی فلاحت میں مددگار، صناعوں کا استاد، جوانوں کا مکتب، ارباب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بصیرت کا نور دیدہ، خداوندان سیاست کا دستور پسندیدہ، مدنیت کا مضبوط قلعہ اور سعادت انسانی کے لئے مستحکم پہاڑ۔

اخباروں کی ترقی و بلندی کثرت قوموں کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے، جس قدر علوم و معارف میں قوم ترقی کرے گی اور مدارج مدنیت میں بڑھے گی، اسی قدر اخبارات کی تعداد زیادہ ہوگی۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ:

بانیٔ پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے دہلی سے 1937ء میں ''منشور'' (اُردو) اور 1941ء میں ''ڈان'' (انگریزی) کی بنیاد ڈالی۔ پھر 4 فروری 1947ء کو لاہور میں ''دی پاکستان ٹائمز'' کی بنیاد رکھی۔ قائداعظمؒ کبھی باقاعدہ صحافی نہیں رہے مگر پریس کی ہمیشہ انہوں نے سرپرستی کی۔ 12 اکتوبر 1943ء کو ''ڈان'' کی پہلی سالگرہ کے موقع پر پیغام میں انہوں نے کہا:

> ''قوم کی ترقی و فلاح کے لئے پریس اہم ضرورت ہے کیونکہ پریس ہی کے ذریعے قوم کی رہنمائی کی جاسکتی ہے اور زندگی کے تمام شعبوں میں عمل کو تیز تر کرنے کے لئے ان کے خیال کا دھارا موڑا جاسکتا ہے''۔

22 مئی 1944ء کو کشمیر میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے کہا:

> ''پریس ایک عظیم قوت ہے، اس سے فائدہ بھی حاصل کیا جاسکتا ہے اور نقصان بھی پہنچایا جاسکتا ہے۔ اگر صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو یہ رائے عامہ ہموار کرنے اور عوام کی رہنمائی کی ذریعہ بن سکتا ہے''۔

19 ستمبر 1918ء میں 1910ء کے پریس ایکٹ کی قرارداد میں لیجسلیٹو کونسل میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

> ''میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں چاہتا کہ کوئی مجرم جو نسلی منافرت و نفرت پیدا کرنے کا سبب ہو، کھلا چھوڑ دیا جائے لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی کہتا ہوں کہ جو مجرم نہیں ہے اسے مکمل تحفظ ملنا چاہئے۔ ان صحافیوں کا تحفظ کیجئے جو آزادی اور دیانت کے ساتھ حکومت پر تنقید کرتے ہوئے عوام اور حکومت دونوں کی خدمت کر رہے ہیں، یہ بات کسی حکومت کی تعلیم کا ایک ذریعہ بھی ہے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

11 ستمبر 1963ء کو ان کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناحؒ نے ان کی پندرہویں برسی کے موقع پر کہا:

"محمد علی جناح خیال اور اظہار رائے میں جمہوری اصولوں کے بہت بڑے نقیب تھے۔ وہ ہمیشہ انفرادی آزادی اور پریس کی آزادی پر کسی قدغن کے خلاف رہے"۔

قائداعظمؒ نے کبھی صحافیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ ہمیشہ انہوں نے اس خیال کو مسترد کیا۔ ہیکٹر بولیتھو نے اپنی کتاب "Jinnah, The Creator of Pakistan" میں لکھا ہے کہ "جناح ہمیشہ شہرت کی لذت سے لاتعلق رہے"۔

مصور پاکستان علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

مصور پاکستان شاعر مشرق، علامہ اقبالؒ نے صحافت کے بارے میں لکھا کہ:

"میرے خیال میں آزادی تحریر قوم کی ترقی کا ایک نہایت اہم جزو ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ دیسی زبانوں کے جرائد، جو اپنی طاقت اور اپنے اثر سے بخوبی واقف ہیں، اپنی ذمہ داریوں کو بھی اچھی طرح محسوس کرنے لگیں۔ میرا خیال ہے کہ ہر شخص اس معاملہ میں میرے ساتھ اتفاق کرے گا کہ ملک کے بہترین مقاصد کے پیش نظر یہ امر نہایت ضروری ہے کہ ایسی تحریروں کو، جو فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرتی ہیں، روکا اور دبایا جائے۔ اگر کوئی اور صورت نہ ہو تو قانون ہی کے ذریعہ سے اس مقصد کو حاصل کیا جائے"۔

"ذاتی طور پر میں اخبارات کی آزادی کا بہت بڑی حد تک قائل ہوں، بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں آزادی کا حامی ہوں، لیکن میں دلائل سے متاثر نہیں ہو سکتا۔ آزادی اور لائسنس (Licence) کو یکساں نہیں سمجھ سکتا۔ حقیقی آزادی اخلاقی ضبطِ نفس کا نتیجہ ہوا کرتی ہے۔

اگر دیسی اخبارات سنسنی پھیلانے والے عنوانات لکھنا چھوڑ دیں، تقریروں وغیرہ کی رپورٹ کرنے کے لئے بہتر آدمی رکھیں، ایسے چھوٹے چھوٹے واقعات کو جو کسی طریقہ کی معاشرت میں جاذب توجہ نہیں ہو سکتے، فرقہ وارانہ رنگ دینے سے احتراز کرنے لگیں تو دیسی زبانوں کے اخبارات کی تعلیمی قدر و قیمت بہت بڑھ سکتی ہے۔ ایسے ملک میں جہاں عام اشخاص نقاد نہیں اور سطحی عقل رکھنے والے ہیں، ایسی احتیاط نہایت ضروری ہے۔ بہرحال اس اعلان کا مقصد اخبارات کے لب ولہجہ کی اصلاح کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوا اور کچھ نہیں۔ یہ ان کی آزادی کو سلب نہیں کرتا"۔

سرسید احمد خانؒ:

سرسید احمد خان نے 24 دسمبر 1870ء کو "تہذیب الاخلاق" کا اجراء کیا۔ اس کے ہر سال کے اختتام پر وہ اس کی کارکردگی کا جائزہ پیش کرتے رہے اور اپنے نظریہ صحافت کی میزان پر اپنی صحافیانہ فردِ عمل کو تولتے رہے۔ مسلمانوں کو علمی کمال اور اخلاقی بلندی سے ہمکنار کرنا ان کا اہم مشن تھا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے "اخبار سائنٹیفک سوسائٹی" نکالا۔ صحافت کے بارے میں ان کا مختصراً نقطہ نظر یہ تھا کہ:

"اخبار ایک ذریعۂ اظہار ہے جو مثبت اور منفی دونوں طور پر استعمال ہو سکتا ہے۔ یعنی اخبار سے جہاں قومی ترقی، ملکی بہبود، عوام کی رہنمائی اور حکام کی ہدایت کا کام لیا جا سکتا ہے۔ وہاں یہ بگاڑ کا بھی ذریعہ بن جا سکتا ہے۔ محض پیسے کی خاطر اخبار کو غارت گر اخلاق و ایمان نہیں بن جانا چاہیے"۔

سرسید نے خبر کو اخبار کا بنیادی جوہر بنایا۔ وہ صحافت کو محض ذریعۂ آگاہی نہیں سمجھتے تھے بلکہ ذریعۂ تربیت بھی جانتے تھے۔ انہوں نے اخبار سے جذباتی تطہیر، اخلاقی تربیت، ذہنی تعمیر، فکر و خیال کی تہذیب و شائستگی اور بحیثیت مجموعی اصلاحِ معاشرت کا زبردست کام لیا ہے۔

مولانا محمد علی جوہرؒ:

مولانا محمد علی جوہر نے کلکتہ سے 14 جنوری 1911ء کو ہفتہ وار "کامریڈ" اور یکم جون 1913ء کو "ہمدرد" جاری کیا۔ اس کے اغراض و مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا نے لکھا:

"ہمدرد کا فرض ہوگا کہ روز کی خبریں سنائے، ان کو پوری طرح سمجھنے کے لئے جن معلومات کا مہیا کرنا ضروری ہے، وہ مہیا کرے، رفاہِ عام کی تجاویز کے لئے حسن و قبح کو ناظرین کے پیش نظر رکھے اور ہر روز ان کی معلومات میں اضافہ کیا کرے، تاکہ وہ خود رائے قائم کر سکیں، نہ کہ اس کی رائے کے ہمیشہ محتاج رہیں گے، مگر یہ خیال نہ کیجئے کہ "ہمدرد" مسجد کا ملا ہوگا اور اس زاہد خشک کی بھی وہی مثل ہوگی کہ "ملا کی دوڑ مسجد تک"، تعلیم کا اصول یہی ہے کہ ایک چیز کا اس قدر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطالعہ کبھی نہ کیا جائے کہ طبیعت اُکتا جائے۔ "ہمدرد" علاوہ ملک وقوم کی ملا گیری کے اپنی رنگینی طبع سے احباب کی رونق محفل ہوگا۔ سیاسیات کی تو تو میں میں کے ساتھ نقدسخن کی جھنکار بھی سنائی دے گی، اقتصاد کے ساتھ ساتھ مزے مزے کے افسانے بھی ہوں گے اور فلسفے کی پھیکی میٹھی کھچڑی کے لئے لطیفوں کی چٹپٹی چٹنی بھی دستر خوان پر موجود ہوگی۔ ہمدرد آپ سے سیکھے گا اور آپ کو سکھائے گا، خود روئے گا اور آپ کو رُلائے گا...... کبھی ہنستوں کو رُلائے گا اور کبھی روتوں کو ہنسائے گا"۔

مبلغانہ صحافت کے علمبردار مولانا جوہر فرمایا کرتے تھے:

"بغیر کسی عقیدے کے اخبار نویسی محض دکانداری ہے۔ اخبار کا کام رائے عامہ کی رہنمائی کرنا ہے نہ کہ اس کی تقلید کرنا"۔

مولانا جوہر نے اپنے ایک شناسا نظام الدین کو اخبار نکالنے کے بارے میں جو مشورہ دیا اس سے ان کے صحافتی نظریات کا اندازہ ہوتا ہے:

"اخبار ذاتیات سے مبرا ہو، نہ کسی دشمن کے خلاف کچھ لکھا جائے اور نہ خواہ مخواہ دوستوں کے قصیدے لکھے جائیں۔

☆ کسی شخص یا اخبار کی رائے کے خلاف کچھ لکھنا ہو تو وہ مخالفت مخفی رائے تک رہے۔ ذات کا حصہ شامل نہ ہو۔

☆ اخبار کا مقصد اپنی قوم کو نفع پہنچانا ہونا چاہئے نہ کہ دوسری قوم کو نقصان پہنچایا۔ اس لئے دوسروں کے رنج پر اپنے کو خوش نہ ہونا چاہئے۔

☆ کوئی لوکل خبر چھاپنا ہو تو اس کے راوی کا ہونا ضروری ہے۔

☆ اخبار مذہبی بحث سے بالکل مبرا ہو۔

"کامریڈ" کی فوج پر (MORRIS) کی ایک نظم تحریر ہوتی تھی، جس سے "کامریڈ" کے اغراض ومقاصد کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

"راست اقدام کھڑے رہو۔ اپنے خیالات کا اظہار کرو، اپنی بات کہہ ڈالو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس صداقت کا اعلان کرو جو تمہارے پاس ہے۔ جرأت سے کام لو اور ہر قدم پر امر بالمعروف کا اعلان کرتے رہو۔ صرف وہی لوگ زندہ رہتے ہیں جو باہمت اور صدقِ گفتار رکھتے ہیں"۔

6 جنوری 1912ء کے "کامریڈ" میں لکھا:

"صحافی سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ واقعات کو پوری صحت سے درج کرے۔ اسے خیال رکھنا چاہئے کہ واقعاتی صحت کا معیار اتنا بلند ہو کہ مؤرخ اس کی تحریروں کی بنیاد پر ڈھانچہ کھڑا کر سکے۔ صحافی صرف رائے عامہ کا ترجمان ہی نہیں رہنما بھی ہوتا ہے، اسے صرف عوام کے دعاوی کی تائید وحمایت نہیں کرنی چاہئے بلکہ صحافتی منبر سے عوام کو درس بھی دینا چاہئے"۔

مولانا جوہر نے 23 جنوری 1928ء کے "ہمدرد" میں "میری صحافت" کے زیرِ عنوان لکھا تھا:

"......صحافت سے میری غرض صحافت نہیں ہے، ملک وملت کی خدمت ہے"۔

مولانا ظفر علی خانؒ:

1909ء میں اپنے والد مولوی سراج الدین کے انتقال کے بعد مولانا ظفر علی خان نے "زمیندار" کا انتظام سنبھالا۔ "زمیندار" نے قوم کے تمام طبقوں کو خبریں پڑھنے کا شوقین بنادیا۔ اپنے دور میں یہ اخبار مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن بن گیا تھا۔ مولانا صلاح الدین احمد مرحوم نے ایڈیٹر زمیندار کے بارے میں لکھا تھا:

"جس مردِ مجاہد نے سب سے پہلے میدان وغا میں قدم رکھ کر ملوکیت مغرب کو للکارا، جس حریت کوش نے سرزمین بے آئین سرحد اور کشور نیاز پرور پنجاب میں اپنے عصائے کلیمی سے اژدرِ طلسم فرنگ کی سرکوبی کی، جس بندۂ حق آگاہ نے طرابلس اور قسطنطنیہ کے زخموں کی ٹیس لاہور میں محسوس فرمائی اور اسے جسد ملت میں سرتاسر دوڑا دیا، لاریب وہ بیسویں صدی اسلامیان ہند کا اولین رہنما ظفر علی خان تھا"۔

1913ء میں مولانا ابوالکلام آزاد نے "زمیندار" کے صحافتی کردار کے بارے میں لکھا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"......اس نے جن جن معاملات پر لکھا آزادی اور جرأت کے ساتھ لکھا اور پڑھنے والوں میں یقیناً زندگی کی ایک روح پیدا کی ...... اصولاً اس نے ہمیشہ آزادی کے ساتھ اظہار خیال کی سعی کی"۔

مولانا ظفر علی خان کی صحافت اپنے ہم عصروں کی نسبت زیادہ جرأت اور بے خوفی والی جنگجویانہ صحافت تھی۔ علامہ اقبالؒ کو ان کے قلم میں مصطفیٰ کمال کی تلوار کا بانکپن نظر آیا اور سر سید احمد خان نے ان میں روشن مستقبل کے آثار دیکھے تھے۔

علامہ تاجور نجیب آبادی نے کہا تھا:

"یہ قہرمان میدان ادب وصحافت میں اپنی ہنگامہ آفریں شخصیت کے اعتبار سے آج اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اس کی فلک فرسا ہمت، اولوالعزمی اور مصائب آرائی نے اسے تاریخ صحافت میں غیر فانی ہیرو بنا دیا ہے۔ قانون کی پیچ در پیچ بندشوں سے اس کی فطرت ابا کرتی ہے اور خطرات وعواقب پر ہنستا ہوا وہ ان نظر بندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ جرمانہ، ضمانتیں، خانہ تلاشیاں، ضبطیاں، غرض قانون کی کوئی گرفت ایسی نہیں جو اسے مجبور کرنے کے کام نہ آئی ہو، لیکن قانون کو بھی اس جیسے دل گردہ رکھنے والے انسان سے بہت کم واسطہ پڑا ہوگا کہ قانون کی پیدا کی ہوئی ہر بربادی کے بعد ظفر علی خان کی خاک سے ایک چاق وچوبند نعرے مارتا ہوا زندہ ظفر علی خان نمودار ہو جاتا ہے"۔

مولانا ظفر علی خان اپنی تحریروں میں جہاں بھرپور جذبے سے کام لیتے تھے۔ وہاں اپنی فہم و فراست اور عقل وتدبر کی بنیاد پر اپنی بات کہنے کا ڈھنگ بھی پیدا کر لیتے تھے، ان کی تحریر میں خطابت کا عنصر نمایاں ہوتا تھا اور اپنے مخصوص مزاج اور طبیعت کی وجہ سے مسائل کے ذمہ داران پر اظہار افسوس ہی نہ کرتے بلکہ انہیں للکارتے بھی تھے۔ موجودہ دور میں بھی صحافتی ذمہ داریاں ادا کرنے والوں کے لئے مولانا ظفر علی خان کی شخصیت ایک مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ:

مولانا آزاد نے 13 جولائی 1912ء کو کلکتے سے ہفت روزہ "الہلال" نکالا۔ 27 جولائی کو انہوں نے اپنے صحافتی نظریات بیان کرتے ہوئے لکھا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ہم اس بازار میں سودائے نفع کے لئے نہیں بلکہ تلاشِ زیان ونقصان میں آئے ہیں، صلہ وتحسین کے نہیں بلکہ نفرت ودشنام کے طلب گار ہیں، عیش کے پھول نہیں بلکہ خلش واضطراب کے کانٹے ڈھونڈتے ہیں، دُنیا کے زروسیم کو قربان کرنے کے لئے نہیں بلکہ خود اپنے تئیں قربان ہونے کے لئے آئے ہیں'' اور ''ہمارے عقیدے میں تو جو اخبار اپنی قیمت کے سوا کسی انسان یا جماعت سے کوئی اور رقم لینا جائز رکھتا ہے وہ اخبار نہیں بلکہ اس فن کے لئے ایک دھبہ اور سرتا سر عار ہے۔ ہم اخبار نویس کی سطح کو بہت بلندی پر دیکھتے ہیں اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرض منصبی ادا کرنے والی جماعت سمجھتے ہیں...... اس اخبار نویس کے قلم کو ہر طرح کے دباؤ سے آزاد ہونا چاہئے اور چاندی اور سونے کا تو سایہ بھی اس کے لئے سم قاتل ہے''۔

مولانا کے نزدیک صحافت سراسر ایک مشن ہے۔ وہ کسی خوف، طمع، دباؤ یا مصلحت سے بالاتر ہو کے معروف کا حکم دینے اور منکر سے منع کرنے والے کو صحیح صحافی سمجھتے تھے۔ مولانا کے نزدیک اخبارات میں مسابقت کی دوڑ اور معاصرانہ چشمک میں صحافتی ذمہ داریوں سے انحراف کرنا گناہ تھا، اسے وہ نفسانیت اور خود پرستی سے منسوب کرتے ہیں مولانا نے اپنے جاری کردہ ''الہلال'' اور ''البلاغ'' میں تحریر کردہ اداریوں سے یہ ثابت کیا کہ وہ اپنے ہر فقرے کو قرآن وسنت کی روشنی میں تحریر کرتے تھے، وہ اپنے پورے اثر اور جاذبیت کے ساتھ اسلام کی دعوت پھیلانے کا فریضہ انجام دیتے اور اس فریضے کو ادا کرتے ہوئے ہر مسئلے کو اپنے ایمان، یقین اور فلسفۂ زندگی کی کسوٹی پر پرکھتے اور وسعت نظری کا ثبوت دیتے، ہر حال میں سچ بولتے ہوئے جرأت اور بے باکی کا مظاہرہ کرتے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ:

مولانا مودودیؒ نہ صرف اسلام کے شارح اور بہت سی کتابوں کے مصنف تھے بلکہ اپنی ابتدائی زندگی میں وہ صحافت سے منسلک رہے۔ 1918ء میں بجنور سے اخبار ''مدینہ'' 1920ء میں جبل پور سے ''تاج'' سے وابستہ رہنے والے اور 1922ء میں ''مسلم'' دہلی اور 1925ء تا 1928ء اخبار ''الجمعیۃ'' دہلی کے مدیر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اپنے اخبارات کے مقاصد کے بارے میں لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''شریعت سے ناواقفیت، مغربی تعلیم کے اثرات اور مغربی خیالات کی موجودگی سے مسلمانوں کی ذہنیت میں جو تاسف انگیز انقلاب رونما ہو رہا ہے، اس کی روک تھام بھی ضروری ہے اور شعائر اسلام کی حفاظت ہمارے پیش نظر ہے۔ اس پر آشوب زمانے میں افراط و تفریط، جہالت اور مذہب سے ناواقفیت کے باعث مسلمان جادۂ مستقیم سے بھٹکتے چلے آرہے ہیں، انہیں صراط مستقیم کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دینا بھی فرض اولین ہے۔ داعیان اسلام کو اپنے حقوق و فرائض کی تلقین و تعلیم کے لئے مسلسل معروضات پیش کرنا بھی اہم اور ضروری امر ہے......''الجمعیت'' باہمی تقضیوں اور خرخشوں کے قلع قمع اور فروعی اختلافات کے ازالہ کی کوشش کرے گا۔ مسلمانوں کو اعتصام بحبل اللہ کی دعوت دے گا...... مذہب کے حقیقی اور اصلی رنگ طالبان حق کے سامنے پیش کرکے اسلام کی سچی تعلیم دے گا۔ ہم کوشش کریں کہ اسلامی رواداری، اسلامی اخلاق اور اسلامی مروت کی زندہ مثالیں پیش کریں۔ ہم ظلم و استبداد کو فنا کرنے اور ظلم و چیرہ دستیوں کو مٹا دینے میں انشاء اللہ کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے، کیونکہ یہی مسلمان کی شان اور یہی اسلام کا حکم ہے''۔

18 ستمبر 1927ء کو انہوں نے ''الجمعیۃ'' میں لکھا:

''میرا اصول صحافت ابتداء سے ہی یہ رہا اور میں اس پر سختی کے ساتھ کاربند ہوں کہ زبان اور قلم کی قوت کو کبھی دوسروں کی دلآزاری کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔ اس اصول کی رعایت میں نے ہمیشہ ملحوظ رکھی ہے اور اپنے ہندو اور مسلمان ہم عصروں کو بھی اس کی نصیحت کرتا ہوں''۔

ان الفاظ سے مولانا کے نہ صرف صحافتی نظریات سے آگاہی ہوتی ہے بلکہ ایک مسلمان صحافی کی بنیادی اخلاقیات کا بھی تعین ہوتا ہے۔

مولانا غلام رسول مہرؒ:

مولانا غلام رسول مہر پہلے ''زمیندار'' سے وابستہ ہوئے۔ پھر 4 اپریل 1927ء کو عبدالمجید

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سالک کے ساتھ "انقلاب" کا اجراء کیا۔ یہ دور برصغیر میں ہنگاموں اور تحریکوں کا دور تھا، مگر اس کے باوجود ان کے قریبی ساتھی سالک کے الفاظ ہیں:

"انقلاب" کسی بھی حالت میں جذبات انگیزی اور ہنگامہ آرائی میں شامل نہ ہوتا تھا بلکہ متانت اور سنجیدگی سے سیاسی معاملات پر بحث کرتا تھا اور اکثر ایسی باتیں بھی کہہ جاتا تھا جو عوام کو اچھی طرح معلوم نہ ہوتی تھیں"۔

گویا تمام ہنگامی حالات کے باوجود صحافت میں متانت اور سنجیدگی اختیار کرنا ایک ذمہ داری بنتی ہے۔

ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم لکھتے ہیں:

"میری رائے میں سرسید کی صحافتی عقلیت کا انداز ہمارے زمانے میں کسی نے اختیار کیا تو وہ مولانا مہر مدیر انقلاب ہیں"۔

مولانا مہر نے صحافت میں اپنی بات منطق اور دلیل کے ساتھ کہنے کی روایت کو مستحکم کیا۔ اپنے اداریوں کے آغاز میں ہی وہ معلومات کا اظہار لگا دیتے تھے۔ بقول شورش کاشمیری، سید عطاء اللہ شاہ بخاری کہا کرتے تھے:

"مہر صاحب کے افتتاحیے ایک دفعہ دماغ کو فتح کر لیں تو پھر ان کے کاٹے کا کوئی علاج نہیں"۔

صحافتی امور انجام دیتے وقت وہ واقعات کی صحت کا بہت خیال رکھتے۔ ان کے بارے میں لکھا گیا:

"وہ محض اخبار پڑھ کر اخبار نویس نہیں بنے بلکہ سیاست کے صحیح پس منظر سے واقف ہیں اور بہت سے سیاسی واقعات کی ترتیب میں ان کا حصہ رہا ہے"۔

حمید نظامیؒ:

حمید نظامی نے 23 مارچ 1940ء کو "نوائے وقت" جاری کیا۔ وہ صحافی کے اخلاقی فرائض اور ذمہ داریوں کے متعلق واضح نقطۂ نظر رکھتے تھے۔ ان کے نزدیک:

"اچھے صحافی کے پاس علم ہونا چاہئے، ایمانداری ہونی چاہئے۔ مطلب یہ کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس چیز پر لکھتا ہو اس کے متعلق علم اور معلومات ہوں اور پھر ایمانداری سے ان چیزوں پر وہ لکھے"۔

حکومت پر تنقید کرنے کے بارے میں ان کا نظریہ تھا کہ:

"حکومت پر تنقید ضرور ہونی چاہئے، لیکن وہ دیانت پر مبنی ہونی چاہئے اور یہ چیز ہمیشہ مدنظر ہونی چاہئے کہ تنقید سے قوم میں بددلی اور منفی رجحان پیدا نہ ہو۔ لوگ تنقید پڑھ کر مایوس نہ ہو جائیں کہ اس ملک کا تو کچھ بن ہی نہیں سکتا۔ یہ تاثر مرتب نہ ہونا چاہئے۔ دوسرا یہ کہ تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے اور نہ صرف یہ دکھانے کے لئے کہ ہم نکتہ چینی کر رہے ہیں"۔

اس سے ثابت ہوا کہ صحافت کے ذریعے منفی رجحانات اور بددلی پھیلانا بھی صحافتی ذمہ داریوں سے انحراف کرنے کے مترادف ہے۔ حمید نظامی نے "نوائے وقت" میں خبروں اور اداریوں میں مستند اور معتبر واقعات کو بنیاد بنایا۔ انہوں نے اعتدال اور استدلال کے راستے کو اپنایا۔ "نوائے وقت" کی لوح پر انہوں نے اپنا ماٹو اختیار کیا کہ:

"بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے"۔

میاں بشیر احمد لکھتے ہیں:

"وہ قلم کے معاملے میں کسی مفاہمت کے روادار نہ تھے۔ انہوں نے "نوائے وقت" کو اپنے زور بیاں سے ایک تحریک، ایک انجمن ایک ادارہ، ایک تنظیم اور ایک شمشیر براں بنا دیا"۔

مولانا راغب احسن نے کہا:

"انہوں نے اعلیٰ روحانی اقدار اور ایماندارانہ صحافت کی بلند ترین روایات قائم کیں اور سخت نامناسب حالات میں بھی جمہوری حریت، شہری آزادیوں، قانون کی حکمرانی، آزادیٔ پریس اور مظلوموں کے لئے انصاف و مساوات کی کمال بے خوفی سے تائید و حمایت کی۔ وہ پاکستان میں اسلامی ملت، جمہوری سیاست اور ابنائے اسلام کی آزادی و یکجہتی کے علمبردار تھے"۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے 2 جون 1958ء کے "صدق جدید" میں لکھا تھا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''نوائے وقت کی زبان صحیح، سلیس، شگفتہ، عوامیت، بازاریت اور ابتذال سے ہمیشہ بلند' نقیب شخصیتوں کا نہیں اصول کا، ناقد پارٹیوں کا نہیں مسائل کا، تحریر میں نہ جذباتی نہ جدلیاتی بلکہ استدلالی، متانت، سنجیدگی، شرافت کا ہر حال میں حامل، اپنے اخباری مقالوں کی طرح حمید نظامی گفتگو میں بھی وزن اور توازن دونوں پر قادر ہیں''۔

شورش کاشمیری نے لکھا کہ:

''حمید نظامی کا قلم شمشیر اصفہان تھا کہ اس کی کاٹ سے وزارتوں کے سر اُڑ جاتے تھے، جس کے اداریوں کو بڑے بڑوں کے دستر خوان پر ناشتے سے زیادہ خصوصیت حاصل تھی''۔

ان مذکورہ تمام خوبیوں اور ذمہ داریوں کا حامل آج بھی ایک مثالی اور ذمہ دار صحافی کو ہونا چاہئے۔

شورش کاشمیریؒ:

ہفت روزہ ''چٹان'' کے ایڈیٹر شورش کاشمیری مرحوم نہ صرف بے مثل اور بے باک خطیب تھے، بلکہ ایک نڈر اور جرأت مند صحافی بھی تھے:

انہوں نے صحافتی اخلاقیات کی اہمیت کے بارے میں لکھا:

''جس ملک کے اخبار اپنے پیشہ کو عبادت نہ سمجھیں گے، اس قوم و ملک کا ستارہ ضرور ٹوٹے گا...... ان عناصر کی تحقیقات کی جائے جو ہر دور کے پجاری رہے، جنہوں نے سیاست، خطابت، قلم و زبان اور منبر و محراب کو فروخت کیا...... وہ اخبار کے ایڈیٹر ہوں، خواہ سیاسی تنظیموں کے وابستگان اور خواہ مساجد و مدارس کی مخلوق، ان سب کے بارے میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ ان کے معیار زندگی اور ذریعۂ معاش میں کس حد تک مطابقت ہے...... قوم و ملک کے ان معلموں کی پوری سیرت کا احتساب وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے''۔

ایک اور جگہ انہوں نے لکھا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"پاکستان کی نظریاتی اساس کو برقرار رکھنے کے لئے ذہنوں کو پرائے افکار کی دستبرد سے بچانا ہم سب کا فرض ہے اور یہ فرض تب ہی ادا ہو سکتا ہے کہ ہم غیر ملکی تشدد دانہ نظریوں کی اشاعت ممنوع قرار دیں اور تعلیم و ابلاغ کے ان تمام اداروں سے ایسے عناصر کو ختم کر دیں جو اسلام کے وفادار نہیں اور جب اسلام کا نام لیتے ہیں تو یہ ان کے نظریاتی زہر پر کیپسول ہوتا ہے"۔

شورش کے ان خیالات سے نہ صرف اسلام اور پاکستان سے گہری محبت اور وابستگی کا اظہار ہوتا ہے، بلکہ وہ اسے صحافتی اخلاقیات اور ذمہ داریوں کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ وہ صحافتی امور میں قول اور عمل میں مطابقت کو لازمی گردانتے تھے۔

الطاف حسین:

روزنامہ "ڈان" کے سابق مدیر اور ممتاز کالم نگار الطاف حسین نے 1965ء میں حمید نظامی کی برسی پر تقریر کرتے ہوئے ایک اچھے اور باصلاحیت مدیر کے بارے میں اپنا تصور پیش کیا جس سے کسی صحافی کی اخلاقی ذمہ داریوں کا تعین بھی ہوتا ہے:

1- ایک مدیر کو حقیقتاً ایماندار اور آزاد ہونا چاہئے۔ اسے صحیح یا غلط ایک پر "یقین" رکھنا چاہئے۔ ایک مرتبہ کسی بات پر یقین حاصل کر لے تو اس میں اتنی جرأت ہونی چاہئے کہ اسے برقرار رکھ سکے۔

2- دوسری یہ کہ ایک مدیر کو کسی مقصد، سیاسی جماعت یا لیڈر شپ کی حمایت کرنا چاہئے لیکن وقار کے ساتھ اس کے تابع فرمان نہیں بننا چاہئے۔

3- ایک مدیر کو کبھی بھی مخالفت برائے مخالفت نہیں کرنا چاہئے۔

4- ایک مدیر میں اتنی جرأت اور ہمت ہونی چاہئے کہ وہ اپنے اصول (یقین) پر قائم رہ سکے۔ اسے ان تمام نتائج کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے جو اسے اپنے اصول پر قائم رہنے سے پیش آ سکتے ہوں۔

فیض احمد فیض:

فیض "پاکستان ٹائمز" اور "لیل و نہار" کے ایڈیٹر اور ایفرو ایشیائی ادیبوں کے مجلے "لوٹس" (LOTUS) بیروت کے ایڈیٹر بھی رہے۔ ان کے خیال میں صحافیوں اور لکھنے والوں کو درج ذیل ذمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داریوں کا خیال رکھنا چاہئے:

''پاکستان کے سنجیدہ لکھنے والوں کو بلا خوف وخطر اور برملا سچی باتیں کہنا چاہئیں اور اظہار رائے کی آزادی پر عمل کرنا چاہئے، انہیں جبر اور ظلم کو بے نقاب کرنا چاہئے اور جو ناانصافیاں ہورہی ہیں، انہیں بے نقاب کرنا چاہئے اور سماجی، معاشی اور ثقافتی منافقت کو بے نقاب کرنا چاہئے۔ آج لکھنے والوں کا کام یہ ہے کہ وہ سامراج نسل پرستی، نوآبادیاتی نظام اور جدید نوآبادیاتی نظام کی مخالفت کریں اور مشرق ومغرب کے عوام سے محبت کریں اور آزادی، جمہوریت اور انسانی حقوق کے لئے جدوجہد کرنے والے عوام کی پرزور حمایت کریں۔ سامراج کی مداخلت، سازش اور غارت گری اور جنگی تیاریوں کی مخالفت کرنی چاہئے اور آزادی اور امن کی حمایت کرنی چاہئے۔

ہمارے نزدیک لکھنے والوں کو آزادی ملنی چاہئے کہ وہ اپنی نجات کا راستہ خود تلاش کریں اور ان پر کسی خاص سیاسی پروگرام کو ماننے کی پابندی نہیں ہونی چاہئے...... کسی قسم کے خوف سے اپنی وفاداری اور اپنی رائے ترک نہیں کرنی چاہئے۔ موقع پرستی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے، چند ٹکوں کے عوض اپنا فن اور اپنا نظریہ نہیں بیچنا چاہئے۔

لکھنے والا اپنے ملک اور اپنے عوام کا وفادار ہوتا ہے اور وہ عوام کا دوست، ان کا دانشور اور ان کا راہ نما ہوتا ہے۔ اس کا کام ہے کہ عوام کو جہالت، توہمات، روایات اور تعصبات کے اندھیرے سے نکالنا اور علم و دانش کی روشنی کی طرف لے جانا۔ اس کا کام ہے عوام کو جبر سے آزادی کی طرف اور مایوسی سے اُمید کی طرف لے جانا''۔

پروفیسر وارث میر (مرحوم):

پنجاب یونیورسٹی شعبۂ صحافت کے سابق چیئرمین پروفیسر وارث میر کا شمار ملک کے ممتاز صحافیوں اور دانشوروں میں ہوتا تھا۔ انہوں نے صحافت کے موضوع پر کئی مضامین تحریر کئے۔ صحافتی اخلاقیات اور ذمہ داریوں کے متعلق وہ لکھتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

"ہمارے اخبارات کا سب سے پہلا فرض اس بنیاد کی حفاظت کرنا ہے جس پر قصر پاکستان کو تعمیر کیا گیا ہے۔ وحدت پاکستان کے شیرازے کو بکھرنے سے بچانے کے لئے حظ پرستی اور زبان پرستی کے مرض ناہنجار کا سر کچلنے کے علاوہ ایسے قومی شعور کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو غیر مسلموں کے دلوں میں بھی پاکستان کے لئے گہری محبت پیدا کر دے۔ اس تصور اسلام کو پنپنے کا موقع دیا جائے جو عالمگیر اخلاقی اور انسانی شرافتوں کے قریب ہے۔ ہمیشہ وہی اخبار کارزار حیات میں سرگرم اور رواں دواں رہتے ہیں جو کسی منفرد اور مستقل کردار کے مالک ہوتے ہیں، جو مشتہرین سے زیادہ قارئین پر بھروسہ کرتے ہیں، جن پر عوام کو اعتبار ہو، جن کی عظمت و عزت لوگوں کے دلوں پر نقش ہو اور جن کے اراکین کو صحافتی فرائض اور آداب کا پورا پورا احساس ہو۔ اگر واقعی اخبار عوام کے جذبات کی صحیح اور ایماندارانہ ترجمانی کرے تو وہ بہت جلد ملکیتی شکنجوں سے نکل کر آپ اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکتا ہے۔

اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ اشاعت کے لئے انہی خبروں کا انتخاب کیا جائے جن کی اہمیت سطحی اور سستی نہ ہو اور جو کسی مفید اور واضح نتیجہ کی طرف اشارہ کرنے کی بجائے بعض عوام کے حیوانی اور سفلی جذبات کی تسکین کا باعث نہ ہوں۔ ہمارے اخبارات کو ذرا بالغ نظری سے کام لیتے ہوئے ایسی مجرمانہ اور خبیث ذہنیتوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے جو محض جھوٹی شہرت حاصل کرنے یا اخبار میں تصویر چھپوانے کی خاطر بڑے بھیانک جرائم کا ارتکاب کر بیٹھتی ہیں۔ عصمت قلم کی حفاظت کی خاطر قلم کار تو اپنی جانیں قربان کرتے ہیں۔ ہر قسم کی معاشرتی برائیوں کو ختم کرنا، پاک اور سادہ زندگی بسر کرنے اور کنبہ پروری و اسراف پسندی سے کنارہ کشی کرنے کی تلقین کرنا، افلاس زدہ اور دولت مند طبقے کی خلیج کو پاٹنے کی کوشش کرنا، بے ایمانی، رشوت ستانی، آرام طلبی اور انتشار قلب ونظر کے خلاف جہاد کرنا، معاشرے کے گندے اور غیر صحت مند عناصر کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغیر کسی خوف کے نشاندہی کرنا یہ سب کچھ اخبارات کے فرائض حسنہ میں شمار ہوتا ہے۔ اس تغیر پذیر اور برق رفتار زمانے کی سائنسی، علمی، تفریحی اور ثقافتی تبدیلیوں سے پاکستانی عوام کو ہر دم آگاہ رکھنا بھی اخبارات کا فرض ہے۔ عورتوں اور بچوں کے بنیادی مسائل پر تعصب اور تنگ نظری سے پاک اور صحت مند سوچ کے راستے کھولنا بھی اخبارات کا فرض ہے"۔

پروفیسر ڈاکٹر مسکین علی حجازی:

شعبہ ابلاغیات پنجاب یونیورسٹی لاہور کے سابق چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر مسکین علی حجازی لکھتے ہیں کہ:

"صحافت ایک عوامی ادارہ ہے۔ اس پیشے کو ذاتی مقاصد یا سماج دشمن عناصر یا ان کے مقاصد کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے جو اس پیشے سے ہم آہنگ نہیں ہیں اور نہ اسے مفاد عامہ کے خلاف استعمال کرنا چاہئے۔ خبریں اور تبصرے صحیح معروضی اور غیر جانبدارانہ انداز میں ہونے چاہئیں، جن تجارتی اعلانات اور اشتہارات یا خبروں کا معاوضہ لیا جائے، انہیں اس طرح شائع کیا جائے کہ وہ واقعی تجارتی اعلانات اور اشتہارات لگیں۔ ذرائع ابلاغ پر کوئی ایسی چیز شائع یا پیش نہ کی جائے جس سے عوام کے مختلف گروہوں میں کشیدگی پیدا ہو یا علاقائی گروہوں میں رنجش بڑھے اور ان کے درمیان اختلافات کو ہوا ملے"۔

جسٹس (ریٹائرڈ) عطاء اللہ سجاد:

پریس کمیشن آف پاکستان کے سابق چیئرمین جسٹس (ریٹائرڈ) عطاء اللہ سجاد نے کونسل کے طے کردہ ضابطہ اخلاق کے چیدہ چیدہ نکات مختصراً بتائے کہ:

- ☆ خبر میں کسی ذاتی رائے کا دخل نہیں ہونا چاہئے۔
- ☆ تصدیق سے پہلے خبر نہیں دینی چاہئے۔
- ☆ کسی کی ہتک عزت سے اجتناب کرنا چاہئے۔
- ☆ صحافتی تجزیہ ذاتی دوستی یا دشمنی سے مبرا اور بے لاگ ہونا چاہئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ تمام صحافتی امور ادا کرتے وقت وطن اور قوم کی محبت کا جذبہ غالب ہونا چاہیے۔

☆ عدلیہ کی طرح صحافتی فرائض میں بھی دیانت داری اور غیر جانبداری ہونی چاہیے۔

☆ محض اشاعت بڑھانے کے لئے حیران کن یا ذہنی انتشار پیدا کرنے والی خبروں اور موضوعات سے گریز کرنا چاہیے''۔

پروفیسر متین الرحمٰن مرتضیٰ:

سابق صدر شعبۂ ابلاغ عامہ کراچی یونیورسٹی نے اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

''پاکستان کے پریس پر ہمیشہ تحریک پاکستان کی چھاپ رہی ہے۔اس تحریک کا محور مسلمانوں کی اپنے دین سے والہانہ محبت اور جذباتی وابستگی تھی چنانچہ ہمارے اخبارات ورسائل تحریک پاکستان کے اثرات کی وجہ سے دینی عقائد ونظریات سے بیزاری نہیں وابستگی کا میلان رکھتے تھے۔البتہ سیاسی نظام کی ناہمواریوں نے ان پر کچھ منفی اثرات ضرور مرتب کیے۔مگر ذرائع ابلاغ کے میلانات ورجحانات میں دینی تصورات سے پہلے کے مقابلے میں کچھ فاصلہ رونما ہونے کے باوجود آج بھی کیفیت یہ ہے کہ کوئی بھی ذریعہ ابلاغ دین کا باغی نہیں ہے۔اپنے مزاج میں کوئی ذریعہ ابلاغ کوئی اشاعتی ادارہ خواہ کیسا ہی انقلابی ہو رسما دین سے وابستگی کا ہی دم بھرتا نظر آتا ہے اس رسمی وابستگی کو تھوڑی سی کوشش سے زیادہ فعال کیا جاسکتا ہے۔

یقیناً تصورات سے وابستگی رکھنے والے ذرائع ابلاغ سے ریاست کے فلاحی کردار کو اجاگر اور مستحکم کرنے کا کام لیا جا سکتا ہے۔ذرائع ابلاغ کا ایک بنیادی وظیفہ رائے سازی اور اپنے قارئین سامعین اور ناظرین کی تربیت ہے۔اس وظیفے کے حوالے سے عوام میں فلاحی اقدار' اعمال اور اقدامات کے قبولیت کی فضا تیار کرنے اور معاشرے میں انہیں رواج دینے نیز حکومت کو ان ذمہ داریوں کی ادائیگی پر متوجہ کرنے اور مقننہ کو ان اقدار' اعمال اور اقدامات کے رواج کے لئے مطلوبہ قانون سازی کی ضرورت کا احساس دلانے میں ذرائع ابلاغ اہم کردار ادا کرسکتے ہیں اور انہیں کرنا چاہیے۔

ہمارے ذرائع ابلاغ عوام کے انفرادی حقوق' مراعات' ضروریات' سہولیات نیز ان کے مسائل اور پریشانیوں پر توجہ دیتے ہیں یہ سب فلاح عوام کے تصور کو اجاگر کرنے اور اس تصور کو روبہ عمل لانے کی سعی وکوشش ہی ہے مگر اس مرحلے میں یہ سمجھنا بے حد ضروری ہے کہ اسلام ایک ایسے منظم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کی تشکیل پر زور دیتا ہے۔ جہاں عوام کے حقوق اور ذمہ داریاں معاشرے کے وسیع تر مفادات سے مطابقت رکھتے ہوں' انفرادی استحقاق پر زیادہ اصرار اور اجتماعی معاشرتی بہبود کو نظر انداز کرنا مغربی طرز فکر ہے اسلامی تصور فلاح انفرادی فلاح کو معاشرتی فلاح پر مقدم نہیں رکھتا بلکہ معاشرتی فلاح کو نفوذ دیتا ہے چنانچہ ہمارے ذرائع ابلاغ کو مغربی اور اسلامی طرز فکر کے اس فرق کے معاملے میں اپنے طرز عمل کو شفاف کرنے کی ضرورت ہے۔ اس فرق کو ملحوظ رکھے بغیر فلاحی مملکت کی تشکیل میں ذرائع ابلاغ زیادہ مفید اور موثر کردار ادا نہیں کر سکیں گے۔ ہمارے یہاں اجتماعی معاشرتی بہبود کو نظر انداز کرنے کے رجحان ہی کی وجہ سے منکرات کی اشاعت پر تنقید کا میلان کمزور ہے۔ ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری ہے کہ افراد کے انفرادی اور معاشرے کے اجتماعی حقوق کے توازن پر نظر رکھیں افراد' حکومت' پارلیمنٹ یا دوسرے ادارے ان حقوق اور ذمہ داریوں کا دائرہ نہ بڑھا سکتے ہیں اور نہ گھٹا سکتے ہیں جو اللہ نے مقرر کر دیئے ہیں۔

افراد کے حق اظہار پر بے دریغ اصرار نے ذرائع ابلاغ کے توسط سے جھوٹ کی اشاعت بڑھا دی ہے۔ افراد اپنے حق اظہار کے حوالے سے ایسے بیانات کی اشاعت پر اصرار کرتے ہیں جن کے مشتملات کی صداقت مشتبہ ہوتی ہے اور اس جھوٹ سے اجتماعی معاشرتی بہبود کو گزند پہنچتا ہے۔ اخبارات اگر فلاح عامہ کو ترجیح دیں تو یقیناً انہیں جھوٹ کی اشاعت کی حوصلہ شکنی کرنی ہوگی اور نہ سچ میں جھوٹ کی آمیزش کی اجازت دی جانی چاہئے۔ اس اصول کی بالادستی اس لئے ضروری ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں متمول افراد ادارے یا طبقات اپنے انفرادی یا طبقاتی مفادات کے تحفظ کے لئے اپنی پالیسیوں' پروگراموں اور اقدامات کی کامیابی کے لئے جھوٹ کی اشاعت' اظہار رائے کی آزادی کے حوالے سے اصرار کرتے ہیں اور اس سے معاشرے کی اجتماعی فلاح منفی طور پر متاثر ہوتی ہے۔

ذرائع ابلاغ کو افواہوں پر مبنی ایسی خبروں کی اشاعت سے بھی گریز کرنا چاہئے۔ جس سے افراد معاشرہ کی انفرادی یا اجتماعی فلاح و بہبود معرض خطر میں آتی ہو اور ان کے مفادات کو ناجائز نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

ذرائع ابلاغ کو اپنے پیرایۂ اظہار کو غلاظت اور کراہت سے پاک صاف رکھنا چاہئے تاکہ ان کا اپنا رویہ منکرات کی اشاعت کا وسیلہ نہ بنے۔

ذرائع ابلاغ کو خیر کی اشاعت اور برائی کو روکنے میں فعال کردار ادا کرنا چاہئے تاکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرے میں خیر وشر کے درمیان امتیاز برقرار رہے۔

ذرائع ابلاغ کو کسی بھی صورت کسی بھی قسم کی بدعنوانی کی اشاعت میں معاون وشریک نہ ہونا چاہئے جرائم اور جرائم پیشہ افراد کی تشہیر سے بچنا چاہئے کیونکہ جرائم اور جرائم پیشہ افراد اجتماعی معاشرتی بہبود کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہوتے ہیں اسی طرح ذرائع ابلاغ کو فحاشی' بداخلاقی اور ناشائستگی کے خلاف آمادہ جہاد رہنا چاہئے کہ ان مصائب سے معاشرتی بہبود کو گزند پہنچتا ہے۔

ظالموں کے خلاف جہاد اور مظلوموں کی حمایت و پیروی ذرائع ابلاغ کا وہ سب سے بڑا فلاحی کردار ہے جو وہ ادا کر سکتے ہیں۔ جہاں ذرائع اپنے رویے کو مملکت کے فلاحی کردار سے سازگار رکھنے میں ناکام نظر آئیں وہاں مقننہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ذرائع ابلاغ کے کردار کو مملکت کے فلاحی کردار سے ہم آہنگ رکھنے کے لئے مناسب قانون سازی اور ضابطہ بندی کرے اور رائے عامہ کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ عدلیہ کو ذرائع ابلاغ کے رویے اور کردار کا نگران بنائے۔

وفاقی شرعی عدالت:

مئی 1984ء میں پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت میں دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈی ننس 1963ء بھی زیر بحث آیا۔ جج حضرات میں مسٹر جسٹس آفتاب حسین، علی حسین قزلباش، چودھری محمد صدیق اور ملک غلام علی (مرحوم) شامل تھے۔ اس ضمن میں اسلامی نقطہ نگاہ سے بنیادی انسانی حقوق، آزادی اظہار، صحافت اور صحافتی اخلاقیات اور ایک اعلیٰ صحافی کی خوبیوں کے متعلق بہت بنیادی اور فاضلانہ دلائل دیئے گئے جو درج ذیل ہیں:

1- دانش:

جو اخلاقی زندگی کا راستہ متعین کرتی ہے اور کسی بھی نظام اخلاقیات کی عقلی وذہنی اساس ہے، یہ زیادہ تر زندگی کے تجربہ کی پختگی، سوچ وبچار، پڑھائی، گفتگو اور مسلسل مطالعہ سے حاصل ہوتی ہے۔

2- جرأت:

صحافی کی مدد کے لئے جرأت کی ضرورت ہے کہ کہیں متعدد ترغیبات اسے عقل کے دکھائے راستے سے بھٹکا نہ دیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3- اعتدال:

وہ خوبی جو معقول میانہ روی اور عقلی شعور کا مطالبہ کرتی ہے۔

اس خوبی سے ہمیں کسی مقصد کی تلاش میں تشدد و کٹڑ پن سے بچنے میں مدد ملتی ہے۔

4- انصاف:

ہر آدمی کو اس کے منصب کے مطابق پوری اہمیت ملنی چاہئے۔ یہ انصاف ہے۔

5- صداقت:

خبر کے لئے جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ سچ اکٹھا کیا جائے۔ ذرائع ابلاغ کی دیگر اخلاقیات اور ذمہ داریاں زیر بحث آئیں کہ:

1- شریعت کی برتری کو چیلنج نہیں کیا جانا چاہئے۔

2- لیڈروں، معزز آدمیوں حتیٰ کہ بعض لوگوں کے دیوتاؤں کی بھی توہین نہ کی جائے۔

3- آزادیٔ اظہار کے حق کو ریاست کی سب سے اونچی اتھارٹی تک بھی خوف یا حمایت سے بالاتر رہ کر استعمال کرنا چاہئے۔

4- ذرائع ابلاغ کو ظلم و جبر کے خلاف آواز بلند کرنی چاہئے۔

5- تہمت و بہتان نہ ایجاد کرنا چاہئے اور نہ اسے پھیلانا چاہئے۔
وہ تمام لوگ جو افتراء و بہتان کو پھیلانے میں حصہ لیتے ہیں وہ برابر کے مجرم ہیں۔

6- ذرائع ابلاغ کو چار چشم دید گواہوں کے بغیر خواتین پر الزامات لگانے سے منع کیا گیا ہے اور جو لوگ بغیر کسی ثبوت کے خواتین پر الزام لگاتے ہیں وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔

7- خاص تنقید کے لئے طنز کو ذریعہ بنانے کی اجازت ہے، بشرطیکہ اس کا محرک بری نیت یا کینہ نہ ہو۔

8- سچ اور جھوٹ کی ملاوٹ نہیں کرنی چاہئے اور نہ جان بوجھ کر سچ کو چھپانا یا اسے بگاڑنا چاہئے۔

9- شہادت یا گواہی کو دبانا نہیں چاہئے۔ اگر خبر سے سلامتی یا فلاح خطرہ میں پڑتی ہو تو اسے دبایا جا سکتا ہے۔ اگر اس سے خوف پھیلنے کی توقع ہو تو اسے عام لوگوں میں ترویج نہیں دینی چاہئے، لیکن موزوں اقدام کے لئے صاحبان اختیار کے نوٹس میں لے آنا چاہئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

10- رپورٹوں کی بنیاد افواہوں پر نہیں رکھنی چاہیے۔

11- جعلی رپورٹیں اور دستاویزات نہیں بنانی چاہئیں۔

12- ذرائع ابلاغ کو واضح طور پر اپنے ذمہ کام لے کر تفتیش کر کے صداقت کا پتہ لگانا چاہیے۔

13- ذرائع ابلاغ کو ہمیشہ زبان کی نفاست اور اسے پر وقار انداز میں استعمال کرنے کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

14- ذرائع ابلاغ کو دشنام آمیز اور لچر طریق اظہار سے احتراز کرنا چاہیے۔

15- معاشرے میں عمل صالح اور اخلاق قدروں کو ترویج دینی چاہیے۔

16- سنسنی خیزی سے احتراز کرنا چاہیے اور معاشرے میں انتشار پیدا کرنے یا فساد کے بیج بونے سے باز رہنا چاہیے۔

مشاہیر کے صحافتی نظریاتی اور وفاقی شرعی عدالت کے متفقہ خیالات میں پاکستان میں صحافت سے وابستہ تمام افراد کے لئے بہت سی ہدایات موجود ہیں۔

● ● ●

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات (REFERENCES)

باب 1:

1- ڈاکٹر عبدالسلام خورشید: ''فن صحافت''، ص 16، مکتبہ کارواں لاہور۔

2- ڈاکٹر مسکین علی حجازی، پاکستان میں ابلاغیات، ترقی اور مسائل سنگ میل پبلی کیشنز لاہور

باب 2:

1- ڈاکٹر عبدالسلام خورشید: ''داستانِ صحافت''، مکتبہ کارواں، لاہور۔

2- ڈاکٹر مسکین علی حجازی: ''فن ادارت''، مرکزی اُردو بورڈ، لاہور۔

3- Donald H. Johnston, Journalism and the Media, Barnes and Noble Books, New York, Page 148 to 189.

باب 3:

1- مضمون پروفیسر شریف المجاہد: مجلّہ ''ابلاغیات''، یونیورسٹی کراچی، کراچی 1985ء۔

2- صلاح الدین: مقالہ ''خبر روشنی ہے بے خبری اندھیرا''، شائع شدہ مجلّہ محور، صد سالہ نمبر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور 1982ء۔

3- سعید ملک: مقالہ ''مغرب کا تصور آزادیٔ صحافت''، شائع شدہ روزنامہ ''وفاق'' سلور جوبلی نمبر لاہور۔

باب 4:

1- پروفیسر وارث میر (مرحوم): شائع شدہ مضمون 'سیاست و صحافت کے سات سال' روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور، 7, 5 جولائی 1984ء

2- پروفیسر وارث میر (مرحوم): شائع شدہ مضمون ''آزادی صحافت، ماضی اور حال'' روزنامہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جنگ'' لاہور، 23 مئی 1985ء۔

3- سید محتشم مسعود: شائع شدہ مضمون ''پاکستان میں صحافت اور آزادیٔ صحافت' ہفت روزہ ''تکبیر'' 8 دسمبر 1988ء

4- عطیہ اقبال زیدی: مقالہ ''خواتین کے رسائل و جرائد کا جائزہ اور دعوت اسلامی کے لئے تجاویز'' سیمینار ''دعوت دین میں ذرائع ابلاغ کا کردار'' 4, 5 جولائی 1987ء دعوۃ اکیڈمی، انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

5- محمود احمد مدنی: مقالہ ''ذرائع ابلاغ میں لادینی افکار کا چیلنج'' ایضاً۔

6- نثار احمد زبیری: شائع شدہ مقالہ ''پاکستانی ذرائع ابلاغ عامہ پر ایک نظر'' کتابی سلسلہ ''ابلاغیات'' نمبر 1 میں 183، ادارۂ ابلاغیات کراچی یونیورسٹی۔

7- مصنف کی نوجوان صحافی افضل جاوید (مرحوم) سے ملاقات۔

8- روزنامہ ''نوائے وقت'' آزادیٔ صحافت اور ارباب صحافت' ایک سابق صحافی کے قلم سے' 1993ء

باب 5:

1. "Journalism" (Quarterly Journal), Vol. 1 no. 2 1968 Journalism Department, Punjab University Lahore. Article "Code of conduct for working Journalist by A.T. Chaudhri." pp, 17.18.
2. F. Frasher Bond, "An Introduction to Journalism" Macmillian company, New York, 1955, pp. 3-5.
3. Robert Schmuhl, "The Responsibilities of Journalism" IOWA State University Press, Ist ed. 1983. p.7
4. H. Engene Goowdin "Groping for Ethics in Journalism" IOWA State University Press, Ist 1983. p.7
5. "A Free and Responsible Press". Report of the Commission on Freedom of the Press" Robert. M.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Hutchins, Ch. (Chicago : Univ, of Chicago press, 1947).

6. Fred S. Siebert, Theodore Peterson, and Wilbur Schramm, "Four Theories of the Press" Urbana : University of Illinois Press, 1956. pp. 74-78

7. Robert Schmuhl. "Four theories of the Press" pp. 78.79.

8. "The Responsibilities of Journalism" p.41. University of Notre Dame Press. Indiana (U.S.A).

9. M. V. Kamar, "Professional Journalism" Vikas publishing House PVT Ltd. India 1980. P. 263.

10. "Groping for Ethics in Journalism" p.8.

11. Ibid.

12. Clifford G. Christian. "Fifty Years of Scholarship in media Ethics" Journal of Communication 27. No. 4 (Autumn 1977) : 23.

13. "Groping for Ethics in Journalism" p.9.

14. Ibid p 14.

-15 شفیق جالندھری: "صحافت اور صحافی" علمی کتاب خانہ، اردو بازار لاہور، اگست 1984ء، ص21۔

16. "World Press Encyclopaedia by George Thomas Kurian" Vo. 1. Facts on File Inc, New York 1982, p.29

17. Ibid p.13.

.18 "صحافت اور صحافی"، ص32-33

19. "World Press Enoyclopaedia" p. 31.

-20 "صحافت اور صحافی"، ص32-33

-21 "فن صحافت"، ص 249 - 248

-22 ایضاً، ص249۔

.23 ایضاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

24. Spencer Crump, "Fundamentals of Journalism" Mc Graw Hill Book Company U.S.A 1974. pp. 145-148
25. Bruce M. Swain "Reporter`s Ethics" The IOWA state Uni-Press, Ist Edition 1978. pp. 112-113
26. "Groping for Ethics in Journalism" p.15.
27. "World Press Encyclopaepia" Vol II p. 957.
28. Ibid Vol. I p. 32.
29. John, L. Hulteng, "Playing At Straight" American Society of Newspaper Editors. p. 71-76
30. Mughees-ud-Din Sheikh. "From Freedom to Responsibility" "Journalism" (Quarterly Journal) Mass Comm. Deptt. Punjab University, 1985. p. 25-32
31. ڈاکٹر عبدالسلام خورشید "فن صحافت"، ص248
32. The Democratic Journalist (Journal) No. 6 June, 1968, Article, "How Permanent is Lenin`s Conception of the Press by Irenea Tetelowska.
33. "World Press Encyclopaedia" Vol. I p. 219.
34. Karl Marx "on Freedom of the Press of Censorhip" The Karl Marx. Library Vol IV Mc Grow Hill book Company, p.9.
35. Jane Leftwick, Joan R. Dassin, "Press control Around the world" Praeger Publishers U.S.A. 1982, pp. 92-93
36. "The Cambridge Encyclopaedia of Russia and the Soveit Union" Cambridge University Press 1982. p. 411.
37. "Press Control around the world" pp. 93-94.
38. "World Press Encyclopaedia" p. 224.
39. "The Democratic Journalist" No. 5. 1969. Article "A criticism of the Bourgoeis Theory of Journalism" by Prof. Jasen Zasurski, p. 104.
40. ماؤزے تنگ "عوام کی خدمت کرو"، منتخب مضامین جلد سوم، 18 ستمبر 1944ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

41. Philp C. Horton, "The thirld world and Prec Freedom" Praege speicial studies New York 1978. Article "Press Censorship in South Africa" By Percy Qolioza p. 236.

42. "Press Control Around the World" p. 198.

43. Ken Metzler, News Gathering, p. 258. 259.

باب6:

-1 عبدالطیف سیٹھی' روزنامہ نوائے وقت' 23 جولائی 1993ء

-2 تلخیص وترجمہ سعید شاہد' جمعہ میگزین روزنامہ جنگ لاہور۔

باب7:

-1 طاہر رفیق: غیر مطبوعہ تحقیقی مقالہ ایم اے ''جنگ'' اور ''نوائے وقت''، لاہور میں صحافتی اخلاقیات کی پابندی کا تقابلی جائزہ 1985ء شعبہ صحافت، پنجاب یونیورسٹی۔

-2 ڈاکٹر عبدالسلام خورشید: ''فن صحافت'' مکتبہ کارواں، ص 232۔

3. "Weekly Businessman" (Journal) Vol. II. No. 7 June 4-11 1983, Article "Text of CPNE Pressident`s speech" p.5.

-4 ڈاکٹر عبدالسلام خورشید: ''داستان صحافت''، مکتبہ کارواں کچہری روڈ لاہور ستمبر 1974ء، ص 147ء۔

5. 'Journalism' (A quarterly Journal) Vo. V. No I011, 1972. Dept of Journalism Punjab University, Lahore. p.2

6. "Journalism" (Quarterly Journal) Vol. 1 No. 2 1980, Article "Code of conduct for working Journalists" By A.T, Chaudhri. p,17

-7 ''فن صحافت''، ص 242۔

8. "Weekly Businessman" Vol. II. No. 7 Article.

9. "Journalism" (Quarterly Journal) Vol. I No. 2 1968 Article "Towards a free & responsible Press by Dr.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Abdus Salam Khurshid" p. 83.

10. "Weekly Businessman" p. 26

11- آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973ء۔

12. "Journalism" (Quarterly Journal) Vo. II No. 1 1969 p. 46.

13. "Journalism" (Quarterly Journal) Vol. V No. I-II 1972. p. 11,

14- ڈاکٹر عبدالسلام خورشید "داستان صحافت"، ص 149

15. "World Press Encyclopaedia" Vol II, By George Thomas Kurian Facts on File Inc, New York, 1982, p. 1164.

16. "Weekly Businessman" p. 23.26.

17- روزنامہ "جنگ" لاہور اشاعت 12 اکتوبر 1985ء۔

18- روزنامہ "جنگ" لاہور اشاعت 14 اکتوبر 1985ء۔

19. "Journalism" (Quarterly Journal) Vol. I No. 1 1968. pp. 21-23-66.

20- "فن صحافت"، ص 232۔

21- عبیدالسلام زینی: "اسلامی صحافت"، ادارۂ معارف اسلامی لاہور۔

22- زاہد ملک: "تعلقات عامہ"، راولپنڈی۔

باب 8:

1- سعید ملک: شائع شدہ مضمون "صحافتی پیچیدگیاں" سلور جوبلی نمبر روزنامہ "وفاق" لاہور۔

2- پروفیسر وارث میر (مرحوم): شائع شدہ مضمون "پاکستان میں اظہار و ابلاغ کے مسائل"، روزنامہ "نوائے وقت" لاہور۔ 24 اکتوبر 1981ء

3- سید عبیدالسلام زینی مرحوم: "اسلامی صحافت"، ص 58-54 شائع شدہ 1988ء ادارۂ معارف اسلامی لاہور۔

باب 9:

1- نصراللہ خان' کالم بعنوان پاکستان میں صحافیوں کو سیکرٹ فنڈ سے خریدنے کی روایت گورنر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنرل غلام محمد نے ڈالی' ہفت روزہ تکبیر کراچی' 5 مئی 1994ء

-2 قدرت اللہ شہاب' شہاب نامہ' سنگ میل پبلی کیشنز' لاہور ص 757 تا ص 778

-3 ہفت روزہ ''معیار'' کراچی' یکم تا 8 اپریل 1978ء

4- Weekly, Viewpoint, Lahore, 14 April, 1983.

-5 روزنامہ نوائے وقت لاہور' 26 اگست 1997ء

6- Amended Media Laws, document, Right to know and express, South Asian Free Media Association (SAFMA) conference-11, Jan, 2, 2004, Rawalpindi:

باب 10:

-1 ناز، ڈاکٹر احسن اختر، تحقیقی مضمون، پاکستانی معاشرے پر ذرائع ابلاغ کے اثرات اور اصلاح کے لئے تجاویز، شائع شدہ، الاضواء، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور 2004ء۔

باب 11:

-1 منزہ امین، ''مضمون، غیرملکی ٹی وی چینلز ہماری اقدار کو نگل رہے ہیں۔'' سنڈے میگزین روزنامہ نوائے وقت، لاہور: 26 اکتوبر 2003ء

-2 ناز، ڈاکٹر احسن اختر، تحقیقی مضمون، پاکستانی معاشرے پر ذرائع ابلاغ کے اثرات شائع شدہ، ''الاضواء''، اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ 2004ء

-3 ''کیبل ٹیلی ویژن، مستقبل کا منظر نامہ''، 17 مارچ 2003ء، پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (PEMRA) اسلام آباد۔

باب 12:

1- Motion PicturesOrdinance, 1979.

-2 روزنامہ ''جنگ'' لاہور سنڈے میگزین' 6 ستمبر 2000ء

باب 13:

1- Barbara K. Kaye, Norman J. Medoff,
The World Wide Web, A mass

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Communication Persectine Mayfield
Publishing Co. Monnatain Toronto, 2001,
P = 348 - 370

2- Website, Pontifical Council for Social Communications. Feb, 22, 2002.

3- Website, Internet Activities Board, U.S.A, Jan, 1989.

4- Jacques Berleur and Klaus Brunnmisterin, edited, Ethics of Computing, Codes, Spaces for discussion and law, P = 177 - 212

باب نمبر14:

1- دستاویز ''دعوت دین میں ذرائع ابلاغ کا کردار'' ۔دعوت اکیڈمی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد 1987ء

2- ماہنامہ ''دوست'' فروری 2005ء ص 17 تا 19

باب15:

1- قاضی عبدالغفار: ''آثار جمال الدین افغانی'' ص 102, 101۔ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور

2- ماہنامہ ''معلم شفیق''، حیدرآباد (دکن) دسمبر 1880ء۔

3- تسنیم قریشی: ''قائداعظم'' اور پریس'' تحقیقی مجلہ ''ابلاغیات''، ادارۂ ابلاغیات، کراچی 1986ء، ص 25 تا 35۔

4- محمد رفیق افضل: گفتار اقبال'' مدیر ''انقلاب'' کے نام مکتوب۔
ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب لاہور، جنوری 1969ء، ص 36-35۔

5- سرسید احمد خان (مرتبہ، محمد اسماعیل پانی پتی): ''مقالات سرسید'' حصہ دہم، مجلس ترقی ادب لاہور 1962ء، ص 7 ,5۔

6- مولانا محمد علی جوہر: روزنامہ ''ہمدرد''، یکم جون 1913ء، صفحہ 5 کالم اول۔

7- ماہنامہ ''جامعہ'' محمد علی نمبر۔اپریل 1979ء، ص 103ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-8 رئیس احمد جعفری: ''سیرت محمد علی''، ص235

-9 ڈاکٹر ظہیر علی صدیقی: مقالہ: محمد علی بحیثیت صحافی ''مقالات یوم جوہر''، اتر پردیش اُردو اکادمی لکھنو: 1983ء، ص89۔

-10 پروفیسر مسکین علی حجازی: ''اداریہ نویسی''، اُردو سائنس بورڈ لاہور، ص322-321

-11 محمد رفیع الدین فاروقی: مضمون ''مولانا مودودیؒ کا صحافتی دور'' شائع شدہ ماہنامہ ''سیارہ'' لاہور، 25 سالنامہ 1987ء، جلد 53 شمارہ 2, 1

-12 شورش کاشمیری ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور، 5 اپریل 1971ء، جلد 24، شمارہ 14۔

-13 الطاف حسین: روزنامہ ''ڈان''، 25 فروری 1965ء۔

-14 فیض احمد فیض: مضمون ''اے اہل قلم تم کس کے ساتھ ہو''، مجلّہ ''احتساب'' جلد 8 مارچ تا مئی 1979ء، شمارہ 2 تا 4۔ ایڈیٹر عبداللہ ملک (مرحوم)

-15 جسٹس (ریٹائرڈ) عطاء اللہ سجاد سے مصنف کی خصوصی ملاقات۔

-16 پروفیسر وارث میر: مضمون ''اخبارات کی سماجی ذمہ داریاں''، شائع شدہ روزنامہ ''جاوداں'' لاہور۔

-17 روزنامہ ''وفاق'' لاہور، سلور جوبلی نمبر، 1984ء۔

-18 پروفیسر ڈاکٹر مسکین علی حجازی: شائع شدہ مضمون ''پاکستان میں آزادئ صحافت اور تعین حدود کا مسئلہ'' روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور۔

-19 متین الرحمٰن مرتضٰی مضمون 'پاکستانی' فلاحی مملکت' مقام و مرتبہ اور صحافت ہفت روزہ تکبیر کراچی 5 اگست 1993ء۔

-20 شفیق مرزا: ''وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے''، شائع شدہ مضمون روزنامہ ''جنگ'' لاہور، 11 نومبر 1984ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

☆ صحافتی ذمہ داریاں
مقتدرہ قومی زبان

☆ صحافتی قوانین
اے ایچ پبلشرز

☆ پاکستان میں ترقی پسند صحافت
کلاسیک

☆ مکالمات، ترقی پسند تحریک، صحافت
القمر انٹرپرائزز

ڈاکٹر احسن اختر ناز نے ''صحافتی اخلاقیات'' کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور وہ تمام معلومات یکجا کر دی ہیں، جو پاکستانی صحافت کے ایک طالب علم ہی کی نہیں، ہر اُس پاکستانی کی ضرورت ہیں، جو پاکستان کی تحریک، اس کے نظریے اور مقاصد پر یقین رکھتا ہے اور پاکستان کا مستقبل بانیانِ پاکستان سے وابستہ سمجھتا ہے۔

ڈاکٹر احسن اختر ناز تحقیق و جستجو کے آدمی ہیں۔ انہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے اس میدان میں اپنا مقام بنایا بلکہ یوں کہیے کہ لوہا منوایا ہے۔ امید ہے ان کی زیر نظر کاوش بھی علمی اور قومی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی اور میڈیا سے وابستہ افراد اس سے رہنمائی حاصل کریں گے۔

اس کتاب کا مطالعہ طالب علموں ہی کے لئے نہیں، ان خواتین و حضرات کے لئے بھی مفید ہوگا جو ''میڈیا پریکٹشنرز'' کہلاتے یا سمجھے جاتے ہیں۔ ان سب کو اپنی تہذیبی، ثقافتی اور سماجی اقدار سے نہ صرف آگاہ ہونا چاہیے بلکہ ان کی حفاظت کے لئے بھی مجاہدانہ کردار ادا کرنا چاہیے۔

مجیب الرحمٰن شامی
چیف ایڈیٹر روزنامہ ''پاکستان'' لاہور

پاکستان میں میڈیا جس رفتار سے ترقی کر رہا ہے اسی طرح صحافتی اخلاقیات سے روگردانی کی مثالیں بھی کثرت سے سامنے آ رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مضمون اب اس ملک کی کم و بیش تمام یونیورسٹیوں کے نصاب میں بھی شامل ہوتا جا رہا ہے اور یوں اس موضوع پر لکھنے کی ضرورت اور بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ڈاکٹر احسن اختر ناز نے قابل قدر کام کیا ہے۔ وہ یہ مضمون ایک عرصے سے شعبہ ابلاغیات پنجاب یونیورسٹی میں پڑھا بھی رہے ہیں۔ اور مجھے یہ بات کہنے میں کوئی عار نہیں کہ وہ اس موضوع پر سند کا درجہ حاصل کر چکے ہیں۔

اپنی پانچویں کتاب ''صحافتی اخلاقیات'' میں انہوں نے اس موضوع کے ہر پہلو کو سمیٹنے کی بڑی متوازن اور جاندار کوشش کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان کی پہلی کتب کی طرح یہ کتاب بھی ہر سطح پر مقبولیت حاصل کرے گی۔

پروفیسر ڈاکٹر مغیث الدین شیخ
(چیئرمین شعبہ ابلاغیات، پنجاب یونیورسٹی لاہور)

محترم ڈاکٹر احسن اختر ناز بڑے محنتی محقق ہیں۔ وہ زیادہ کھلے دل سے تحقیقی [illegible]
میں عملی صحافت کا وسیع جائزہ پیش کرتی ہے۔ میرے خیال میں طالب علموں کے لئے یہ [illegible]

070.1 ن 14 ص
145741-U-67

Azeem Academy
22-Urdu Bazar, Lahore. Ph:7231448